

# اخیری پیغام

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

دربار عالیہ مرشد آباد شریف، پشاور

باہتمام :

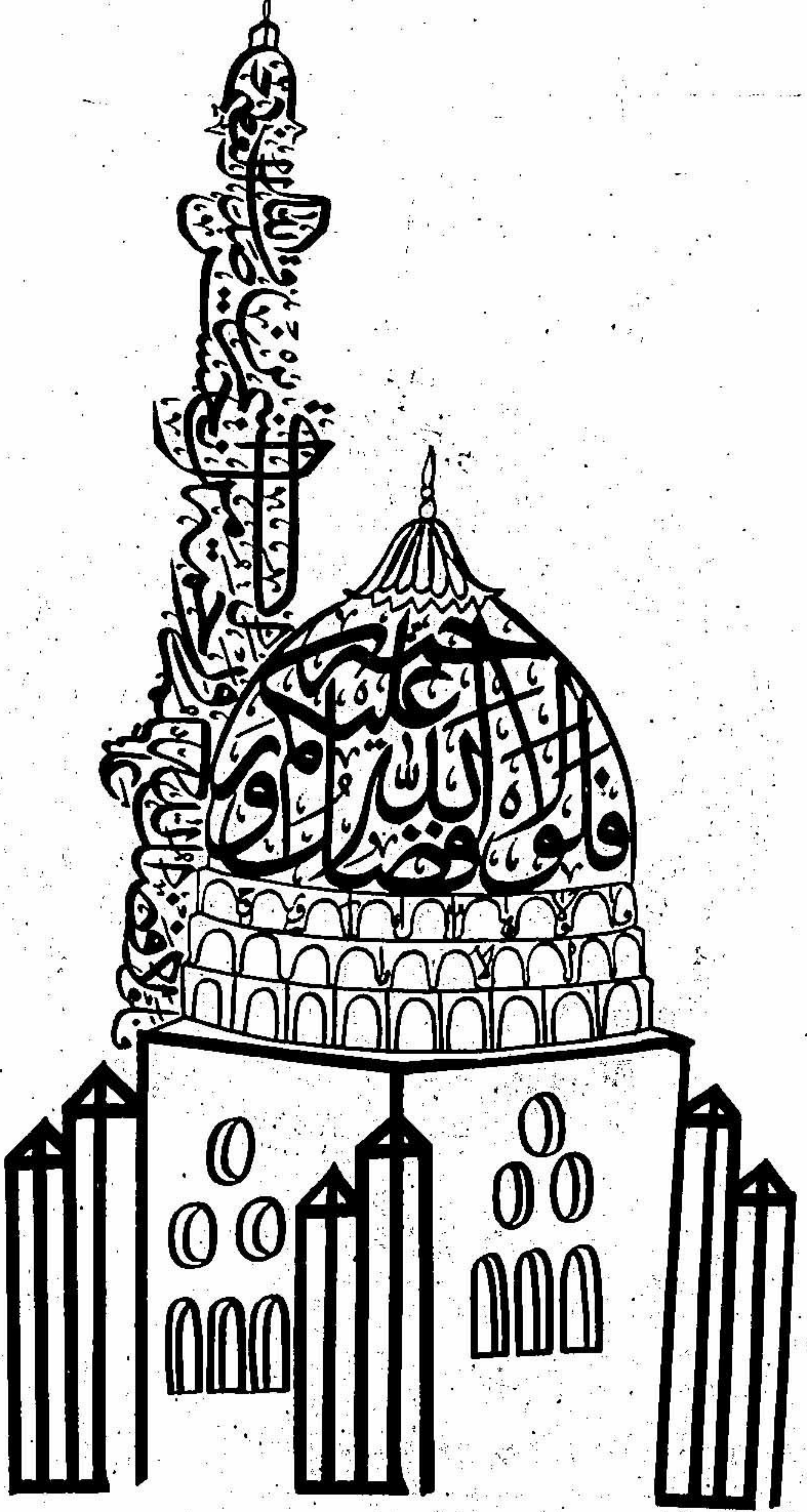
سرہند پبلی کیشنز، کراچی  
پاکستان

## جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

کتاب	آخری پیغام
مصنف	پروفیسر ڈاکٹر محمد سعید احمد
ناشر	خواجہ عبداللہ جان نقشبندی مجددی قادری
طابع	سرہند پبلی کیشنز، کراچی
مطبع	فضلی سنز لمیٹڈ۔ اردو بازار کراچی
طباعت	۱۴۰۶ھ ۱۹۸۶ء
اشاعت	اول
تعداد	گیارہ سو
قیمت	۷۵/- روپے

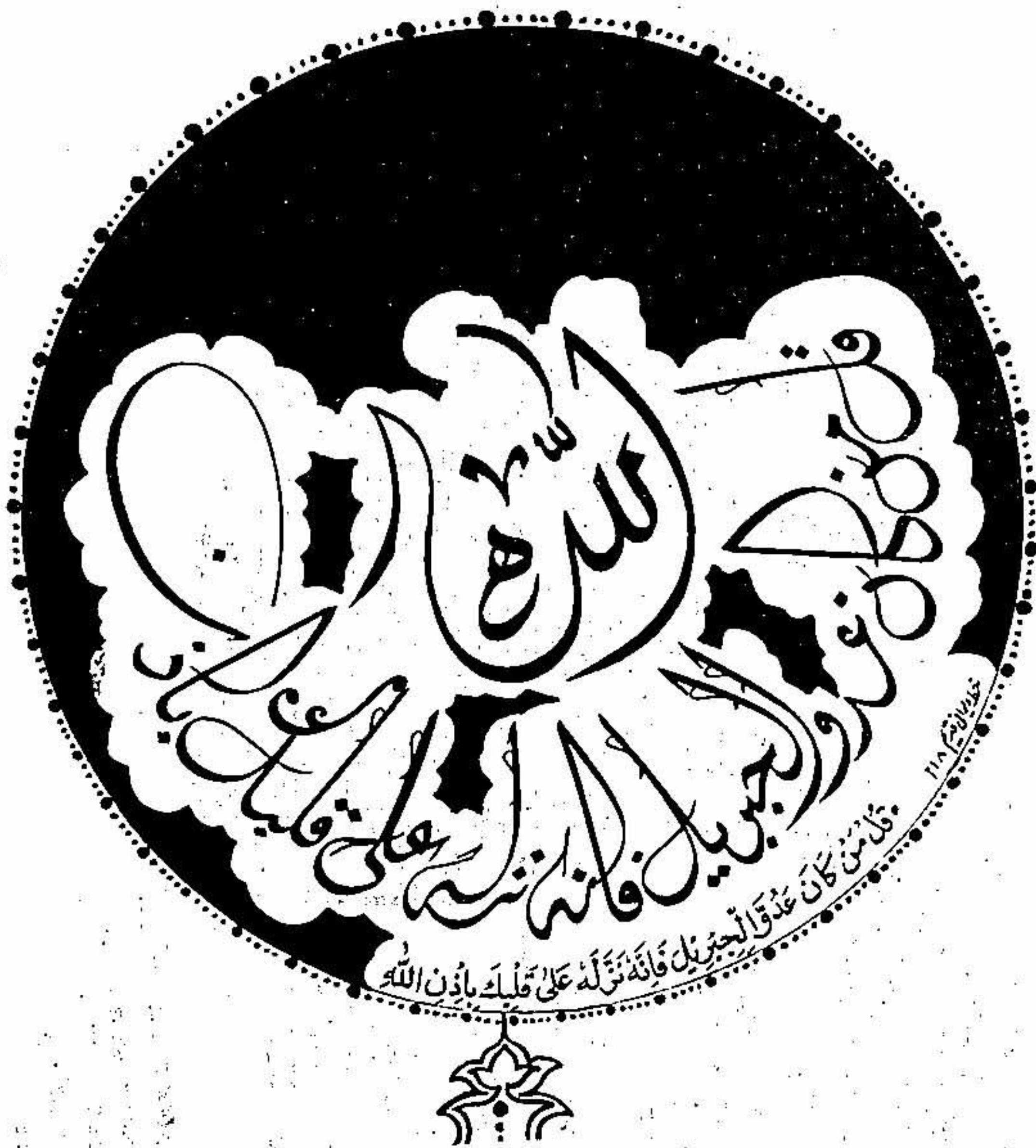
## ملنے کے پتے

- ۱۔ دربار عالیہ، مرشد آباد شریف، کوہاٹ روڈ، پشاور
- ۲۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی، ایم اے جناح روڈ، کراچی
- ۳۔ سرہند پبلی کیشنز، مکان نمبر ۸۸، بلاک نمبر ۷-۸، دھلی مرکنڈائزل ہاؤسنگ سوسائٹی، کراچی نمبر ۸۰۶، فون: ۲۳۸۶۱۱ اور ۲۳۶۷۷۸۶



قلوا فضل الله فتىكذ ورحمته لکنتم من العسیرین

خط شبیر ۱۰۰



## اُس کے نام

- ☆ — جس کی عمر عزیز کی اللہ نے قسم کھائی
- ☆ — جس کے جہاں جہاں آرا کی اللہ نے قسم کھائی
- ☆ — جس کے دیار عزیز کی اللہ نے قسم کھائی
- ☆ — جس کو دونوں جہاں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا
- ☆ — جس کو دونوں عالم کے لیے حاوی بنا کر بھیجا
- ☆ — جس کو علم و حکمت کے خزانوں سے منرفراز کیا
- ☆ — جس کے حضور آسمان و زمین سے ہر آن درود و سلام کے گجرے پیش کیے جاتے ہیں

☆ — جس کی اطاعت کو اللہ نے اپنی اطاعت قرار دیا

☆ — جس کی محبت کو اللہ نے اپنی محبت قرار دیا

☆ — جس کے لیے ابراہیم (علیہ السلام) نے دعا کی

☆ — جس کی بشارت داؤد (علیہ السلام) نے دی

☆ — جس کی بشارت موسیٰ (علیہ السلام) نے دی

☆ — جس کی بشارت عیسیٰ (علیہ السلام) نے دی

☆ — جس کی بشارت ہر آنے والے نے دی

- ☆ — جس کی بشارت زرتشت نے دی
- ☆ — جس کی بشارت گوتم بدھ نے دی
- ☆ — جس کی بشارت ویدوں میں دی گئی
- ☆ — جس نے ایک جہاں کو اخلاق سے اپنا گرویدہ بنایا
- ☆ — جس نے اخلاق ہی سے خوں کے پیاسوں کو اپنا جاتا بنا دیا
- ☆ — جس نے کشاکش زندگی سے کبھی پیٹھ نہ پھیری، مردانہ وار جیتا سکھایا۔
- ☆ — جس نے جو کہا پورا ہو کر رہا، اور جو کیا پورا کر کے رکھا
- ☆ — جس نے اپنے دوست و دشمن کسی کو نہ ترسایا، سبھی کو سیراب کیا
- ☆ — جس نے زندگی بھر ایک جوڑے میں بسر کی — جو غریبوں کا غریب اور شہنشاہوں کا شہنشاہ تھا۔
- ☆ — جس نے سادگی کی انتہا کر دی، جس نے عاجزی کی انتہا کر دی
- ☆ — جس نے شاہی کی مگر فقیرانہ بسر کی
- ☆ — جس نے غریبوں کا نام لے لے کر عیش و عشرت کا خواب نہ دیکھا اور شرم و حیا کو نہ شرمایا۔
- ☆ — جس کا ہاتھ ہمیشہ اونچا رہا
- ☆ — جس نے ہاتھ کبھی نہ پھیلایا، لینا نہیں دینا سکھایا
- ☆ — جس کے انداز جدید سے جدید تر تھے
- ☆ — جس کے افعال عجیب سے عجیب تر تھے
- ☆ — جس کے اقوال خوب سے خوب تر تھے
- ☆ — جس نے زبان و رنگ کو اللہ کی نشانیاں قرار دیا اور رنگ نظر

انسانوں کو وسعت فکر و نظری

☆ — جس نے اُنے والے حادثات کی اطلاع دے کر انسان کو ہوشیار و

خبردار کیا

☆ — جس نے علم و حکمت کے دریا بہائے

☆ — جس نے بتایا بہترین معاشرہ کے لیے معاشی وسائل ہی نہیں اخلاقی

اقدار کی بھی ضرورت ہے۔

☆ — جس نے بچوں کو صداقت کا سبق دیا اور صداقت شعار بنایا

☆ — جس کے تربیت یافتہ بچوں نے باطل کے آگے سر نہ جھکایا

اور سروے دیا۔

☆ — جس نے موت کے آئینے میں زندگی کا چہرہ دکھایا اور شہیدوں کو

جاوداں بتایا

☆ — جس نے خادموں کو خدمت کا طریقہ بتایا

☆ — جس نے تاجروں کو تجارت کا سلیقہ بتایا

☆ — جس نے ملازموں کو ملازمت کا قرینہ بتایا

☆ — جس نے شوہروں کو حقوق زوجیت کا پاسدار بنایا

☆ — جس نے حاکموں کو حکومت کا سلیقہ بتایا

☆ — جس نے فوج کشوں کو فوج کشی کا سلیقہ بتایا

☆ — جس نے فاتحوں کو فتح و نصرت کے آداب سکھائے

☆ — جس نے ہمد سے لحد تک انسانی زندگی کے سارے گرتائے

☆ — جس نے معیشت کی راہیں کھولیں

☆ — جس نے معاشرت کے طریقے بتائے

- ☆ — جس نے محبت کا سبق سکھایا
- ☆ — جس نے زندہ درگور کی جانے والی عورت کو مستند عزت پر بٹھایا
- ☆ — جس نے عورت کے قدموں کے نیچے جنت کو لا کر رکھا اور اس کو زمین سے آسمان پر پہنچا دیا
- ☆ — جس نے زندہ رہنا سکھایا
- ☆ — جس نے مرنا جینا سکھایا
- ☆ — جس نے مظلوموں کی داد رسی کی
- ☆ — جس نے مسلم و غیر مسلم دونوں کی مشکل کشائی کی
- ☆ — جس نے بے کسوں، بے بسوں اور مظلوموں کو صاحب اختیار و اقتدار بنایا
- ☆ — جس نے کنجشک فرمایا کو شاہین سے لڑایا اور پست حوصلہ انسانوں کو بلند حوصلہ عطا فرمایا
- ☆ — جس نے علم کی لگن لگائی، جس نے لوح و قلم کا وقار بلند کیا،
- ☆ — جس نے جہالت کی تاریکیوں سے نکالا اور علم کے نور سے منور کیا
- ☆ — جس نے ضعیف کا حق قوی سے دلویا اور قوی کو دینا سکھایا
- ☆ — جس نے داد رسی کے لیے تلوار اٹھائی
- ☆ — جس نے داد خواہوں کی داد رسی کی
- ☆ — جس نے مسکینوں اور یتیموں کی کفالت کی
- ☆ — جس نے کسانوں اور مزدوروں کی حمایت کی
- ☆ — جس نے غریبوں اور مفلسوں کو گلے لگایا
- ☆ — جس نے تہذیب و تمدن کا پاس رکھا



☆ جس نے رسم و رواج کا لحاظ رکھا

☆ جس نے فکر انسانی میں ایک انقلاب برپا کیا

☆ جس نے عالمی نشاۃ ثانیہ کا اعلان کیا اور فکر و نظر کو بیدار کیا

☆ جس نے انسانی معاشرے میں انقلاب برپا کیا

☆ جس نے زمین والوں کو پروا کرنا سکھایا

☆ جس نے نوع انسانی کے لیے مہینتر کا کام کیا

☆ جس نے شعور و آگہی کی آنکھیں کھول دیں

☆ جس نے قلب انسانی کو سنوارا

☆ جس نے تسخیر کائنات کے گرتائے

☆ جس نے ذہنوں کو جھوٹا، جس نے دلوں کو ٹھوٹا

☆ جس نے نوع انسان کو ایک ملت کا تصور دیا اور ایک جتیا جاگتا

ضابطہ حیات ساتھ لایا

☆ جس نے رنگ و نسل، قومیت و علاقائیت سے بے نیاز ہو کر

سوچنا سکھایا اور ایک آفاقی سوچ دی

☆ جس نے مغلوب و مغترب کائنات کو فاتح کائنات بنایا

☆ جس نے ذہنوں اور دلوں کو قابو میں رکھنا سکھایا

☆ جس نے بتایا سارا جہاں ایک سے وابستہ ہے ایک نہ ہو تو

کچھ نہ ہو۔۔۔ جس طرح اعداد کی ساری دنیا ایک سے وابستہ

ہے ایک نہ ہو تو کوئی عدد نہ ہو۔۔۔

☆ جس نے اعلان کیا نہ گورے کو کالے پر فخر ہے نہ کالے کو گورے پر

☆ جس نے اعلان کیا نہ عربی کو عجمی پر فخر ہے، نہ عجمی کو عربی پر

- ☆ — جس نے اعلان کیا شرافت و بزرگی کا معیار کردار و عمل ہے
- ☆ — جس نے روح کو بیدار کیا، فکر کو جگایا، نظر کو چمکایا
- ☆ — جس نے آخرت کا تصور دے کر زندگی کو وسیع سے وسیع تر کر دیا
- ☆ — جس نے انقلاب تو کا اعلان کیا
- ☆ — جس نے وحدت آدم کا علم بتا دیا
- ☆ — جس نے وحدت فکر و عمل کا پھر یہ لہرایا
- ☆ — جس کا فیض کل بھی جاری تھا، جس کا فیض آج بھی جاری ہے،
- جس کا فیض کل بھی جاری رہے گا

قَالَ لَنْ نَبْرِيْعَ



توہمی دانی کہ آئین توچسپیت ؟

زیر گردوں سرسریں توچسپیت ؟

اں کتاب زندہ، قسآن حکیم ؟

حکمت اولایزال است و قدیم

صرف اوراریب نے تبدیل نے

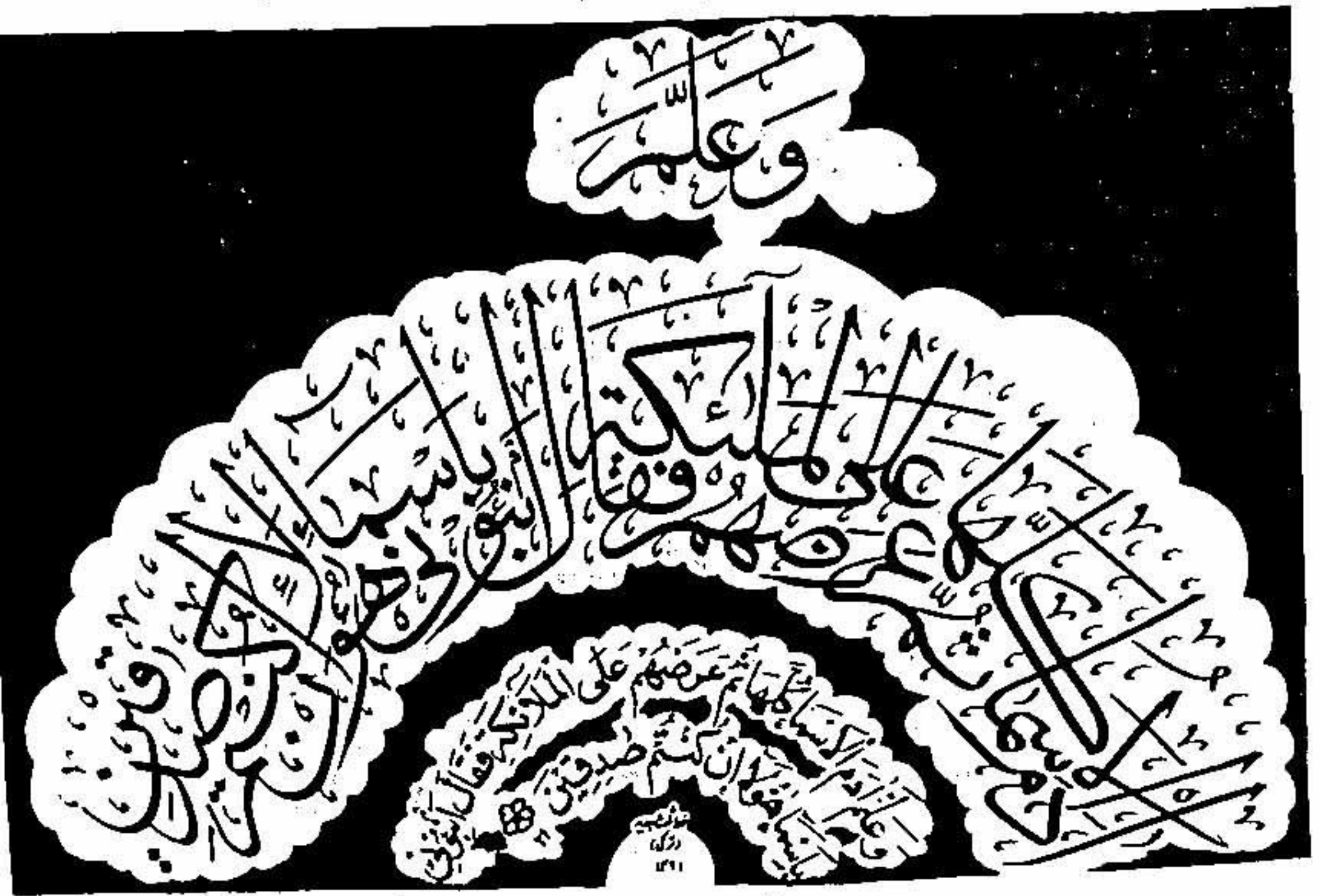
آیڈاش شرمندہ تاویل نے

نوع انساں راپیام آخریں

حامل او رحمتہ للعالمین

اقبال





# حرفِ اول

محترمی حضرت خواجہ ابوالخیر محمد عبداللہ جان نقشبندی مجددی دامت  
برکاتہم العالیہ (مرشد آباد، پشاور، پاکستان) کی سرپرستی میں مدینہ قرآن کمیٹی (لاہور، پاکستان)  
عجائب القرآن کے عنوان سے قرآن حکیم کا ایک ایسا نسخہ تیار کرارہی ہے جس میں خطاط  
پاکستان جناب خورشید عالم گوہر رقم نے تقریباً ۳۰ قرآنی رسم الخط استعمال کیے ہیں  
جو گزشتہ چودہ صدیوں میں ایجاد ہوئے۔ اس عظیم شہکار پر مقدمہ لکھوانے  
کے لیے حضرت خواجہ ابوالخیر مدظلہ العالی متفکر تھے، سلسلہ عالیہ قادریہ کے سجادہ نشین اور  
شارح شمائل ترمذی شریف حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی مدظلہ العالی،  
(پشاور، پاکستان) سے ذکر آیا تو موصوف نے فقیر کا نام تجویز کیا۔ فقیر نے حضرت  
موصوف کی شرح شمائل ترمذی شریف (انوار غوثیہ) پر ۱۹۷۵ء میں ایک مقدمہ لکھا  
تھا جس کا عنوان تھا الانوار الاحدیثی شرح الشمائل النبویہ۔ یہ شرح ۱۹۷۶ء میں  
لاہور (پاکستان) سے شائع ہو کر مقبول ہوئی۔ حضرت موصوف کے  
مشورے پر خواجہ ابوالخیر مدظلہ العالی کا پیغام ان کے مرید باہقابر اور مہم محمد اصف  
اصفی الخیری نے ارسال کیا جو دسمبر ۱۹۸۳ء میں اس وقت ملا جب یہ فقیر قومی سمیرت  
کانفرنس میں شرکت کے لیے اسلام آباد جا رہا تھا۔ اس خانوادے سے یہ فقیر  
پہلے متعارف نہ تھا البتہ ریفورمیسر خالد امین مصفی الخیری نے اپنی تصنیف (سلسلہ خیرت)

(مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء) ارسال فرما کر ایک سال قبل تعارف کی راہ ہموار کی تھی۔

بہر حال اسلام آباد سے واپسی پر مزید مراسلت ہوئی اور عجائب القرآن کے پہلے پارے کا عکس بھی ملا جس میں تقریباً ۳۰ رسم الخطوں میں کتابت کی گئی ہے جس کو دیکھ کر مسرت بھی ہوئی اور حیرت بھی۔ لیکن دل میں یہ خواہش تھی کہ مقدمہ لکھنے سے قبل عجائب القرآن کی اصل کاپی کو ایک نظر دیکھ لیا جائے تاکہ علم النقیین کے بعد عین النقیین بھی حاصل ہو جائے چنانچہ خواجہ ابوالخیر مدظلہ العالی کی دعوت پر اپریل ۱۹۸۲ء میں آستانہ خیریت اسلام آباد پہنچا جہاں لاہور سے فقیر کے لیے عجائب القرآن کا پہلا پارہ لایا گیا تھا۔ جس کو دیکھ کر مزید حیرت ہوئی۔ اس کا طول تین فٹ ہو گا اور عرض دو فٹ اور وزن ایک من سے کچھ زیادہ۔ قرآن کیا ہے ایک چمنستان ہے۔ ہر صفحہ دل کھینچتا ہے اور حیرت ہوتی ہے کہ ایک کاتب اتنے بہت سے خطوط لکھنے پر اس مہارت کے ساتھ کیسے قادر ہوا کہ گویا اس نے ہر خط کی مشق پر برسوں گزارے ہوں۔ یہ بات حیران کن تھی اور فقیر چاہتا تھا کہ جناب خورشید عالم گوہر رقم کو خود بھی لکھتا دیکھتا تاکہ حق النقیین حاصل ہو جائے مگر قابل اعتماد اور ثقہ راویوں کی پے در پے شہادتوں پر بھروسہ کیا گیا۔ اس سفر میں خواجہ ابوالخیر مدظلہ العالی نے بڑا کرم فرمایا اور چند مفید کتابیں بھی عنایت فرمائیں جن سے مقدمہ میں مدد لی گئی۔ مقدمے کے لیے مواد کی فراہمی کا آغاز تو دسمبر ۱۹۸۲ء میں کر دیا تھا پھر رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ (جون ۱۹۸۳ء) میں قرآن حکیم کا خصوصی مطالعہ کیا اور خود قرآن سے قرآن کے تعارف کے لیے آیات کو یک جا کیا گیا۔ اس کے بعد کتب احادیث و سیر اور دوسری بہت سی کتابوں سے مواد اکٹھا کیا گیا۔ کوشش یہ کی گئی کہ قرآن حکیم کے تمام ضروری پہلو مقدمہ میں آجائیں، ویسے قرآن حکیم تو ایک سمندر ہے اس کے معانی و مطالب کسی ایک کتاب

میں سمانا ناممکن بلکہ محال ہے۔

اس مقدمے کی تدوین کا آغاز ربیع اول ۱۴۰۴ھ (دسمبر ۱۹۸۳ء) میں سندھ کے شہر ٹھٹھہ میں کیا۔ سندھ وہ خطہ ہے جہاں صحابہ کرام قرآن حکیم اس وقت لے کر آئے، جب وہ نازل ہو رہا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف فرما تھے اور ٹھٹھہ وہ مقدس زمین ہے بعض مؤرخین کے نزدیک جہاں سے صحابہ و تابعین سندھ میں داخل ہوئے اور دور دور پھیل گئے۔ فقیر نے اسی سرزمین پر مقدمۃ القرآن کا آغاز کیا اور ربیع اول ۱۴۰۵ھ (دسمبر ۱۹۸۴ء) کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

فالحمد لله على ذلك

حقیقت یہ ہے کہ مقدمہ فقیر کے والد ماجد مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ (م- ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۶ء) کی آرزو تھی اور انہی کی یہ دعا تھی جس کی مقبولیت کا قدم قدم پر فقیر نے مشاہدہ کیا۔

۱۹۵۸ء میں فقیر نے ڈاکٹریٹ کے لیے سندھ یونیورسٹی (حیدرآباد

سندھ - پاکستان) میں رجسٹریشن کرایا۔ عنوان تھا:

”اردو میں قرآنی تراجم و تفاسیر۔ ایک تاریخی جائزہ“

اس سلسلے میں جب حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ سے مشورہ لیا گیا۔ تو

جواب فرمایا:

جو موضوع تم نے منتخب کیا ہے اس میں دینی خدمت

نظر نہیں آتی قرآن کریم کی ایسی خدمت اگر کرتے تو بہتر

ہوتا جس میں تسبیحی جھلک ہوتی۔

(دسمبر ۱۹۵۸ء از دہلی)

ڈاکٹریٹ کا مقالہ تو ۱۹۶۶ء میں مکمل کیا گیا ۱۹۷۰ء تک مزید اضافے کیے پھر

۱۹۷۱ء میں پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری ملی مگر حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ کی آرزو ۲۶ برس کے بعد اب پوری ہوئی۔۔۔۔۔ اسی آرزو کے ساتھ ساتھ حضرت نے ایک مکتوب گرامی میں فقیر کو یہ دعا بھی دی :-

”مولا! تعالیٰ روح القدس سے تمہاری مدد فرمائے!“

اور اس میں شک نہیں کہ علمی کاوشوں میں یہ دعا میری رفیق سفر رہی اور پردہ غیب سے ایسی مدد ہوتی رہی جس کو دیکھ کر حیرت ہوتی تھی اور سجدہ شکر بجالاتا تھا۔۔۔۔۔ ایک انسان جو کسی لائق نہیں اس کو اس لائق کر دینا کہ وہ قرآن حبیبی عظیم کتاب پر مقدمہ لکھنے کی ہمت کرے یہ اسی دعا کا اثر شیریں ہے۔۔۔۔۔ اس مقدمے کی تدوین اور کتاب و طباعت میں مختلف محسنین و مشفقین اور کرم فرماؤں نے مدد فرمائی جن کا شکریہ ادا کرنا اپنا دینی فریضہ سمجھتا ہوں۔۔۔۔۔

سب سے پہلے حضرت خواجہ ابوالخیر محمد عبداللہ جان نقشبندی مجددی مدظلہ العالی کا تہ دل سے ممنون ہوں جنہوں نے فقیر کو اس کار خیر کی طرف متوجہ کیا۔۔۔۔۔

پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان پروفیسر عبدالستار پروفیسر خالد امین محضی الخیری، پروفیسر حافظ محمد عبدالباقی صدیقی، مفتی عبدالرحمن تھوری، مولانا محمد طفیل صاحب نقشبندی مجددی، مولانا افتخار احمد قادری، مولانا محمد احمد مصباحی، مولانا محمد عبدالحکیم اختر شاہ پوری مظہری، ڈاکٹر احمد خان صاحب، جناب ریاست علی قادری یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے مواد کی فراہمی میں فقیر کی مدد کی۔ ڈاکٹر محمد محترم اور سید انور علی ایڈووکیٹ کا ممنون ہوں جنہوں نے کلک و قلم سے نوازا۔۔۔۔۔ وہ حضرات جنہوں نے مقدمہ لکھنے کے دوران میری صحت کی نگہداشت کی اور قوت کا سامان بہم پہنچایا ان میں حکیم محمد نذیر احمد فاروقی مظہری اور حکیم محمد عمر قریشی مظہری قابل ذکر ہیں فقیر ان دونوں حضرات کا تہ دل سے ممنون ہے۔۔۔۔۔



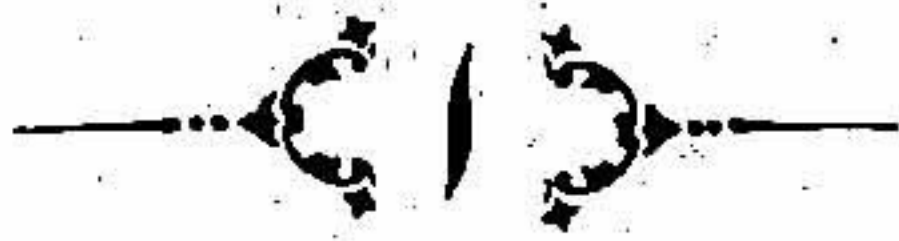
مسودہ کی تصفیض کا کام ایک محقق کے لیے ذرا کٹھن ہوتا ہے اس سلسلے میں عزیزم  
 سید محمد منظر قیوم سلمہ اللہ تعالیٰ نے فقیر کی مدد کی کراچی سے اگر ٹھٹھہ میں قیام کیا اور  
 بیقیہ مکمل کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم عطا فرمائے اور خوب خوب نوازے آمین!  
 جیسا کہ عرض کیا گیا یہ مقدمہ عجائب القرآن کے لئے لکھا گیا تھا جو اس میں شامل کر دیا گیا۔  
 برادر م شیخ صبورا احمد صاحب رڈ امریکہ ٹریڈ سروس ہند پبلی کیشنز، کراچی نے جب یہ مقدمہ دیکھا تو اپنے  
 ادارے کی طرف سے کتابی صورت شائع کرنے کا فیصلہ کیا اور مسودہ کتابت کیلئے دے دیا گیا  
 اسی زمانے میں پشاور سے خواجہ محمد عبداللہ جان مدظلہ العالی نے اس خواہش کا اظہار فرمایا  
 کہ یہ مقدمہ کتابی صورت میں ان کی طرف سے شائع کیا جائے چنانچہ احتراماً ان کی خواہش کو مقدم  
 رکھا گیا۔ یہ مقدمہ محترم جناب عبدالرشید شاہد صاحب کی سعی سے کتابت کے مراحل  
 سے گزرا اور برادر م شیخ صبورا احمد رڈ امریکہ ٹریڈ سروس ہند پبلی کیشنز، کراچی کی مساعی جمیلہ  
 سے طباعت کی منزل تک پہنچا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو اجر عظیم عطا فرمائے آمین!  
 اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن حکیم کے فیوض و برکات سے مستفیض فرمائے اور  
 ہمارے دلوں میں اس کا ایسا نقش بٹھا دے جو تمام نقوش کو مٹا دے۔  
 آمین بجاہ سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وازواجہ و اصحابہ وسلم۔

نقش قرآن تا دریں عالم شست  
 نقش ہائے کاہن و پاپا شکست  
 فاش گویم آنچه در دل مضمراست  
 این کتابے نیست چیزے دیگر است





# آئینہ



علم الہی لا تمناہی	لوح محفوظ	قرآن اور صاحب قرآن	
میشاق ابن سہیل	دعائے ابراہیم	بشارت موسیٰ	
بشارت عیسیٰ	زرگشت کی بشارت	گوتم بدھ	
کی بشارت	احسان الہی	اعزاز الہی	قرآن الہی
بعثت نبوی	جبل نور	آغاز وحی	
مدت وحی	کاتبین وحی	قرآن منزل من اللہ	
جبریل نے اتارا	رمضان المبارک میں اتارا	رات میں	
اتارا	ٹھہر ٹھہر کے اتارا	تمام و کمال اتارا	

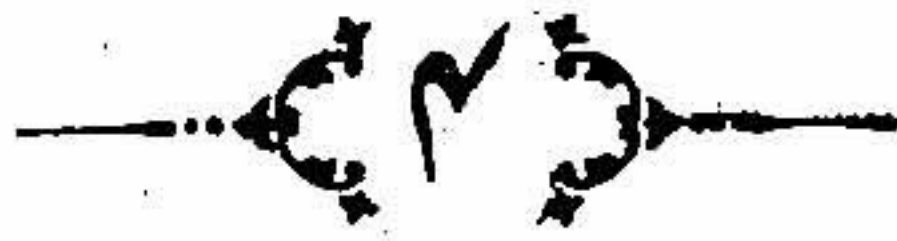


کفار و مشرکین کا رد عمل — قرآن کی حقانیت — اختلاف  
 نہیں — شک شبہہ نہیں — بے مثل و بے نظیر — بے عدیل  
 و بے ثیل — قرآن اور توریت و انجیل — زبان قرآن —  
 جمال قرآن — تاثیر قرآن — جلال قرآن —

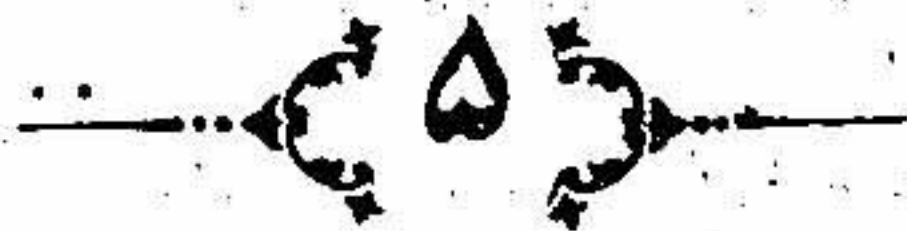


گرد و پیش — عظمت لوح و قلم — کتاب اور کتابت  
 رنق و مہر ق — قرطاس و پیپیرس — قرآن مکتوب — جمع و  
 تدوین قرآن — حفاظت قرآن — قرآن بین الدفتین —  
 مصحف رسول کریم — مصحف عائشہ صدیقہ — مصحف ابی بن  
 کعب — مصحف معاذ بن جبل — مصحف ابو زید سعد بن عبدیہ  
 مصحف زید بن ثابت — مصحف عبد اللہ بن عمر بن عاص —  
 درباری نبوی اور جمع و تالیف قرآن — احزاب کی تقسیم  
 دلائل و شواہد — کاتبین اور جامعین قرآن کی کثرت — مصاحف  
 کی کثرت — مصحف صدیقی — عہد فاروقی اور ابن حزم —  
 مصاحف عثمان — عہد نبوی میں احادیث کے قلمی مجموعے —  
 عہد نبوی میں دوسری قلمی کتابیں —  
 قرآن — قرآن کے صفاتی نام — قرآن حکیم کی اندرونی تقسیم  
 — قرآن حکیم کے قلمی نسخے — مصاحف عثمانی —

دیگر قرآنی نوادرات ————— طباعت کا آغاز ————— قرآن حکیم کے اولین  
 مطبوعہ متون ————— طباعت کے میدان میں پاکستان اور دیگر بلا و اسلامیہ  
 کی پیش رفت ————— مدینہ منورہ میں عظیم الشان طباعتی کمپلیکس کا قیام —————



کتابت کا ابتدائی اسلوب ————— ابوالاسود دؤلی کا اضافہ —————  
 یحییٰ بن العیمر اور نظربن عاصم کا اضافہ ————— خلیل احمد کا اضافہ ————— ابو عبد اللہ  
 محمد بن محمد طیب پور سجادندی کا اضافہ ————— فن تجوید و قرأت کے ماہرین صحابہ  
 ائمہ قرأت ————— حفاظ صحابہ ————— قرآن کی تعلیم و تدریس



حقیقت قرآن ————— وسعت قرآن ————— علوم القرآن —————  
 معجزات قرآن ————— علوم القرآن کے مصنفین ————— امتیازات قرآن  
 ظلمت سے نور ————— عدل و انصاف ————— اتحاد و اتفاق  
 تدبیر و تفکر ————— تیسیر و تسہیل ————— پیغام قرآن —————



رب سے باتیں ————— تقرب الہی ————— آداب تلاوت قرآن  
 آداب سماعت قرآن ————— عظمت کلام الہی ————— تعلیم و  
 تدریس قرآن ————— معلمین و متعلمین قرآن ————— تلاوت قرآن کا اجر و ثواب

قراءت احفاظ قرآن کے درجات — شفاعت قرآن — دل ویراں  
 تحریک قرآن — جام و صہبیا — قرآن مائدۃ اللہ  
 خانہ ویراں — قرآنی ساپنچہ —



اشاعت اسلام اور قرآن — پاک و ہند اور عرب تعلقات  
 سندھ میں صحابہ کی آمد — باشندگان سندھ کی طرف نامہ مبارک  
 سندھ اور افریقہ کے وفود کی دربار نبوی میں حاضری — خلافت راشدہ  
 میں اسلام اور قرآن کی اشاعت — ابن حزم کا بیان — عہد فاروقی  
 میں پاک و ہند کے سواحلی علاقوں میں صحابہ کی آمد — عہد عثمانی میں صحابہ کی  
 آمد — عہد علوی میں صحابہ کی آمد — عہد معاویہ میں صحابہ کی آمد  
 جنگ صفین اور ۵۰ مصاحف — یزید بن معاویہ اور سندھ میں مسلمان  
 زین العابدین اور سندھی خاتون — راجہ داہرا اور محمد علاقہ  
 حجاج بن یوسف کے نام سرانندیپ کے راجہ کے تحائف  
 ساحل سندھ پر بحری قزاقوں کا حملہ — حجاج کی بہتات  
 محمد بن قاسم کی آمد اور سندھ میں استقبال — ہندوستان کے مشرقی و مغربی  
 سواحل پر مسلمانوں کی آمد — اشاعت اسلام اور قرآن — تراجم و  
 تفاسیر قرآن — اولین ترجمہ و تفسیر — ترجمہ فارسی سلمان فارسی  
 تفسیر منسوب بہ ابن عباس — تیسری صدی ہجری میں زبان ہندی میں  
 قرآن حکیم کا ترجمہ — دیگر عالمی زبانوں میں تراجم — اشاعت  
 قرآن، ایک جائزہ — حفاظت قرآن، ایک جائزہ —

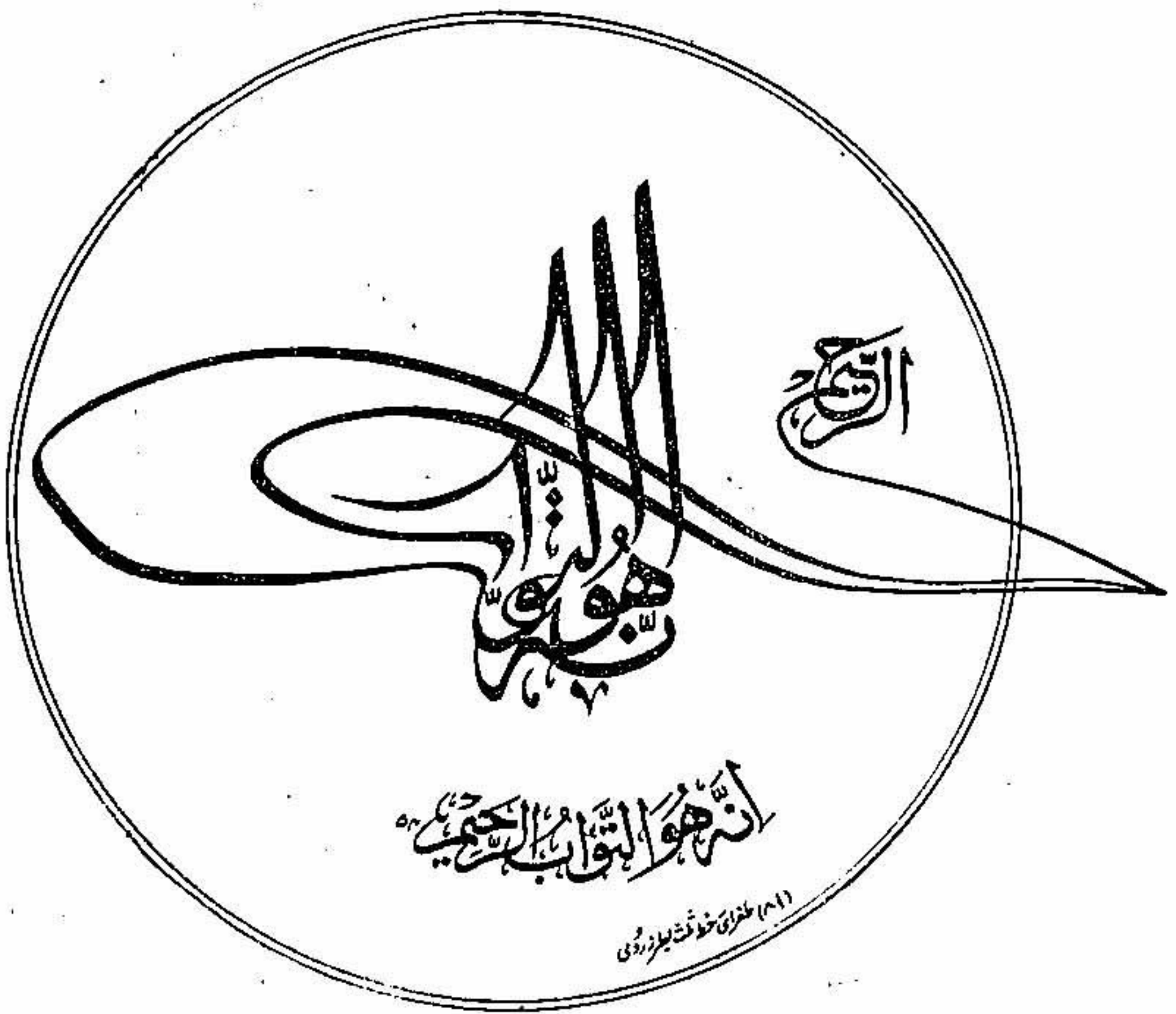


تزیین و آرائش قرآن — فن تحریر اور فنون لطیفہ — تحریر کی ابتداء  
 اور انتہا — خط مسند یا عمیری — خط نبطی — خط کوفی — انبار سے  
 حیرہ — حیرہ سے حجاز — خطاطی اور خطاط — خالد بن الحویج  
 قطبۃ المحرر — الضحاک بن عجلان — اسحاق بن حماد — الاحول المحرر  
 محمد بن مقلد — ابن البواب — یاقوت <sup>المستعصمی</sup>  
 شیخ حمد اللہ الاماسی — احمد فرج صاری — شیخ ہراتی  
 ابراہیم حنیف — میر علی تبریزی — شاہان ہند اور خطاطی  
 خطاط اور خطاطی — عجائب القرآن — محی الدین خواجہ محمد عبداللہ جان  
 نقشبندی مجددی — خورشید عالم گوہر رقم —

اختتامیہ

ماخذ و مراجع

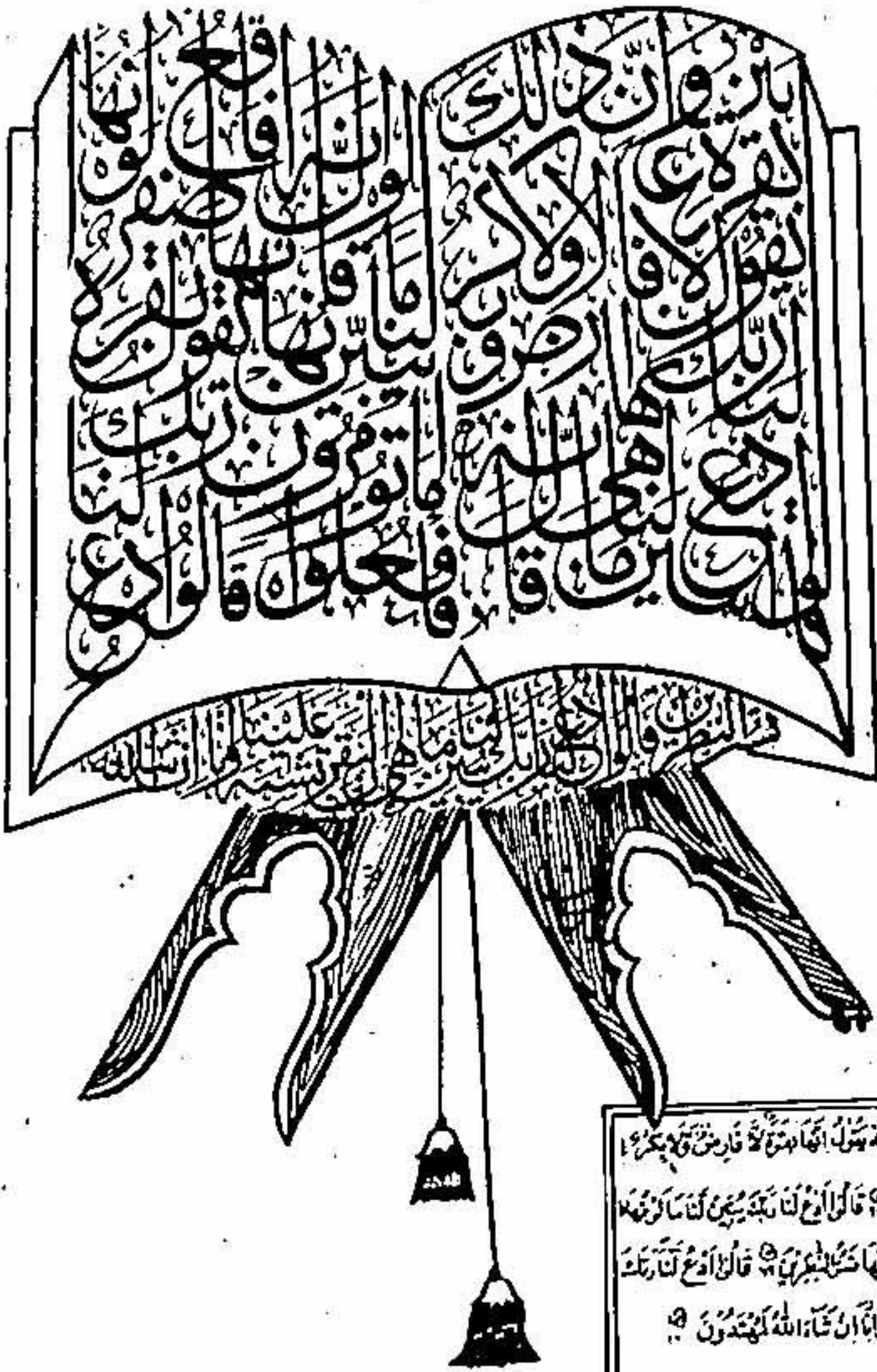






بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
مَنْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ  
فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَنِيًّا  
مَنْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ  
فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَنِيًّا

مَنْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ  
فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَنِيًّا  
مَنْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ  
فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَنِيًّا  
مَنْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ  
فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَنِيًّا  
مَنْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ  
فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَنِيًّا  
مَنْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ  
فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَنِيًّا



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



الحمد للمتوحد      بجلاله المتفرد  
وصلوته وما على      خیر الانام محمد

(۱)

جب آسمان سجایا جا رہا تھا۔۔۔۔۔ جب زمین بچھائی جا رہی تھی۔۔۔۔۔  
جب دنیا آباد کی جا رہی تھی، کس کو معلوم تھا یہاں کیا ہونے والا ہے۔۔۔۔۔  
یہاں کون آنے والا ہے؟ کیا لانے والا ہے؟۔۔۔۔۔ صدیوں  
تک یہ راز راز ہی رہا۔۔۔۔۔ آنے والے آتے رہے، جانے والے  
جاتے رہے۔۔۔۔۔ خوشخبریاں سناتے رہے۔۔۔۔۔ بشارتیں  
دیتے رہے۔۔۔۔۔ اچانک جبل نور کی فضا میں گونج اٹھیں۔۔۔۔۔  
ہر طرف اجالا ہی اجالا ہو گیا۔۔۔۔۔ اور وہ آنے والا آیا جس کا صدیوں  
سے انتظار کیا جا رہا تھا اور علم و دانش کے محیط بکیراں سے ایک گوہر آبدار لایا  
جس کی چمک دک سے سب چمکنے والوں کی چمک ماند پڑھ گئی۔۔۔۔۔

وہ محیط بے کراں جس کی وسعت و پہنائی کا یہ عالم ہے!  
 قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدادًا لِكَلِمَاتِ  
 رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ  
 رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا ۝

(ترجمہ) تم فرما دو اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لیے سیاہی ہو تو ضرور سمندر ختم ہو جائے گا اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی اگرچہ ہم ویسا ہی اور اس کی مدد کو لے آئیں ایک جگہ اور ارشاد ہوتا ہے: —

وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ  
 وَالْبَحْرُ يَمْدُودُ مِنْ بَعْدِ سَبْعَةِ أَبْحُرٍ  
 مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ  
 حَكِيمٌ ۝

(ترجمہ) اور اگر زمین پر جتنے پیڑ ہیں سب قلمیں ہو جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہو اس کے پیچھے سات سمندر اور، تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی۔ بے شک اللہ عزت و حکمت والا ہے۔

اللہ اللہ! روئے زمین کے سارے درختوں کی شاخیں قلمیں بن جائیں اور ایک سمندر نہیں بلکہ ایسے ہی سات سمندر اور ہوں، سیاہی بن جائیں۔ قلمیں

۱۔ القرآن الحکیم: سورۃ الکہف، ۱۰۹

۲۔ القرآن الحکیم: سورۃ لقمان، ۲۷

گھس گھس کر ٹوٹ جائیں گی اور سمندر لکھتے لکھتے ختم ہو جائیں گے پھر بھی اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی۔ اللہ اکبر!۔۔۔

وہ اپنے پیارے بندوں کو اپنے لامتناہی علم سے خاص فیض پہنچاتا ہے اور ان کو نوازتا ہے۔ نوازنے کے انداز الگ الگ ہیں جس کا ذکر قرآن حکیم میں یوں فرمایا:۔۔۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا  
وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ  
رَسُولًا فَيُوحِي بِلَاذِنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ  
عَلَىٰ حَكِيمٍ ۝

(ترجمہ) اور کسی آدمی کو نہیں پہنچتا کہ اللہ اس سے کلام فرمائے مگر وحی کے طور پر یا یوں کہ وہ بشر پر وہ عظمت کے ادھر ہو یا کوئی فرشتہ بھیجے کہ وہ اس کے حکم سے وحی کرے جو وہ چاہے۔ بے شک وہ بلندی و حکمت والا ہے۔

علم الہی کی بات تو بہت اونچی ہے لوح محفوظ جس کو دوام الکتاب کہا گیا ہے اس کی شان یہ ہے کہ زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اس میں نہ لکھا ہو، پیدا ہونے کے بعد کہاں رہے گا اور کہاں بسے گا اور کہاں مرے گا اور کہاں دفن ہوگا یہ سب کچھ ایک صاف بیان کرنے والی کتاب میں ہے اور تو اور۔ ارشاد ہورہا ہے:۔۔۔

وَكُلٌّ صَنِيعٌ وَكَبِيرٌ مُسْتَطَرٌّ ۝

(ترجمہ) اور ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے

کب سے دنیا قائم ہے اور کون جانے کہ کب تک دنیا قائم رہے گی  
 — ابتدا سے انتہا تک جو کچھ گزر چکا، گزر رہا ہے، مگر رے گا وہ سب  
 کچھ اسی روشن کتاب میں ہے۔ اور یہ قرآن حکیم بھی نہ معلوم کب سے  
 اس 'ام الکتاب' میں — اس روشن کتاب میں محفوظ چلا آ رہا تھا  
 ارشاد ہوتا ہے: —

بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ ۝ فِي لَوْحٍ  
 مَّحْفُوظٍ ۝

(ترجمہ) بلکہ وہ کمال شرف والا قرآن ہے، لوح محفوظ  
 میں۔

اسی فزانے سے نزول قرآن کا آغاز ہوا اور کس پر نازل ہوا، اس کی نشان تو  
 ملاحظہ کریں:

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّنَ لَمَا  
 آتَيْنَاكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ  
 رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ  
 بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ ط قَالَ أَعْرِضْ عَنْكُمْ  
 فَاتَّخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي ط فَاذْكُرُوا

۱۰۰ القرآن الحکیم: سورۃ القمر، ۵۳

۱۰۱ القرآن الحکیم: سورۃ البروج، ۲۱-۲۲

أَقْرَبْنَا طَقَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ  
مِنَ الشَّاهِدِينَ ۝ ۱۱

(ترجمہ) اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا،  
”جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے  
تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے  
تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا، اس کی مدد کرنا“

— فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا؟ اور اس پر میرا  
بھاری ذمہ لیا؟“ — سب نے عرض کی، ”ہم  
نے اقرار کیا“ — فرمایا، ”تو پھر ایک دوسرے  
پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں  
میں ہوں“ —

یہ اتنا اہم عہد و پیمان تھا کہ پھر یاد دلایا گیا اور ارشاد ہوا: —  
وَ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا  
مِيثَاقَهُ الَّذِي وَاثَقْتُمْ بِهِ ۙ اِذْ قُلْتُمْ  
سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۗ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ  
بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ ۱۲

(ترجمہ) اور یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر اور وہ عہد جو اس  
نے تم سے لیا جب کہ تم نے کہا کہ ہم نے سنا اور

۱۱ القرآن الحکیم: سورۃ آل عمران، ۸۱

۱۲ القرآن الحکیم: سورۃ المائدہ، ۷

مانا۔۔۔۔ اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ دلوں

کی بات جانتا ہے۔۔۔۔

عہد و پیمان کو بار بار یاد دلا کر انبیاء سابقین کے متبعین کو اس طرف متوجہ کیا جا رہا ہے کہ تمہارے نبیوں نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے جو عہد و پیمان باندھا تھا اب تم پر واجب ہے کہ اس کو پورا کرو اور پورا اس صورت میں ہو گا کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور آپ کا اتباع کرو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب سرزمین مکہ میں داخل ہوئے تو دل سے ایک دعا مانگی۔۔۔۔ دعا کے الفاظ قرآن حکیم نے یوں ارشاد فرمائے:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

(ترجمہ) اے ہمارے رب اور بھیج ان میں ایک رسول

ان میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور

انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں

خوب ستھرا فرما دے، بے شک تو ہی ہے غالب،

حکمت والا۔۔۔۔

اس آئے والے کے لیے عہد لیا گیا، دعائیں مانگی گئیں اور پے در پے

بشارتیں سنائی گئیں۔۔۔۔ جس کی گواہی خود قرآن حکیم دے رہا ہے:۔۔۔۔



وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي  
رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ  
مِنَ التَّوْرَةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي  
إِسْمُهُ أَحْمَدُ ط ۱

(ترجمہ) اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں  
تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب  
توریت کی تصدیق کرتا ہوں اور ان رسول کی بشارت  
سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے، ان کا  
نام احمد ہوگا۔

اسی لیے فرمایا: —

الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي  
التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ ط ۲

(ترجمہ: جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل  
میں —

اور زرتشت (جس کو مجوسی بنی مانتے ہیں) نے زنداوستا میں حضور اکرم صلی اللہ  
علیہ وسلم کی آمد کی خبر دیتے ہوئے مجوسیوں کو بشارت دی: —  
آخری زمانے میں ایک انسان کامل ظاہر ہوگا جس کو لوگ  
”اشترزیکا“ کہیں گے ط ۳

۱۔ القرآن الحکیم: سورۃ الصف، ۱

۲۔ القرآن الحکیم: سورۃ الاعراف، ۱۵۷

۳۔ ابن حزم: کتاب الفصل فی الملل والایہود والنحل، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۱۴ھ، ص ۸۰ حاشیہ

دائستریکا کے معنی ہیں ایسا باخبر انسان جو دنیا کو عدل و انصاف سے مزین کر دے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے باخبر تھے کہ جو خبریں آپ نے دیں وہ انسان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھیں اور آپ کی آمد آمد کے بعد ظلم و ستم کی جگہ عدل و انصاف کا دور دورہ ہوا اور انسان نے چین کا سانس لیا۔

زرتشت کی طرح گوتم بدھ نے بھی اپنے خادم نندا کے استفسار کے جواب میں کہا!۔

نندا! میں پہلا بو دھ (پیغمبر) نہیں ہوں جو زمین پر آیا اور نہ میں آخری بو دھ ہوں۔ اپنے وقت پر ایک بو دھ اٹے گا جو "میتریا" کے نام سے موسوم ہوگا۔

"میتریا" کے معنی وہ جس کا نام رحمت ہے۔ قرآن حکیم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمة للعالمین کے لقب سے یاد کیا گیا ہے۔ یعنی وہ جو دونوں جہاں کے لیے رحمت ہیں۔

آنے والے کی آمد کا بار بار ذکر ہوتا رہے تو جانتے والے اس طرح جان جاتے ہیں جس طرح اپنے بچوں کو جانتے پہنچاتے ہیں اسی لیے فرمایا:۔

الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَمْ يَكُنْ لَهُمْ كِتَابٌ يَعْرِفُونَ كَمَا  
يَعْرِفُونَ آبَاءَهُمْ ط

۱۔ مناظر حسن گیلانی! ابنی النختم مطبوعہ دہلی، ص ۵۰-۵۱

۲۔ القرآن الحکیم! سورۃ البقرہ، ۱۷۲، سورۃ الانعام، ۲۰۶

(ترجمہ) جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس نبی کو ایسا پہنچاتے

ہیں جیسے کہ وہ اپنے بیٹوں کو پہنچاتے ہیں۔

دنیا کی کوئی شخصیت ایسی نہیں جس کو صدیوں بعد آج بھی اسی طرح جانا پہچانا

جا رہا ہو جس طرح صدیوں پہلے جانا پہچانا گیا۔

تاریخ عالم میں یہ امتیاز صرف اور صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسی

صفات کو حاصل ہے۔۔۔ زمانہ ہمارے آپ کے درمیان کوئی پردہ نہ

ڈال سکا۔

اللہ اللہ چودہ سو برس گزر جانے کے باوجود آج بھی محققین و مورخین اور

سیرت نگار اسی طرح دیکھ رہے ہیں، اس طرح پہچان رہے ہیں جس طرح چودہ سو

برس پہلے دیکھا اور پہچانا تھا۔۔۔ ہاں، ایسا جانا پہچانا، سارے عالم کے لیے

بھیجا گیا اور اعلان کر دیا گیا:۔۔۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ

جَمِيعًا نَزَّيْنِي لَكَ مَلِكُ السَّمَوَاتِ وَ

الْأَرْضِ

(ترجمہ) تم فرماؤ اے لوگوں میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول

ہوں کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کو ہے۔

وہ دو عالم روز و شب در گفتگو لیش

ہمہ قدآن در شان محمد

وہ آتے والا کوئی معمولی آنے والا نہ تھا۔۔۔ آنا عظیم تھا کہ خود خالق

۱۵۸۱ سے القرآن الحکیم، سورۃ الاعراف

کائنات اس اُٹنے والے کی آمد آمد کا ہم پر احسان بار بار جتار رہا ہے اور فرما رہا

ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا  
مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ  
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن  
قَبْل لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝

(ترجمہ) بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہی  
میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے  
اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے  
اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبعوث ہونا اور قرآن کا نازل ہونا یہ اتنا بڑا احسان تھا

کہ اس پر خوشیاں منانے کا حکم دیا گیا اور فرمایا گیا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَ تَكْمٌ مِّنْ عِظَةِ  
مِّنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى  
وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝ قُلْ بِفَضْلِ  
اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا  
هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ۝

(ترجمہ) اے لوگوں! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف

۱۴۷۱: القرآن الحکیم: سورۃ آل عمران، ۱۴۷۱

۱۴۷۱: القرآن الحکیم: سورۃ یونس، ۵۷-۵۸

سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت  
ایمان والوں کے لیے، تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی  
رحمت، اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں۔ وہ ان کے سب دھن  
دولت سے بہتر ہے۔

اور فرمایا: —

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ  
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا  
تَسْلِيمًا إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ  
لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ  
لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا ۝

(ترجمہ) بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس  
نبی پر۔ اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام  
بھیجو۔ بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے  
رسول کو، ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں۔  
جس کے حضور آسمان والے اور زمین والے درود و سلام کے گجرے پیش کر  
رہے ہیں۔ قرآن کی فضائیں اس کے ذکر و فکر سے گونج رہی ہیں۔ کہیں  
اس کی حیاتِ طیبہ کا ذکر ہے تو کہیں اس کے مولدِ مقدس کا۔ کہیں اس کے

۱۔ القرآن الحکیم: سورۃ الاحزاب، ۵۶-۵۷

۲۔ القرآن الحکیم: سورۃ الحجر، ۷۲

۳۔ القرآن الحکیم: سورۃ البلد، ۱

حسن و جمال کا ذکر ہے تو کہیں اس کے مزاج و تہاج کا ہے۔ کہیں اس کے رنج و الم کا  
 ذکر ہے تو کہیں اس کی رضا و خوشنودی کا ہے۔ کہیں اس کے اخلاق عالیہ کا ذکر ہے  
 تو کہیں اس کی تعلیمات و ہدایت کا ہے۔ تو کہیں منصب نبوت پر اس کی سرفرازی کا  
 ذکر ہے تو کہیں اس سرفرازی پر خوشیاں منانے کا ہے۔ کہیں اس کے منازل و  
 مقامات کا ذکر ہے تو کہیں اس کی محبوبیت اور اقرابت کا ہے۔ کہیں اس کے علم و  
 فضل کا ذکر ہے تو کہیں اس کی حکمت و دانائی کا ہے۔

- ۱۔ القرآن الحکیم: سورۃ الضحیٰ، ۱  
 ۲۔ القرآن الحکیم: سورۃ آل عمران، ۱۵۹  
 ۳۔ القرآن الحکیم: سورۃ الانعام، ۳۲  
 ۴۔ القرآن الحکیم: سورۃ البقرہ، ۱۲۴  
 ۵۔ القرآن الحکیم: سورۃ القلم، ۲  
 ۶۔ القرآن الحکیم: سورۃ الاعلیٰ، ۴، سورۃ العلق، ۱-۵، سورۃ النجم، ۵  
 ۷۔ القرآن الحکیم: سورۃ الاعراف، ۱۵۸، سورۃ السبا، ۲۸  
 ۸۔ القرآن الحکیم: سورۃ یونس، ۵۸  
 ۹۔ القرآن الحکیم: سورۃ بنی اسرائیل، ۷۹، سورۃ الاحزاب، ۶۰  
 ۱۰۔ القرآن الحکیم: سورۃ النساء، ۶۴، سورۃ البقرہ، ۱۲۴، سورۃ الاحزاب، ۶، سورۃ النحل، ۸۹  
 ۱۱۔ القرآن الحکیم: سورۃ التکویر، ۲۴، سورۃ النساء، ۱۷  
 ۱۲۔ القرآن الحکیم: سورۃ آل عمران، ۱۴۶، سورۃ الجمعہ، ۱، سورۃ البقرہ، ۱۵

کہیں اس کی حقیقت و ماہیت کا ذکر ہے تو کہیں سرکائنات اور کہیں  
 معراج سماوات کا۔ کہیں ہجرت کا ذکر ہے تو کہیں بیعت کا۔ کہیں  
 غزوات کا ذکر ہے تو کہیں فتوحات کا۔ کہیں سابقین کا اس کے طفیل فتح و  
 نصرت کی دعائیں مانگنے کا ذکر ہے تو کہیں اس کے انعام و اکرام کا۔  
 کہیں اس کی رحمت عام کا ذکر ہے تو کہیں اس کی تعظیم و توقیر کا۔ کہیں اس  
 کی شفقت و مرحمت کا ذکر ہے تو کہیں اس کے انصاف و عدالت کا۔  
 کہیں اس کی عبادت و دریافت کا ذکر ہے۔

۱۔ القرآن الحکیم: سورۃ المائدہ، ۵۰؛

۲۔ القرآن الحکیم: سورۃ بنی اسرائیل، ۱؛

۳۔ القرآن الحکیم: سورۃ النجم، ۴-۱۸، سورۃ التوبہ، ۲۰؛

۴۔ القرآن الحکیم: سورۃ الفتح، ۱۰۱-۱۱۸؛

۵۔ القرآن الحکیم: سورۃ آل عمران، ۱۳، ۱۲۲، سورۃ التوبہ، ۲۰؛

۶۔ القرآن الحکیم: سورۃ النصر، ۱-۲، سورۃ الفتح، ۱؛

۷۔ القرآن الحکیم: سورۃ البقرہ، ۸۹؛

۸۔ القرآن الحکیم: سورۃ التوبہ، ۵۹، ۷۹؛

۹۔ القرآن الحکیم: سورۃ الانبیاء، ۷۰-۱۰۷، سورۃ الانفال، ۳۳؛

۱۰۔ القرآن الحکیم: سورۃ الفتح، ۹، سورۃ الاعراف، ۱۵۷، الحجرات، ۱-۲؛

۱۱۔ القرآن الحکیم: سورۃ التوبہ، ۱۲۸، سورۃ الکہف، ۶؛

۱۲۔ القرآن الحکیم: سورۃ النساء، ۶۵؛

۱۳۔ القرآن الحکیم: سورۃ المنزل، ۲-۱۳، ۲۰؛

تو کہیں اس کے اخلاص عمل کا \_\_\_\_\_ کہیں اس کی مصومیت کا ذکر ہے تو کہیں اس کی  
 بے داغ سیرت کا \_\_\_\_\_ کہیں اس کی مجلس کے آداب کا ذکر ہے تو کہیں اس  
 کی باتوں کا \_\_\_\_\_ کہیں اس کی اطاعت و فرماں برداری کا ذکر ہے۔ تو کہیں اس  
 سے فداکارانہ الفت و محبت کا \_\_\_\_\_ اور اس شان کی محبت کا کردار کی ساری  
 محبتیں اس کے سامنے پیش نظر آنے لگیں؛ \_\_\_\_\_

قَدْ اِنْ كَانَ اَبَاءُكُمْ وَاَبْنَاؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ  
 وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَاَمْوَالٌ  
 اِقْتَرَفْتُمْوهَا وِتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ  
 كَسَادَهَا وَاَمْسِكْتُمْوهَا وَرَضُوا بِهَا  
 اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنْ اَنْ تَنْتَبِذُوها  
 فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ  
 وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهِ  
 فَتَرْبِصُوْا حَتّٰى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرٍ  
 وَّ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ  
 الْفٰسِقِيْنَ ۝ ۷۷

(ترجمہ) تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے  
 بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی

۱۔ القرآن الحکیم: سورۃ الباء، ۷۷

۲۔ القرآن الحکیم: سورۃ النجم، ۲

۳۔ القرآن الحکیم: النجم، ۲، الاحزاب، ۲۱

۴۔ القرآن الحکیم: سورۃ النور، ۶۳

۵۔ القرآن الحکیم: سورۃ النجم، ۳

۶۔ القرآن الحکیم: الاعراف، ۱۵۸، آل عمران، ۳۱-۳۲، الحشر، ۷

۷۔ القرآن الحکیم: سورۃ التوبہ، ۲۴



کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کا مکان (یہ چیزیں) اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

اللہ اللہ! کہیں اس کی رفعت و بلندی کا ذکر ہے تو کہیں انشراح صدر کا کہیں عطا ہے خاص کا ذکر ہے تو کہیں اس کے فضل و کمال کا کہیں ازواج مطہرات کا ذکر ہے تو کہیں رفیقان و مساز کا کہیں فرشتوں کے آنے جانے کا ذکر ہے تو کہیں جنوں کے اسلام لانے کا الغرض کیا کیا بیان کیجئے اور کہاں تک بیان کیجئے۔ ہم قرآن در شان محمد!

۱۱۔ القرآن الحکیم: سورۃ الانشراح، ۱۱

۱۲۔ القرآن الحکیم: سورۃ التہنئۃ، ۲۶

۱۳۔ القرآن الحکیم: سورۃ البکوثر، ۴

۱۴۔ القرآن الحکیم: سورۃ الاحزاب، ۲۰، سورۃ الضحیٰ، ۳، سورۃ النساء، ۱۴۲، سورۃ بنی اسرائیل، ۸۷

۱۵۔ القرآن الحکیم: سورۃ الاحزاب، ۱، ۳۲

۱۶۔ القرآن الحکیم: سورۃ التوبہ، ۴، سورۃ الفتح، ۲۹

۱۷۔ القرآن الحکیم: سورۃ القدر، ۴

۱۸۔ القرآن الحکیم: سورۃ جن، ۱، ۲



ظلمتیں چھا رہی تھیں، مظلوم و مقہور انسانیت نور کو ترس رہی تھی۔  
 انتظار کرتے کرتے نگاہیں تھک چکی تھیں۔ اینوں لے آتے رہے اور آمد  
 کی خبر دیتے رہے۔ صدیاں بیت گئیں، عمریں گزر گئیں۔ پھر وہ جو زمین و  
 آسمان کا نور ہے اس نے ایک نور بھیجا اور ایک روشن کتاب۔ پھر کیا تھا  
 ہر طرف اجالا ہی اجالا ہو گیا۔ وہ آیا اور سارے جہاں کے درد کا مداوے  
 کر آیا۔ خوش خیریاں لے کر آیا۔ اپنے دامنِ رحمت میں بہاریں  
 لے کر آیا۔ پھر خزاں رسیدہ چمن ایسا بہلایا کہ دنیا دیکھتی رہ گئی۔

اس کریم کی عادت ہے کہ جیب دنیا ترستی ہے وہ سیراب فرماتا ہے  
 اس سے پہلے بھی سیرابی کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ زبور نازل ہوئی  
 تورات نازل ہوئی۔ انجیل نازل ہوئی۔  
 اور نہ معلوم کتنے صحیفے نازل ہوئے ہوں گے۔ وہ انسان جس نے آخری  
 پیغام کے انتظار میں برسوں گزارے تھے۔ آج پیغام لانے والا

اس کے لیے آخری پیغام لایا ہے۔۔۔۔۔ ہاں غارِ حرا میں وہ پیکر نورانی تشریف فرما ہے، اچانک روح القدس جلوہ گر ہوتا ہے، آواز آتی ہے:-

”پڑھیے،“۔۔۔۔۔ جواب ملتا ہے ”میں پڑھا ہوا، نہیں ہوں“۔۔۔۔۔

لُٹنے والا بغل گیر ہوتا ہے، پھر کہتا ہے ”پڑھیے،“۔۔۔۔۔ وہی جواب ملتا ہے، ”میں پڑھا ہوا، نہیں ہوں“۔۔۔۔۔ پھر وہ بغل گیر کرتا ہے اور عرض کرتا ہے،

”پڑھیے،“۔۔۔۔۔ جواب وہی ملتا ہے، ”میں پڑھا ہوا، نہیں ہوں“۔۔۔۔۔ پھر وہ اس زور سے بغل گیر کرتا ہے کہ وہ پیکر نورانی پسینہ پسینہ ہو جاتا ہے اور عرض کرتا ہے:-

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ  
الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اقْرَأْ وَرَبُّكَ  
الْأَكْرَمُ ۚ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۚ عَلَّمَ

۱۔۔۔۔۔ جیل حرا۔۔۔۔۔ جس کو انجیل میں جیل فاران کے نام سے یاد کیا گیا ہے اور اب جیل نور

کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مکر مکر کے شمال مشرق میں منے اور عرفات کو جلتے وقت بائیں

ہاتھ سڑک سے چند فرلانگ کے فاصلے پر واقع ہے۔۔۔۔۔ غارِ حرا تقریباً چار گز

لمبا پونے دو گز چوڑا ہے اور اتنا اونچا کہ ایک آدمی وہاں کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے اور

پاؤں پھیلا کر سو سکتا ہے۔۔۔۔۔ عجیب بات یہ ہے کہ یہ غار جو لمبا سا مستطیل شکل

کا ہے۔۔۔۔۔ قدرتنا قبلہ رخ ہے۔۔۔۔۔ یہی وہ پہلی عبادت گاہ ہے جہاں حضور اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت و ریاضت کا آغاز فرمایا۔۔۔۔۔ تاریخ علم و حکمت میں

اس غار کا بہت ہی بلند مقام ہے۔۔۔۔۔

(مسعود)

الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝

(ترجمہ) پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو،  
 آدمی کو خونِ بستہ سے بنایا، پڑھو اور تمہارا رب  
 ہی سب سے بڑا کریم، جس نے قلم سے لکھنا سکھایا،  
 آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔

وہی کبھی گھنٹی کی آواز کی صورت میں نازل ہوتی اور کبھی حضرت جبریل علیہ السلام  
 انسانی صورت میں حاضر ہو کر ہم کلام ہو سکتے اور جواب کہتے جاتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 دھراتے جاتے۔

المسعودی نے لکھا ہے کہ ولادت کے اکتالیسویں سال آپ کو منصب  
 رسالت و نبوت پر فائز کیا گیا، یہ پیر کا دن تھا جب کہ ربیع الاول کی دس راتیں  
 گزر چکی تھیں۔ بخاری شریف وغیرہ میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی  
 عمر شریف کے چالیس سال پر مبعوث ہوئے۔ یعنی چالیس سال پورے  
 ہونے پر۔ المسعودی نے اپنی کتاب التنبیہ والاشراوت میں بعثت  
 کے دن کو ۲۳ آبان ماہ ۱۳۵۷ سلطنت بخت نصر اور آٹھ دن ماہ شباط ۶۹۲  
 اسکندری کے مطابق قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ اس وقت آپ کی عمر شریف پورے

۱۔ القرآن الحکیم ، سورۃ العلق ، ۱-۵

۲۔ (ب) ابو عبد اللہ مالک بن انس : الموطا ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء ص ۹۳،

(ب) ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل بخاری : صحیح بخاری، ج ۱، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء ص ۹۲

۳۔ المسعودی مروج الذهب، ج ۲، ص ۲۹۲

چالیس برس ہو چکی تھی

ابن سعد نے آغاز وحی یعنی ابتدائے نزول قرآن ۱۷ رمضان المبارک کی رات بیان کی ہے اور اس بیان کو بعض نے قبول بھی کیا ہے۔ لیکن دو جلیل القدر صحابی حضرت جابر اور عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت بارہ ربیع الاول روز و شنبہ بتائی ہے چالیس سال بارہ ربیع الاول روز و شنبہ ہی کو پورے ہوتے ہیں اس لیے قرآن کی نزول کی تاریخ بھی بارہ ربیع الاول روز و شنبہ ہی قرار پاتی ہے۔ روز و شنبہ کی اہمیت کا اس سے اندازہ ہوتا ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روز و شنبہ کے روزے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا ”پیر کے دن میں پیدا ہوا اور پیر کے دن ہی مجھ پر وحی نازل ہوئی“

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
سئل عن صوم یوم الاثنين اقبل فیہ ولدت  
وفیہ انزل علی

نزول قرآن کے بارے میں ماہ رمضان المبارک اور ماہ ربیع الاول کی دو مختلف روایات کی تطبیق اس طرح کی جاسکتی ہے کہ لوح محفوظ سے یک بارگی بیت العزت میں نزول اول رمضان المبارک میں ہوا اور پھر وہاں سے نزول وحی کے سلسلہ کا آغاز ربیع الاول میں ہوا۔

بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن حکیم دو دو تین تین، چار چار اور پانچ پانچ

۱۔ تاریخ القرآن و تراجم رسمہ و حکمہ، مطبوعہ مصر، ص ۱۷۷ و ۱۷۸  
۲۔ محمد بن علوی النماکی الحسینی، حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف، مطبوعہ مکتبہ المدینہ، ص ۹ بحوالہ  
ابوالحسن مسلم بن حجاج قشیری، مسلم شریف، کتاب الصیام، ص ۷  
۳۔ جلال الدین سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۲۰

آیتیں کر کے نازل ہوا۔۔۔۔۔ بعض چھوٹی بڑی سورتیں ایک ہی بار نازل ہوئیں  
 بعض روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ بعض آیات اور سورتیں اپنی  
 جلالت و عظمت کی وجہ سے فرشتوں کے بڑے بڑے جلوسوں کے ساتھ نازل  
 ہوئیں۔۔۔۔۔

نبوت و رسالت کا جب منصب عطا ہوا تو آپ پورے چالیس برس کے  
 تھے اس کے بعد مکہ معظمہ میں آپ نے تیرہ برس قیام فرمایا، پھر ہجرت کا حکم ہوا اور  
 مدینہ منورہ تشریف لے گئے جہاں آپ نے دس سال قیام فرمایا، پھر حبیب دنیا سے  
 تشریف لے جانے لگے تو آپ کی عمر تشریف تیسبچھ سال کی تھی اس طرح قرآن حکیم  
 تیس سال تک نازل ہوتا رہا۔

باعتبار سنہ غیسوی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ۵۷۰  
 میں ہوئی۔۔۔۔۔ ۶۱۰ء میں نزول وحی کا آغاز ہوا اور منصب نبوت و رسالت  
 عطا ہوا۔۔۔۔۔ ۶۲۲ء میں مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ، ہجرت فرمائی اور بقول  
 مفتاح نگار انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا (ج ۱۲، مطبوعہ امریکہ) ۱۶ جولائی ۶۲۲ء  
 سے سنہ ہجری کا آغاز ہوا۔۔۔۔۔ ۸ جون ۶۳۲ء کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے عالم ظاہر سے پردہ فرمایا۔ اس طرح ۶۱۰ء سے ۶۳۲ء تک مکمل  
 قرآن نازل ہوا۔۔۔۔۔

۱) احمد بن حنبل شیبانی، المستدرک مطبوعہ بیروت ۱۳۰۸ھ

۲) جلال الدین سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۳۷

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نزول وحی کے ساتھ ساتھ وحی کی کتابت کا سلسلہ بھی جاری رکھا وحی نازل ہونے کے فوراً بعد آپ لکھوادیا کرتے تھے چنانچہ جن صحابہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنی آیات اور سورتوں کی کتابت کرائی۔ ان کی تعداد ۴۰ سے زیادہ ہے، مندرجہ ذیل صحابہ قابل ذکر ہیں:۔

- \* — حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
- \* — حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
- \* — حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
- \* — حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم
- \* — حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ
- \* — حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
- \* — حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- \* — حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- \* — حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- \* — حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- \* — حضرت عمر بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- \* — حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- \* — حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- \* — حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- \* — حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- \* — ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- \* — خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

- — ابو سفیان بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- — یزید بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- — شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- — محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- — مُعَیْبِرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- — ارقم بن ابی ارقم مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- — عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- — عبد اللہ بن ارقم قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہو سکتی تو خود یاد فرمایا لیتے پھر کتابین وحی کو بلا کر لکھوا دیتے اور یہ نشانہ بھی فرماتے جاتے کہ فلاں آیت فلاں سورت میں رکھی جائے اور فلاں فلاں سورت میں۔ اس طرح عہد نبوی میں پورا قرآن لکھا گیا اور کتابی صورت میں مرتب ہوا۔

- ۱۴ (۱) ابن حجر عسقلانی: الاصابۃ فی معرفۃ الصحابہ، مطبوعہ مصر ۱۳۲۸ھ، ج ۱، ص ۱۴
- (ب) ابن اثیر علی بن محمد جزیری: اسد الغابہ، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۹۰ھ، ج ۱، ص ۲۷۱
- (ج) ابی بکر احمد بن علی بن ثنابت الخطیب بغدادی: اکمال فی اسماء الرجال، مطبوعہ بیروت
- (د) محدث ابن سید الناس: عیون الاثر، ج ۲، ص ۳۷۵-۳۱۶
- (ه) محدث ابن سید الناس: السیرت الخلیفہ، ج ۲، ص ۲۲۴
- (و) ابراہیم بن مسلم بن حجاج قشیری: صحیح مسلم، ج ۲، ص ۲۶۴
- (ز) عبد الحق محدث دہلوی: مدارج النبوة، مطبوعہ مکتبہ ج ۱۲، ص ۴۰-۳۰



کاتبین وحی نوری طور پر جن اشیاء پر وحی الہی کی کتابت کرتے تھے اس کی

تفصیل یہ ہے :-

- ۱- الرقاع : کھال، کاغذ اور پتوں کے ٹکڑے
  - ۲- الاکتاف : اونٹ یا بکری کے شانے کی ہڈی
  - ۳- العسب : کھجور کے درخت کی شاخ کا چوڑا حصہ
  - ۴- اللخاف : پتھر کی تختیاں یا پتلے ٹکڑے
  - ۵- قطع الادمیم : دباغت کی ہوئی کھال کے پتلے ٹکڑے
  - ۶- الاضلاع : اونٹ وغیرہ کی پسلی کی چوڑی ہڈیاں
  - ۷- الاقتاب : اونٹ کی کاٹھی کے پتلے اور چوڑے تختے
- جیسا کہ عرض کیا گیا یہ وہ اشیاء تھیں جن پر نزول وحی کے فوراً بعد آیات قرآنی کی کتابت ہوئی تھی اس کے بعد رق، مہرق، کاغذ وغیرہ پر صحائف کی شکل میں صاف کیا جاتا اور چوبی نائلوں میں مصحف کی شکل میں محفوظ کر لیا جاتا جس کی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی۔



۱) جلال الدین سیوطی: الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۵۸

(ب) حافظ ابی بکر بن ابی داؤد: کتاب المصاحف، ص ۷، ۸

(ج) ابن ندیم: کتاب الفہرست، ص ۳۴، ۳۵

( ج )

چھٹی صدی عیسوی قبل اسلام عربی ادب کا تاریخی دور تھا، شاعری ادبی اظہار کا ذریعہ تھی، اور عربوں کو دل سے محبوب تھی، مشہور عربی قصائد جن کو سبوتہ المعلقات کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور جو آج بھی مدارس عربیہ میں پڑھائے جاتے ہیں، عربی ادب کا عظیم ثمرہ کار تھے۔ سنہری حروف میں لکھ کر ان کو دیوار کعبہ پر لٹکایا گیا تھا اور برسوں سے اسی طرح معلق چلے آ رہے تھے۔ لیکن قرآنی آفتاب کے اُگنے ان کی چمک ماند پڑ گئی اور یہ بچھ کر رہ گئے۔ وہ قرآن جو کسی انسان کی، کاوش کا نتیجہ نہ تھا، خالق الفاظ و حروف نے خود اتارا تھا۔ قرآن قدم قدم پر خود اپنا تعارف کر رہا ہے۔

وَهَذَا ذِكْرٌ مُّبْرَكٌ أَنْزَلْنَاهُ

ترجمہ:-

اور یہ ہے برکت والا ذکر کہ ہم نے اتارا۔

اور فرمایا:-

وَإِنَّكَ لَتَلَقَى الْقُرْآنَ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ  
عَلِيمٍ

ترجمہ:-

اور بیشک تم قرآن سکھائے جاتے ہو حکمت والے، علم والے

کی طرف۔

۱۔ القرآن الحکیم! سورۃ الانبیاء، ۵۰؛ سورۃ الاعراف، ۲۰۰

سورۃ النساء، ۱۰۵ اور ۱۱۳

۲۔ القرآن الحکیم! سورۃ النمل، ۶

اور فرمایا:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيَّ عَبْدِهِ الْكِتَابَ  
وَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ عِوَجًا <sup>سكتة له</sup>

ترجمہ:-

سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری اور اس  
میں اصلاً کجی نہ رکھی۔

اور فرمایا:

تَبْرَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ  
لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا <sup>له</sup>

ترجمہ:-

بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے امارا قرآن اپنے بندے پر <sup>پر سو</sup>  
سارے جہان کو ڈرسانے والا ہو۔

اللہ نے امارا، اپنے بندے پر امارا —————  
نکین کرنا گواہ ہے کہ اللہ نے  
امارا؟ اللہ اکبر —————  
خود ارشاد فرما رہا ہے، شکوک رنج فرما رہا ہے  
دلوں کے زنگ دھور رہا ہے۔ —————  
ارشاد ہوتا ہے:-

لَٰكِنَّ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَا اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ  
وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ <sup>ط</sup> وَكُنِيَ بِاللّٰهِ شَهِيدًا <sup>له</sup>

۱۔ القرآن الحکیم! سورۃ الکہف، ۱  
۲۔ القرآن الحکیم! سورۃ الفرقان، ۱  
۳۔ القرآن الحکیم! سورۃ النساء، ۱۶۶

ترجمہ:-

لیکن (اسے محبوب) اللہ اس کا گواہ ہے جو اس سے تمہاری طرف ہمارا  
وہ اس نے اپنے علم سے ہمارا ہے اور فرشتے گواہ ہیں اور اللہ کی گواہی  
کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ گواہی دے رہا ہے کہ اسی نے قرآن آپ پر اتارا اور فرشتے گواہ ہیں کہ اس نے  
قرآن آپ پر اتارا۔ اور اللہ سے بڑھ کر کس کی گواہی فیصلہ کن ہوگی!

قرآن حکیم و موظریقول سے نازل ہوا۔ وحی الہی کے ذریعے اور حضرت  
جبریل امین کے ذریعے۔ اس کی تفصیل خود قرآن حکیم بتا رہا ہے۔

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ  
وَ النَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ ۗ لَهُ

ترجمہ:-

بے شک اے محبوب ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی جیسے وحی  
توح اور اس کے بعد پیغمبروں کو بھیجی۔

اور ارشاد فرمایا:

وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ  
أَمْرِنَا ۗ لَهُ

ترجمہ:-

اور یوں ہی ہم نے تمہیں وحی بھیجی ایک جان نفا چیز اپنے حکم سے۔

۱۰ القرآن الحکیم! سورۃ النساء، ۱۶۳؛ سورۃ الشوری، ۷

۱۱ القرآن الحکیم! سورۃ الشوری، ۵۲

براہ راست وحی کے علاوہ بالواسطہ وحی کا سلسلہ بھی جاری رہا اور حضرت جبریل امین پیغام

الہی لاتے رہے قرآن حکیم کہہ رہا ہے :-

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَيَّ  
قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ  
وَهُدًى وَبُشْرَى لِلْمُؤْمِنِينَ ۝

ترجمہ :-

تم فرما دو جو کوئی جبریل کا دشمن ہے تو اس (جبریل) نے تمہارے دل پر  
اللہ کے حکم سے یہ قرآن اتارا ————— اگلی کتابوں کی تصدیق  
فرماتا ہے اور ہدایت و بشارت مسلمانوں کو۔

اور فرماتا ہے :-

وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ نَزَلَ بِهِ  
الرُّوحُ الْأَمِينُ ۝ عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ  
الْمُنذِرِينَ ۝

ترجمہ :-

اور بے شک یہ قرآن رب العالمین کا اتارا ہوا ہے اے روح الامین  
لے کر آتا، تمہارے دل پر کہ تم ڈر سناؤ۔

اور فرماتا ہے :-

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۝ ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ

۱؎ القرآن الحکیم! سورة البقرہ، ۵۶۰

۲؎ القرآن الحکیم! سورة الشعراء، ۱۹۲-۱۹۳، سورة النمل، ۱۰۲

ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ۝ مُطَاعٍ ثَمَرًا  
أَمِينٍ ۝

ترجمہ:-

بے شک یہ عزت والے رسول کا پرہنا ہے جو قدرت والا ہے ،  
مالک عرش کے حضور عزت والا ، وہاں اس کا حکم مانا جاتا ہے ، امانت  
دار ہے ۔

اور پھر قسم کھا کر فرمایا جا رہا ہے :-

فَلَا أُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُونَ ۝ وَمَا لَا تُبْصِرُونَ ۝  
إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۝

ترجمہ:-

تو مجھے قسم ان چیزوں کی جنہیں تم دیکھتے ہو اور جنہیں تم نہیں دیکھتے۔ بیشک یہ قرآن  
ایک کرم والے رسول سے باتیں ہیں۔

معلوم ہو گیا قرآن حکیم کس نے اتارا، کس طرح اتارا، کس پر اتارا۔ اب یہ  
معلوم کرنا ہے کب اتارا اور کس وقت اتارا۔ ایک دم اتارا یا تھوڑا تھوڑا کر کے  
اتارا۔ ان تمام سوالات کے جوابات بھی خود قرآن حکیم کی زبانی سنئے۔  
ارشاد ہوتا ہے :-

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ  
هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ

۱۔ القرآن حکیم ! سورۃ التکویر ، ۱۹-۲۱  
۲۔ القرآن حکیم ! سورۃ الحاقہ ، ۳۸-۴۰

وَالْفُرْقَانِ ۝۱۷

ترجمہ:-

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا لوگوں کے لیے ہدایت اور رہنمائی اور  
فیصلہ کی روشن باتیں۔

ماہ رمضان المبارک میں قرآن نازل ہوا \_\_\_\_\_ کس وقت نازل ہوا؟

ارشاد ہوتا ہے:

حَمْرٌ ۝ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ ۝ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي  
لَيْلَةِ مُبَرَّكَةٍ ۝ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ ۝ ۱۷

ترجمہ:-

قسم اس روشن کتاب کی بیشک ہم نے اسے برکت والی رات میں  
اتارا بیشک ہم پورنانے والے ہیں۔

اور فرماتا ہے:

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَا  
أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ  
خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝ ۱۸

ترجمہ:-

بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا اور تم نے کیا جانا کیا

۱۸۵ سورۃ البقرہ ،

۳-۲ سورۃ الدخان ،

۳-۱ سورۃ القدر ،

شب قدر؟ شب قدر ہزار سینوں سے بہتر  
ایک دم اترا یا رفتہ رفتہ اترا؟ — اس سوال کا جواب قرآن حکیم یوں دیتا

ہے :-

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ  
تَنْزِيلًا ۝ ۱۷

ترجمہ :-

بے شک ہم نے تم پر قرآن بتدریج اتارا

اور فرماتا ہے :-

وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَى  
مَكَّةٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنْزِيلًا ۝ ۱۷

ترجمہ :-

اور قرآن ہم نے جدا جدا کر کے اتارا کہ تم اسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھو اور  
ہم نے اسے بتدریج رہ رہ کر اتارا۔

پھر اس کی حکمت بھی بیان فرمائی کہ ایک دم کیوں نہ اتارا، رہ رہ کر کیوں اتارا

ارشاد ہوتا ہے :-

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ  
عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً ۚ  
كَذَلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ

۱۷ القرآن الحکیم! سورۃ الدھر ، ۲۲

۱۸ القرآن الحکیم! سورۃ نبی اسرائیل ، ۱۰۶



وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا ۝ ۳۳

ترجمہ:-

اور کافر بولے قرآن ان پر ایک ساتھ کیوں نہ اتار دیا؟

ہم نے یونہی بتدریج اسے اتارا ہے کہ اس سے تمہارا دل مضبوط

کریں اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا

قرآن پورا اترا یا کچھ رو گیا۔ اس کا جواب بھی قرآن حکیم یوں دے رہا ہے:-

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ

لِكَلِمَاتِهِ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ ۳۴

ترجمہ:-

اور پوری ہو گئی تیرے رب کی بات سچ اور انصاف پر

اس کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں، اور وہی ہے سنا جانتا



۱۲۲ القرآن الحکیم! سورة الفرقان ، ۲۲

۱۱۵ القرآن الحکیم! سورة الانعام ، ۱۱۵

— ۲ —

(۱)

ہر عمل کا رد عمل ہوتا ہے — ایک عظیم انسان آیا — ایک عظیم  
 کتاب لایا — ایک عظیم انقلاب آیا — اہل عرب ہر کتابکارہ  
 گئے، یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے، کیوں ہو رہا ہے اور کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے؟  
 قرآن حکیم نے ان کے اچھے کو یوں بیان فرمایا :-

اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَا اِلَى رَجُلٍ  
 مِنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا  
 اَنْ لَّهُمْ قَدَمٌ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ط وَتَالِ  
 الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ قَبِيْنٌ ۝۱۰

ترجمہ :-

کیا لوگوں کو اس کا اچنپا ہوا کہ ہم نے ان میں سے ایک مرد کو وحی بھیجا کہ

۱۰۔ القرآن الحکیم! سورۃ یونس، ۲

لوگوں کو ڈرتائے اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کر ان کے لیے ان کے رب کے پاس سچ کا مقام ہے۔ کافر بولے بے شک یہ تو کھلا جادوگر ہے۔

قرآن کہتا ہے کہ یہ تو کوئی اچھے کی بات نہیں ہاں اگر ایسا ہوتا کہ نبی عربی ہوتا اور وحی بھی ہوتی تو یقیناً ان کا حیرت و استعجاب صحیح تھا۔ ارشاد ہوتا ہے:-

وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا لَقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ  
آيَاتُهُ طء أَعْجَمِيًّا وَعَرَبِيًّا طء

ترجمہ:-

اور اگر ہم اسے عجمی زبان کا قرآن کرتے تو ضرور کہتے کہ اس کی آیتیں کیوں نہ کھولی گئیں، کیا کتاب عجمی اور نبی عربی؟

بیشک حیرت کی بات ہوتی مگر پھر بھی ایک شک رہ جاتا ہے وہ یہ کہ جب رسول کی

زبان خود عربی ہے تو یہ کیسے تسلیم کر لیا جائے کہ یہ کلام ان کا نہیں ان کے پالنے والا ہے؟

کلام کے سمجھنے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایک ہی وقت میں اور ایک ہی

مشکلم کے کلام میں کبھی بھی زمین و آسمان کا فرق نہیں ہوتا بلکہ مشکلم اپنے کلام سے جانا پہچانا جاتا ہے

پھر جب اس مشکلم کی زبان پر ایسا کلام آجائے جو کسی حالت میں اس کا ہو ہی نہیں

سکتا تو عقل یہ یقین کرنے پر مجبور ہے کہ اس کا سرچشمہ کہیں اور ہے۔ قرآن حکیم نے

ایک اور حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے اور وہ کلام کا جھول ہے جو ہر اہل قلم کی تحریر میں پایا

جاتا ہے، کلام کا یکساں طور پر طبع ہونا ممکن نہیں۔ اس کے علاوہ معنوی طور پر

انسانی قانون و اصول تجربے اور مشاہدے کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں اور ایک حالت

۱۔ القرآن الحکیم! سورۃ صم السجدہ، ۲۲۱

پر نہیں دہتے۔ مگر قرآن میں نہ صوری تشبیہ و فرائض ہے نہ معنوی  
ارشاد فرماتا ہے:

أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ ط وَلَوْ كَانَ  
مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ  
اِخْتِلَافًا كَثِيرًا ۝

ترجمہ:-

تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اور اگر وہ غیر خدا کے پاس ہوتا تو ضرور اس  
میں بہت اختلاف پاتے۔

بیشک قرآن نے جو کبہر دیا، کبہر دیا۔ وہ اٹل ہے۔ بامنس و  
حکمت کے اصول بدل سکتے ہیں زمانے کے ہزار انقلاب آجائیں مگر قرآنی قانون اصول ہرگز  
متاثر نہیں ہو سکتے۔ ان کی بنیاد عالم گیر صداقت پر ہے، ان میں شک کا گزر ہی  
نہیں، آغاز ہی میں اعلان کر دیا گیا:

ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ ۝

ترجمہ:-

یہ کتاب تو وہ ہے جس میں شک کی جگہ ہی نہیں  
یہ شک و شبہ سے ایسا بالاتر ہے!

لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ

سورة النساء، ۸۲

سورة البقرة، ۲

۱۔ القرآن الحکیم!

۲۔ القرآن الحکیم!

وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ط لہ

ترجمہ:-

باطل کراں کی طرف راہ نہیں، نہ اگس کے اگے سے نہ اسی کے پیچھے

سے۔

یہ سر اٹاپا دوپٹہ ہے، یہ سر اٹاپا دوپٹا ہے۔  
فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ لِّمَنِ

ترجمہ:-

آسمان اور زمین کے پروردگار کی قسم وہ دوتی ہے۔

یہ خود ساختہ نہیں، قرآن گواہی دے رہا ہے:-

وَمَا كَانَ هَذَا الْقُرْآنُ أَنْ يُفْتَرَى مِنْ  
دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ  
وَ تَفْصِيلَ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ  
الْعَالَمِينَ ۝ ۳۷

ترجمہ:-

اور اس قرآن کی یہ شان نہیں کہ کوئی اپنی طرف سے بنالے بے اللہ  
کے نام سے، ہاں وہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور لوح میں جو کچھ

۱ سے القرآن الحکیم ! سورۃ یونس ، ۲۰

۲ سے القرآن الحکیم ! سورۃ الزمر ، ۲ ؛

القرآن الحکیم ! سورۃ نبی اسرائیل ، ۱۰۵ ؛ سورۃ السبا ، ۶ ؛

القرآن الحکیم ! سورۃ الذریت ، ۲۳ ؛ سورۃ الرعد ، ۱

۳ سے القرآن الحکیم ! سورۃ یونس ، ۳۷

لکھا ہے اس کی تفصیل ہے، اس میں کچھ شک نہیں یہ پروردگار عالم کی طرف سے ہے۔

پھر ارشاد ہوتا ہے: —————

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ط قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ  
مِثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ اسْتَدْعَمْتُمْ مِّنْ دُونِ  
اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ ۱۷

ترجمہ :-

کیا یہ کہتے ہیں کہ انھوں نے اسے بنایا ہے۔ تم فرماؤ کہ اس جیسی ایک صورت لے آؤ اور اللہ کو چھوڑ کر جو بل سکیں سب کو بلاؤ اگر تم

سچے ہو۔

اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ یہ قرآن (معاذ اللہ) ہمارے رسول کا خود ساختہ ہے تو جو چیز ایک انسان نے بنائی ہے۔ اور جو خوبی ایک انسان نے پیدا کی ہے۔ وہ دوسرا انسان بھی بنا سکتا ہے اور پیدا کر سکتا ہے تو ہم تمہیں چیلنج کرتے ہیں کہ تم ہی نہیں بلکہ سارے عالم کو بلاؤ اور قرآن جیسی ایک ہی سورت بنا کر دکھاؤ؟ ————— قرآن کے اس چیلنج کا باوجود علم و حکمت کی اتنی وسعت کے آج تک کوئی جواب نہ دے سکا۔

کفار یہی سمجھتے تھے کہ قرآن خود ساختہ ہے حالانکہ ان میں سے اکثر علم و ادب کے نباض تھے، شاید یہ مطالبہ وہ کرتے ہوں جو ادب کے نبض شناس نہ تھے۔ ————— بہر حال انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ اس جیسا دوسرا قرآن لابیئے یا اسکا کو بدل دیجئے۔ اس سوال کا جواب یوں دیا گیا۔

۱۷ القرآن ایمن ! سورۃ یونس ، ۲۸

قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تَلْقَائِي  
نَفْسِي إِنْ أَتَّبَعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ بِهِ

ترجمہ :-

تم فرماؤ کہ مجھے نہیں پہنچتا کہ میں اسے اپنی طرف سے بدل دوں، میں  
تو اس کا تابع ہوں جو میری طرف وحی ہوتا ہے۔

جس صاحب طرز ادیب کا کلام ہوتا ہے وہی اس میں رد و بدل پر قادر ہوتا ہے اور  
وہ بھی ایک وقت خاص میں، ہر وقت نہیں۔ پھر ایسا کلام جس کی مثال کائنات  
میں نہیں اس میں رد و بدل پر کوئی قادر ہو سکتا تھا؟ وہی قادر ہوتا جس کا وہ کلام

ہے۔

اس حقیقت کو قرآن کریم نے یوں بیان فرمایا ہے :  
وَلَيْسَ بِشَيْءٍ لَّنَا لَنْذَهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ  
شُكْرًا لَا تَجِدُ لَكَ بِهِ عَلَيْنَا وَكِيلًا ۝

ترجمہ :-

اور اگر ہم چاہتے تو یہ وحی جو ہم نے تمہاری طرف سے لے  
جاتے پھر تم کوئی نہ پاتے کہ تمہارے لیے ہمارے حضور اس پر  
وکالت کرتا۔

قرآن حکیم نے قرآن کے آسمانی کتاب ہونے اور انسانی کتاب نہ ہونے پر ایک دلیل  
یہ دی کہ یہ کوئی ایسی کتاب نہیں جس کا نام لوگوں نے پہلے نہ سنا ہو۔ پوچھ لی آسمانی

۱۵ ، سورۃ یونس !

۱۶ ، سورۃ بنی اسرائیل !

کتابوں میں اس کا ذکر ہوتا چلا آیا ہے۔ گویا قرآن کی حقانیت و صداقت کتب سابقہ تو اتر سے ثابت کر رہی ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے:۔

وَإِنَّكَ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ

ترجمہ۔ اور بے شک اس کا چرچا اگلی کتابوں

میں ہے

ارشاد ہوتا ہے:۔

إِنَّ هَذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَى ۝ صُحُفِ  
إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى ۝

ترجمہ:۔

بیشک یہ اگلے صحیفوں میں ہے، ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔

پچھلی کتابیں لکھی تصدیق کرتی ہیں اور یہ پچھلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا

وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مِثْرًا مِّمَّصَدَقًا  
الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ

ترجمہ:۔

اور یہ برکت والی کتاب کہ ہم نے اتاری تصدیق فرماتی ان کتابوں کی جو

۱۔ القرآن الیمیم ! سورة البشعراء ، ۱۹۴

۲۔ القرآن الیمیم ! سورة اعلیٰ ، ۱۰-۱۲

۳۔ القرآن الیمیم ! سورة الانعام ، ۲-۹ ؛ سورة المائدة ، ۴۸



اگے لھیں۔

ایک جگہ فرمایا: ———

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ  
مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ  
الْكِتَابِ وَ مَهَيِّنًا عَلَيْهِ

ترجمہ :-

اور اسے محبوب) ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری ،

اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی اور ان پر محافظ گواہ

یعنی یہی نہیں کہ قرآن پہلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔ بلکہ پچھلی کتابوں کا محافظ بھی ہے اور

گواہ بھی ——— آج نہ زبور اصلی حالت میں ہے نہ توریت اور نہ انجیل

قرآن نہ ہوتا تو شاید لوگ ان آسمانی کتابوں کے نام بھی بھول چکے ہوتے یا نام زندہ بھی ہوتے تو

عقل پرست متعقبن کی نظر میں ان کی حقانیت مشکوک ہو چکی ہوتی۔ قرآن کی برکت سے ان کے نام

زندہ ہیں

## (ب)

قرآن کریم نے پہلے اپنی تاریخی حیثیت کو متعین کیا اور بتایا کہ یہ وہ کتاب ہے جس کا اگلی

آسمانی کتابوں میں ذکر اچکا ہے اور جو قرآن کی تصدیق کرتی ہیں اور قرآن ان کی تصدیق کرتا ہے

پھر قرآن کی ادبی حیثیت کی طرف متوجہ کیا جو نہایت اہم ہے اور فیصلہ

کن ہے

سے القرآن الحکیم! سورة المائدہ ، ۴۸

اور فرمایا:

وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ  
عَبْدِنَا فَاتَّبِعُوا سُورَةَ مِنَ مِثْلِهِ ۖ وَادْعُوا  
شُهَدَاءَكُمْ مِمَّنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝  
فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا  
النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ  
أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ۝

ترجمہ:-

اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے خاص بندے پر اتارا  
تو اس جیسی ایک سورت آ لے آؤ۔ اور اللہ کے سوا اپنے  
سب حمایتوں کو بلا لے اگر تم سچے ہو پھر اگر نہ لا سکو اور ہم فرمائے  
دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لا سکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن  
آدمی اور پتھر ہیں، تیار رکھی ہے کافروں کے لیے

اور فرمایا:

قُلْ لِّمَنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ  
عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ  
لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ  
لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ۝

۱۷ القرآن الحکیم! سورۃ البقرہ ، ۲۳ - ۲۴

۱۸ القرآن الحکیم! سورۃ بنی اسرائیل ، ۱۸

ترجمہ:-

تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ قرآن کی مانند  
لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا

مددگار ہو۔

آنا بڑا چیلنج آج تک کسی کتاب کے مصنف نے نہیں دیا۔۔۔۔۔۔ یہ کوئی  
معمولی چیلنج نہیں۔۔۔۔۔۔ کسی بھی کتاب میں کسی بھی ادیب کے لیے ایسے ایک دو  
جملے شامل کرنا زیادہ مشکل نہیں جو مصنف کے معلوم ہونے لگیں، پیوند نہ لگیں۔  
لیکن اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ تم کو یہ تنگ ہے کہ قرآن حکیم آسمانی کتاب نہیں بلکہ ایسا بندہ ہے  
تو اگر تم اپنے قول میں سچے ہو تو پورا قرآن نہیں ایک ہی جملہ اس جیسا بنا کر لاؤ۔  
اور یہ چیلنج جاہلوں کو نہیں دیا جا رہا بلکہ ان اہل زبان کو جن کو اپنی زبان دانی پر فخر تھا جن میں بڑے  
بڑے شعراء اور قادر الکلام ادیب تھے جن کے ہاں یہ ناز تھا کہ بیت اللہ میں آویزاں تھے اور  
اس دعوے کے ساتھ آویزاں تھے کہ دنیا ان کا جواب پیش نہیں کر سکتی، جو اپنی زبان دانی کے  
سامنے دوسروں کو بے زبان سمجھتے تھے۔۔۔۔۔۔ لیکن ہوا یہ کہ نزول قرآن کے بعد سب  
زبان والے، بے زبان ہو گئے۔۔۔۔۔۔ قرآن کہتا ہے سارے عالم کے جن وانس الگ  
الگ کوشش کرو کیجییں، یا سب مل کر کوشش کریں۔۔۔۔۔۔ ہرگز ہرگز قرآن جیسا قرآن نہیں  
لا سکتے۔۔۔۔۔۔ اس لیے فرمایا:

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا

ترجمہ:-

پھر اگر تم نہ لاسکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے۔

قرآن حکیم کا یہ پہلا نسخہ چودہ صدیاں گزر جانے کے باوجود آج تک باقی ہے۔  
 قرآن حکیم کی تلاوت کا یہ عالم کفارِ مکہ اور امراءِ قریش چھپ چھپ کر سنتے تھے گو بظاہر  
 انکار کرتے تھے۔ مشرف باسلام ہونے سے پہلے حضرت خالد بن ولید جب خدمت  
 اقدس میں حاضر ہوئے اور قرآن سنا تو بے اختیار پکار اٹھے:۔

والله انه لحلاوة وان عليه لطلاوة، و  
 ان اسقله لمغدق، وان اعلاه لمتشمر،  
 وما يقول هذا بشر۔<sup>۱</sup>

ترجمہ:-

خدا کی قسم یہ کلام شیریں ہے، اس میں حسن و خوبی ہے، یہ سرتاپا  
 سرسبز و شاداب و درخت ہے جو نیچے سے ہر اوراد پر سے بھرا  
 ہوا ہے۔ انسان کی تو یہ طاقت نہیں کہ ایسا کلام بول سکے۔

دور جدید کے ایک انگریز نو مسلم، ایم۔ ایم۔ پکٹھال نے قرآن حکیم کا انگریزی میں ترجمہ  
 کیا، لیکن پیش لفظ میں بڑی اعتراضات کیا:۔

یہ ترجمہ قرآن، وہ عظیم الشان قرآن نہیں جس کی ننگی کو کوئی نہیں پاسکتا ہے

جس کی آواز سن کر انسان مست و بیخود ہو جاتا ہے

اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلتے ہیں۔<sup>۲</sup>

قرآن کے مثل ایک آیت یا اس جیسا قرآن لائے میں اہل عرب یا اہل عالم کی عجز و معذوری

۱۔ البرکریست بن عبداللہ شہیر بن عبدالبرقرطبی: الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب،

مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۳۳۶ھ، ج ۱، ص ۱۵۹

۲۔ ایم ایم۔ پکٹھال: دی گورنمنٹ آف انڈیا، مطبوعہ نیویارک ۱۹۵۴ء (پیش لفظ)۔

سے اُگے چل کر ایک یہ بھی خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ شاید قرآن ایک ایسی لعنت یا ایسی زبان میں اتارا گیا ہو جس کا سمجھنے والا ہی نہ ہو۔ قرآن حکیم نے اس خیالِ باطل کی خود تردید فرمائی۔ پہلے تو ایک اصول بیان فرمایا کہ ہم جس قوم میں رسول بھیجتے ہیں، تو اس کو اس کی قومی زبان میں پیغام دیتے ہیں، دوسری اظہی زبان میں نہیں۔ پھر پھر ارشاد ہوتا ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ  
لِيُبَيِّنَ لَهُمْ

ترجمہ۔

اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا۔ کہ وہ انہیں صاف بتائے۔

پھر قرآن حکیم کی عربیت کے بارے میں بار بار وضاحت فرمائی کہ یہ قرآن خالص عربی زبان

میں ہے۔

ارشاد ہوا:

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ  
تَعْقِلُونَ ۝

ترجمہ۔

بے شک ہم نے اسے عربی قرآن اتارا کہ تم سمجھو۔

اور دوسری بہت سی آیات میں اس حقیقت کو واضح کیا کہ قرآن عربی اور خالص

۱۔ القرآن الحکیم ! سورۃ ابراہیم ، ۴

۲۔ القرآن الحکیم ! سورۃ یوسف ، ۲

عربی زبان میں نازل کیا گیا ہے۔

علامہ ابو بکر واسطی نے الارشاد فی القراءات العشر اور علامہ جلال الدین سیوطی نے الاتقان فی علوم القرآن میں قرآن کریم میں غیر عربی زبانوں کے الفاظ اور مثالوں کی تفصیل دی ہے۔ اہل عرب کے بقیہ دنیا سے برہا برس سے تجارتی تعلقات رہے دوسری اقوام سے ان کا اختلاط تھا، جن کی زبانیں مختلف تھیں۔ جب قوموں کا باہمی اختلاط ہوتا تو ان کی زبان بلکہ ہر چیز متاثر ہوتی ہے، ایک زبان کے الفاظ دوسری زبان میں داخل ہونے لگتے ہیں۔ پھر استعمال ہوتے ہوتے اس کا جز بن جاتے ہیں اور اس کے اپنے ہو جاتے ہیں مثلاً فارسی میں عربی کے بے شمار الفاظ ہیں مگر فارسی کی فارسیت مجروح نہیں ہوئی۔ اسی طرح اردو، سندھی، پشتو، بلوچی، پنجابی وغیرہ میں بہت سے عربی فارسی الفاظ موجود ہیں۔ بلکہ دنیا کی ہر زبان میں کسی نہ کسی زبان کی آمیزش ضرور ہے مگر پھر بھی ہر زبان کی انفرادیت قائم ہے۔

(ج)

قرآن کی ادبیت و عربیت کے اعلان کے بعد قرآن حکیم نے اپنے جمال معنوی اور ظاہری اور پھر اس کی تاثیر کا اس انداز سے ذکر کیا ہے:

اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا  
مُتَشَابِهًا مَثَانِيًّا ۖ تَشْعُرُ  
مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ  
شَرًّا تَلِينَ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَى

سُورَةُ الْقُرْآنِ الْحَكِيمِ ۙ سُورَةُ الرَّعْدِ ۙ ۲۷ ۙ سُورَةُ طٰهٍ ۙ ۱۱۲ ۙ سُورَةُ الزَّمْرِ ۙ ۲۷ ۙ  
سُورَةُ تٰهٍ السُّجُودِ ۙ ۲۰ ۙ سُورَةُ الشُّورٰی ۙ ۷ ۙ سُورَةُ الزُّخْرُفِ ۙ ۳۰-۳۱

ذِكْرُ اللَّهِ ط

ترجمہ :- اللہ نے اتاری سب سے اچھی کتاب کو اول سے آخر تک ایک ہی ہے دوہرے بیان والی اس سے بال کھڑے ہوتے ہیں ان کے بدن پر جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور پھر ان کی کھالیں اور دل نرم

پڑتے ہیں یاد خدا کی طرف رغبت میں

اللہ تعالیٰ نے در احسن تقویم، در احسن الحدیث، نازل فرمائی۔ تاکہ دنیا کو در احسن عمل سے کاجلوہ دکھا کر در احسن تقیلا کے مقام پر فائز کیا جائے۔  
ماثیر قرآن کا یہ عالم ہے ارشاد ہو رہا ہے :-

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَى  
أَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا  
مِنَ الْحَقِّ يَقُولُونَ رَبَّنَا إِنَّمَا فَكْتَبْنَا  
مَعَ الشَّاهِدِينَ ۝ ۵۴

ترجمہ :-

اور جب سنتے ہیں وہ جو رسول کی طرف اترا تو ان کی آنکھیں دیکھ کر ان رسول سے ابل رہی ہیں اس لیے کہ وہ حق کو پہچان گئے۔

- ۱۵ القرآن الحکیم : سورة الزمر، ۲۳
- ۱۶ القرآن الحکیم : سورة البقرہ، ۲
- ۱۷ القرآن الحکیم : سورة الزمر، ۲۳
- ۱۸ القرآن الحکیم : سورة الملک، ۲
- ۱۹ القرآن الحکیم : سورة الفرقان، ۲۴
- ۲۰ القرآن الحکیم : سورة المؤمن، ۸۲

اے رب ہمارے ہم ایمان لائے۔۔۔۔۔ تو ہمیں حق کے  
گواہوں میں لکھ لے

اور فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ إِذَا  
يُسْتَلَىٰ عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْذُّفَّتَانِ  
سَجْدًا ۝ لَّهِ

ترجمہ:

بیشک وہ جنہیں اس کے اترنے سے پہلے علمِ مہذب ان پر پڑھا  
جاتا ہے ٹھوڑی کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں

اور ارشاد فرمایا:

وَيَقُولُونَ سُبْحٰنَ رَبِّنَا اِنْ كَانَ وَعْدُ  
رَبِّنَا لِمَفْعُولًا ۝ وَيَخِرُّونَ لِلْذُّفَّتَانِ  
يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ۝

ترجمہ:

اور کہتے ہیں پاکی ہے ہمارے رب کو بے شک ہمارے رب کا  
وعدہ پورا ہوا اور ٹھوڑی کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے اور یہ  
قرآن ان کے دل کا جھکنا بڑھاتا ہے

مشہور ایرانی سیاح بزرگ بن شہر یار نے تیسری صدی ہجری کا یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ

۱۔ القرآن الحکیم! سورۃ بنی اسرائیل، ۱۰۷

۲۔ القرآن الحکیم! سورۃ بنی اسرائیل، ۱۰۸ - ۱۰۹

نوٹ: مطالعہ یا تلاوت کرنے والے مسلمان اس آیت کے اہتمام پر سجدہ تلاوت مندر کریں۔





ارشاد ہوتا ہے: —————

لَوْ أَنْزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ  
لَرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُتَصَدِّعًا مِّنْ  
خَشْيَةِ اللَّهِ ۗ ط لہ

ترجمہ:-

اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور اسے دیکھتا جھکا ہوا،  
پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے۔

قرآن کیا نازل ہوا، دل کے دریچے کھلنے لگے۔ عالم بالا کے جھروکوں  
سے الفاظ و حروف کے حسین چہرے جھانکنے لگے۔ ایک ایک کر کے صفحہ  
قرطاس پر آنے لگے اور صفحہ قرطاس کو تختہ گلی بنا کر دیکھنے والوں کے لیے جنت نظارہ بنانے  
لگے۔ اور شش جہات سے مبارک باد، مبارک باد، اکی صدائیں بلند ہونے  
لگیں۔ جن و انس اور ملائک ایک ایک تختے کو حیران ہو کر دیکھنے لگے۔  
عجاز قرآن پر سب کے سب انگشت بندناں۔ ایک  
جہانِ حسن ہے کہ ایک ایک آیت سے ظاہر ہو رہا ہے۔ کھویئے  
تو بحرِ سیکراں ہے، بند کر میے تو گھر آبِ دار۔ ہاں

۵۲  
فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ۝ ط

۱۱ القرآن الحکیم ! سورة الحشر ، ۲۱  
۱۲ القرآن الحکیم ! سورة المؤمنون ، ۱۲

ترجمہ :- تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر

بنانے وال

اسے دیدہ ورو! اگر جمال معنی تک رسائی نہیں تو ظاہری جمال ہی دیکھ لو  
دیکھو دیکھو عروس آیات بیّنات گھوگھٹ کھولے کھڑکی میں اور دعوتِ نظارہ  
دے رہی ہیں۔۔۔ ایک نظر دیکھو تو لو!



— ۳ —

(۱)

قرآن حکیم جس ماحول میں نازل ہوا وہ ان پڑھوں کا ماحول تھا جس کی تصدیق اس آیت سے ہوتی ہے: —

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمَمِينَ رَسُولًا  
مِّنْهُمْ

ترجمہ:-

وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا۔  
لیکن ان پڑھوں میں سے کچھ پڑھے لکھے بھی تھے گو کہ اکثریت ان پڑھوں کی تھی۔ مگر وہ  
بھی ایسے تھے جن میں علم و ادب سینہ بہ سینہ چلا آتا تھا۔ ان میں مختلف علوم و فنون کا رواج بھی تھا،  
اس کی تصدیق خود اس امر سے ہوتی ہے کہ قرآن جیسا علمی شہ کار اس معاشرے میں بھیجا گیا  
— شہ کار اسی کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ جو پرکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے

جاہلوں کے سامنے کوئی علمی شہ کار پیش نہیں کرتا۔ قرآن حکیم نے ان پڑھوں میں،  
پڑھنے کی بات کی اور لوح و قلم کا ہمارا دوسے کر یا تک پہنچا دیا۔ قرآن حکیم کی نظر میں  
عظمت لوح و قلم کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ قرآن حکیم کی ایک سورۃ کا نام ہی القلم ہے پھر  
اسی میں قلم کی قسم کھائی؛

لَا يَسْطُرُونَ ۝ لَّ

ترجمہ:-

قلم اور ان کے لکھنے کی قسم۔

پھر جو کچھ لکھا گیا اس کی قسم یوں کھائی؛

قَالَ قَبْلُ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ ۝ ج ۷

ترجمہ:-

عزت والے قرآن کی قسم۔

ہمدردی کا معاشرہ کتاب کے تصور سے بیگانہ نہ تھا۔ چنانچہ قرآن حکیم ان سے پوچھتا

أَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ ۝ ل

ترجمہ:-

کیا تمہارے لیے کوئی کتاب ہے جس میں پڑھتے ہو؟

نہ کتاب سے نا آشنا تھے اور نہ کاغذ سے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس معاشرے

- ۱۔ القرآن الحکیم ! سورۃ القلم ، ۱
- ۲۔ القرآن الحکیم ! سورۃ ق ، ۱
- ۳۔ القرآن الحکیم ! سورۃ القلم ، ۲۷

میں کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب میں موجود تھیں کیوں کہ قرآن انہی اشیاء کا ذکر کرتا ہے جو ان کے چاروں طرف یا ان میں موجود تھیں کسی ایسی چیز کا ذکر کرتا جو ان میں نہ تھی تو تمثیلی اور مثالی انداز سے ذکر کرتا مگر کتاب و کاغذ کا جس انداز سے ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین مکہ کتاب و کاغذ سے اچھی طرح واقف تھے، بلکہ یہ چیزیں ان کے معاشرے میں موجود تھیں۔

ارشاد ہوتا ہے :-

وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَيْكَ كِتَابًا فِي قِرْطَابٍ فَلَمَسُوهُ  
بِأَيْدِيهِمْ لَقَالُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ هٰذَا  
اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ ۷۸

ترجمہ :-

اور اگر تم پر کاغذ میں کچھ لکھا ہوا اتارتے کر وہ اسے اپنے ہاتھوں سے چھوتے

جب بھی کافر کہتے کریہ نہیں مگر کھلا جاوے۔

یہی نہیں کہ اس معاشرے میں کاغذ و کتاب موجود تھے۔ بلکہ کتاب اور کتابت کا رواج بھی تھا

جس کا اندازہ قرآن حکیم کی ان آیات سے ہوتا ہے :

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا تَدٰۤاَيْنْتُمْ بِدِيْنٍ اِلَىٰ  
اٰجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ۗ وَلْيَكْتُبْ بَيْنَكُمْ كَاتِبٌ  
بِالْعَدْلِ ۗ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ  
اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۗ ۝ ۷۹

۷۹ القرآن الحکیم ! سورة الانعام ، ۷۹

۸۰ القرآن الحکیم ! سورة البقرہ ، ۲۸۲

اسے ایمان دالو! جب تم ایک مقرر مدت تک کسی راہن کا لین دین کرو  
 تو اسے لکھ لو اور چاہیے کہ تمہارے درمیان کوئی لکھنے والا ٹھیک ٹھیک  
 لکھے اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے جیسا کہ اسے اللہ نے  
 لکھایا ہے۔

یہ تو شہر کی بات تھی، سفر میں لین دین ہو تو اس کے لیے فرمایا:  
 وَإِن كُنْتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا  
 فَرِهْنِ مَقْبُوضَةً ۗ

ترجمہ :-

اور اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ پاؤ تو گروہ ہو قبضہ میں دیا ہوا۔  
 (یعنی کوئی چیز وائے کے قبضے میں گروی رکھ دو)

تاریخی حقائق سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اہل مکہ میں لکھنے پڑھنے کا رواج تھا۔

مشہور و معروف عربی تصانیف المعلقات السبعة لکھ کر دیوار کعبہ پر لٹکائے گئے جو تقریباً ڈیڑھ سو  
 برس تک لٹکتے رہے۔ ابن ندیم نے کتاب الفہرست میں لکھا ہے کہ حضرت  
 عبدالمطلب کی ایک تحریر جو چڑھے پر لکھی ہوئی تھی خلیفہ مامون الرشید کے کتب خانے میں  
 موجود تھی۔ صحیح بخاری میں باب کیف بدأ الوحی میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا  
 سے روایت ہے کہ ورقہ بن نوفل عبرانی زبان میں لکھارتے تھے چنانچہ وہ عبرانی میں انجیل بھی  
 لکھتے تھے۔

وَكَانَ يَكْتُبُ كِتَابَ الْعِبْرَانِي فَيَكْتُبُ مِنْ

۱۔ القرآن الحکیم! سورۃ البقرہ ، ۲۸۳

۲۔ محمد بن اسماعیل بخاری! صحیح بخاری ، ج ۱ ، ص ۹۵

الانجيل بالعبرانية له  
ترجمہ :- اور وہ عبرانی زبان میں لکھتے تھے چنانچہ انجیل بھی  
عبرانی زبان میں لکھتے تھے۔

خود حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے عبد اللہ بن سعید بن العاص کو حکم دیا کہ وہ مدینہ منورہ میں  
لڑکوں کو لکھنے کی تعلیم دیں۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ عبرانی اور سریانی زبانوں  
میں لکھنا پڑھنا سیکھیں۔ ابو داؤد شریف کی ایک حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ  
شفابت عبد اللہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو لکھنا پڑھنا سکھایا تھا۔ غزوہ بدر  
کے قیدیوں میں جن کے پاس قدر کے لیے خرچ نہ تھا قدر کے عوض مدینہ منورہ کے دس  
دس لڑکوں کو لکھنا پڑھنا سکھانے کا حکم دیا گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تقریباً ۴۱ صحابہ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔  
طبقات ابن سعد کے مطابق حضرت ابن عباس کے پاس ایک اونٹ کے  
بوجھ کے برابر کتابیں تھیں۔

عہد نبوی میں اکثر ممالک میں لکھنے کا رواج تھا مثلاً روم، یونان، ہندوستان، ایران،  
چین، حجاز، عراق، مصر وغیرہ۔ مختلف ممالک میں لکھنے کے لئے مختلف اشیاء استعمال کی جاتی  
تھیں۔ روم میں سفید ریشم یا نازک و لطیف کھال پر لکھتے تھے۔ یونان میں بھی کھال پر

۱۔ ایضاً، ج ۱، ص ۹۵

۲۔ ابن عبد اللہ قرطبی! الاستیاب فی معرفۃ الاصحاب، مطبوعہ حیدرآباد دکن، ج ۱، ص ۳۵۳

۳۔ ابو عبد اللہ محمد بن سعد زہری! طبقات، ج ۱، ص ۱۴

۴۔ ایضاً، ج ۵، ص ۲۱۴



لکھتے تھے اس کی تصدیق اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ جب سقراط سے پوچھا گیا کہ وہ لکھنے لکھاتے کیوں نہیں؟ تو اس نے جواب دیا: "میں نہیں چاہتا کہ جو بات ایک زندہ مرد کے دل سے نکلے وہ ایک مرد بکری کی کھال پر لکھی جائے۔"

جنوبی ہند میں تارمی کے درخت کے ایک گزلبے اور ۳۰ انگشت چوڑے سے پتوں کو باہم چسپاں کر کے لکھنے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ شمالی ہند میں بھونج کے درخت کی چھال کے ایک گزلبے اور چند انگشت چوڑے سے ٹکڑے پر لکھتے پھر کپڑے میں لپیٹ کر دو تختیوں میں محفوظ کر دیتے جس کو پوتی کہا جاتا تھا۔ ایک درخت کا ذمی بھی تھا، اس کی چھال بھی لکھنے کے لئے استعمال ہوتی تھی۔ چنانچہ ہندوستان کے ایک بادشاہ نے خسرو نوشیرواں شاہ ایران کے نام اسی درخت کی چھال پر زمرخ سے ایک خط لکھوا کر بھیجا تھا۔

ایران میں گائے بھینس، بکری اور بہرن کی کھال پر کتابت کرتے تھے۔ چین کے لوگ کاغذ پر لکھتے تھے۔ جو نباتات سے تیار کیا جاتا تھا۔ حجاز میں ہڈی، شانہ، شتر، پتلے، نازک سفید پتھر، چھال صاف کی ہوئی کھجور کی شاخیں اور کھال لکھنے کے کام آتی۔ مصر میں پاپیروس گورخ کی کھال یا فلجان پر کتابت کرتے تھے۔ پاپیروس کو قدیم زمانہ میں قرطاس کہا گیا ہے۔

جلال الدین سیوطی (م۔ ۹۱۱ھ / ۱۵۰۵ء) نے لکھا ہے کہ پاپیروس ۳۰ گز لمبا ہوتا تھا۔ قرآن کریم میں قیامت کے دن آسمانوں کو لپیٹ دیئے جانے کو اس سے تشبیہ دی ہے۔ عراق میں بھی پاپیروس استعمال ہوتا تھا چنانچہ ابن عیروس جھشیاری (م۔ ۳۳۱ھ / ۹۴۲ء) نے الوزراؤ الکتاب میں لکھا ہے کہ ابو جعفر منصور خلیفہ بغداد کے خزانے میں قرطاس (پاپیروس)

۱۔ کاغذ سازی کے فن میں مسلمانوں نے بڑی ترقی کی اور قسم قسم کے کاغذ بنائے۔ مثلاً سلیمانی، طلسمی، انوشی، انوشی  
جعفری، جیبہانی، امامونی، منصور، شمر قندی وغیرہ۔  
مستورد

بڑی مقدار میں جمع تھا۔ لہ

الغرض عہد نبوی میں دنیا کے مختلف علاقوں میں لکھنے کے لیے متن چیزیں استعمال ہوتی تھیں جن میں کھال اور پاپیروس خاص طور پر قابل ذکر ہیں جن کی کچھ تفصیل آگے آتی ہے۔ مشرق و مغرب کے کتب خانوں میں یونانی، آرامی، عبری، عربی، اروسٹائی، پہلوئی، وغیرہ زبانوں میں کھال پر لکھی ہوئی تحریریں موجود تھیں۔ پاپیروس پر عربی میں لکھے ہوئے اوراق دستیاب ہوئے ہیں جن کی روشنی میں تاریخ کے تاریک گوشوں سے پردہ اٹھا ہے۔

قرآن کریم کی کتابت میں مندرجہ بالا اشیاء میں سے کتابت کے لئے کون کون سی چیزیں استعمال کی گئیں اس کی کچھ تفصیل یہ ہے۔

ایک تحقیق کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں "کاغذ" کی جگہ دو چیزیں استعمال ہوتی تھیں۔ رق اور مہرق۔ مہرق سفید ریشمی کپڑا جس پر گوند لگا کر لکھنے کا کام لیا جاتا تھا

۱۔ ابو الفضل ذابح: کاغذ سازی در تمدن اسلامی شمولہ کہان فرنگی، ایران شماره ۴، ص ۳۰-۳۳ بحوالہ ذیل ۱۔

۱۔ ابویحییٰ البیرونی: تحقیق نالہند

۲۔ مسعودی: مروج الذهب

۳۔ ابن ندیم: الفہرست

۴۔ بلاذری: فتوح البلدان

۵۔ ابن حوقل: صورت الارض

۶۔ جاحظ: المحاسن والاضداد

۷۔ طبری: تاریخ طبری

۸۔ ابن عبدوس جھشیاری: الوزرا والکتاب۔

مسعودی

اور رقی پتلی اور باریک کھال جو کاغذ کی جگہ استعمال ہوتی تھی اور نہایت پائیدار و  
 دیرپا ہوتی تھی۔ قاموس میں ہے، "رقی باریک کھال کو کہتے ہیں جس پر کتابت کی  
 جائے اور لسان العرب میں ہے، "ایک باریک کھال جس پر لکھا جاتا ہے۔"  
 مجدد الدین فیروز آبادی نے رقی کے معنی صاف کی ہوئی کھال بھی بتایا ہے۔<sup>۱</sup>

خود قرآن حکیم سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن اسی باریک کھال پر لکھا جاتا تھا۔

چنانچہ ارشاد ہے؛

وَكَيْتٍ مَّسْطُورٍ ۝ فِي رَقٍّ مَّنْشُورٍ ۝ لَّ

ترجمہ:-

اور اس نوشتہ کی جو کھلے دفتر میں لکھا ہوا ہے۔

بعض احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ نزول وحی کا آغاز تحریر کی صورت میں ہوا چنانچہ بخاری شریف  
 کی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والی روایت کی شرح میں علامہ قسطلانی نے عبید بن عمیر کی جو روایت  
 نقل کی ہے اس میں یہ تفصیل موجود ہے:-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبیر بن ابی سفیان میرے پاس وہاں نامی ریشمی

پکڑ لائے اس میں کچھ لکھا ہوا تھا یہ

<sup>۱</sup> دائرۃ المعارف الاسلامیہ، ج ۱۶، مطبوعہ لاہور، ص ۳۳۲

<sup>۲</sup> مجدد الدین فیروز آبادی، ایضاً ردوی التیمیذی لطائف الکتاب العزیز، مطبوعہ قاہرہ، ۱۳۸۵ھ، ج ۱۲، ص ۹۳

<sup>۳</sup> القرآن الحکیم؛ سورۃ طور، ۲-۳

<sup>۴</sup> جلال الدین سیوطی، الاتقان، ج ۱، ص ۲۲، البحر الزمزمی، البیان، ص ۱۲، خزائن علی، ترجمہ مشارق الانوار، ص ۴۱

پھر کہا پڑھیے؟ میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔

اس روایت میں ویبانا نامی ریشمی کپڑے کا ذکر ملتا ہے اور مہرق جس کا ذکر کیا گیا وہ بھی ریشمی کپڑے ہی سے تیار کیا جاتا ہے بہر حال عہد نبوی میں لکھنے کے لیے رقی اور مہرق کاغذ کی جگہ استعمال کئے جاتے تھے۔

جہاں تک کاغذ کا تعلق ہے وہ ۱۵۰۰ء میں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے

تقریباً ۴۶۶ برس پہلے چین میں Ts'ailun سائی کن نے ایجاد کیا، ۱۵۰۰ء میں یونان ایشیا میں

سمرقند پہنچا اور ۱۹۲۰ء میں خلیفہ ہارون الرشید کے زمانے میں پہلی مرتبہ بغداد میں بنایا گیا۔

مگر ایک روایت یہ بھی ہے کہ پہلی صدی ہجری میں حجاج بن یوسف کے ایما پر

عربوں نے کاغذ بننے لگا تھا۔ لیکن عہد نبوی میں چین میں کاغذ موجود تھا، اس بات

کی کوئی تاریخی شہادت نظر سے نہیں گزری کہ یہ کاغذ عرب میں آتا تھا یا نہیں البتہ اس حدیث

سے اندازہ ہوتا ہے کہ علمی دنیا میں چین کی ترقی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اچھی طرح واقف تھے چنانچہ

آپ نے فرمایا:

اطلب العلم لو كان بالصين

ترجمہ۔

علم حاصل کرو اگر چین ہی کیوں نہ جانا پڑے

عہد قدیم میں دریائے نیل کے کنارے پیدا ہونے والے زسل کے پورے کی چھال

۱۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا، ج ۱۳، مطبوعہ امریکہ ۱۹۷۴ء، ص ۹۶۶

۲۔ (۱) ابن الحاج الفاسی، محمد بن محمد العبدی؛ المدخل (ب) امام غزالی؛ احیاء العلوم، مطبوعہ قاہرہ





السفن من الارض الحبشة و مصر و  
من البحرين والصين

ترجمہ:-

جارجیا و احمہ کی ساحلی بستی ہے یہاں پر حبشہ، مصر، بحرین اور چین سے  
جہازاں لگتے ہیں۔

ایبلہ اور بابا کی بندرگاہوں کے لیے مورخین نے لکھا ہے:

وكانت احدى قرص الهند يجتمع  
بها تجارة الهند والسند والصين  
واهل المشرق والمغرب

ترجمہ:-

دو ہندوستان کی بندرگاہ تھی جہاں ہندوستان، سندھ،

چین بلکہ مشرق اور مغرب کے تاجز جمع ہوا کرتے تھے۔

حضرت عتبہ بن غزو ان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عہد فاروقی میں ۱۲ھ میں ایبلہ کو فتح کیا (یہ بندرگاہ  
قدیم زمانے سے ارض الہند فرج الہند و السندھ کے لقب سے مشہور تھی) تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کو اپنے مکتوب میں لکھا:

فان الله وله الحمد فتح علينا  
الابله وهي مرقى سفن البحر من

سلسلہ اظہر مبارک پوری تقاضی عرب و ہند عہد رسالت میں، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۵ء، ص ۳۲

ذبحوا العوام بن الاصح لخمی، کتاب اسما و بیال تہامہ

عمان و البحرين و الفارس و الهند  
والصين -

ترجمہ :-

اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں ابلہ پر فتح دی ————— یہ مقام  
عمان بحرین، فارس اور چین سے آنے والے جہازوں کی بندرگاہ

ہے۔

مندرجہ بالا اسحاقی سے معلوم ہوتا ہے کہ سرزمین حجاز میں چین سے سامان آتا تھا اور  
مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی منڈیوں میں بکتا تھا اس لیے ظن غالب ہے کہ چین کا وہ کاغذ جس کی ایجاد  
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے صدیوں پہلے ۵۰۰ء میں ہو چکی تھی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ  
کے بازاروں میں ملتا ہو گا چنانچہ بعض احادیث میں کاغذ پر قرآن پاک کی کتابت کا ذکر آتا ہے  
۲۔ عبد مناف بن قصی کے چار بیٹے عبد شمس، ہاشم، نوفل اور المطلب نے بالترتیب  
شاہ حبشہ نجاشی، قیصر روم، کسریٰ ایران اور شاہ یمن سے تجارتی راہداری کے  
پروانے حاصل کیے اور آزادانہ تجارت شروع کی سردیوں میں یمن اور گرمیوں میں  
شام و مصر آنے جانے لگے جس کا ذکر قرآن حکیم میں اس طرح ہے: —————

لَا يَلْفِ قَرَيْشٌ ۝ الْفَيْهْمُ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ  
وَ الصَّيْفِ ۝

ترجمہ :-

چونکہ (اللہ نے) قریش کو ماؤس کرویا۔ ہاں، جاڑے اور

۱۔ اظہر مبارک پوری، عرب و ہندوستان میں، ص ۲۔

۲۔ القرآن الحکیم، سورۃ القریش، ص ۱-۲



گرمی کے سفروں سے انہیں مانوس کر دیا۔  
چنانچہ اسی ہمگیر تجارت کا اثر تھا کہ عرب میں تقریباً ۱۲ بڑے بڑے بازار لگتے تھے جن

میں مندرجہ ذیل ذکر ہیں:

دومتہ الجندل، صحار، دبا، شجر، رابہ (حضرت)  
ذوالمجاز، نظاۃ (خیبر)، مشقر، منی، حجر، عکاظ، عدن،  
صنعاہ

سب سے بڑا بازار عرفات کے قریب عکاظ کا لگتا تھا اس میں نہایت عمدہ  
اور نایاب سامان فروخت ہوتا تھا جو عرب کے کسی بازار میں نہیں ملتا تھا لہذا یہاں چین کا  
کاغذ، اور مصر کا پیپر اس ضرورتاً ہو گا اور کاتبین وحی نے اس سے ضرور استفادہ کیا  
ہو گا۔

خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے پہلے کئی سال تجارت فرمائی چنانچہ آپ ایک  
طرف حلیج فارس کے ساتھ ساتھ بحرین اور عمان تشریف لے گئے اور دوسری طرف بحیرہ قلزم  
کے ساتھ ساتھ یمن بھی تشریف لے گئے یہی وجہ ہے کہ آپ ذاتی طور پر شاہ حبشہ نجاشی سے بھی  
واقف تھے چنانچہ آپ نے ہجرت اولیٰ کے وقت اپنے چچا زاد بھائی حضرت جعفر کو  
نجاشی کے نام ایک سفارشی خط بھی دیا تھا۔ مسند امام احمد بن حنبل (ج ۲ ص ۲۶۶)  
کے حوالے سے ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے لکھا ہے کہ جب مشرقی عرب بحرین سے ایک وفد  
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس علاقہ کا اس طرح ذکر کیا جیسے وہ  
رسول کا جانا پہچانا ہے اس پر جب ان لوگوں نے استفسار کیا تو آپ نے فرمایا: میں نے

اے اہل مبارک پورہ! عرب و ہندو ہند رسالت میں، ص ۱۳۷

کے محمد حمید اللہ: رسول اکرم کی سیاسی زندگی، بحوالہ مسند امام احمد بن حنبل، ج ۲، ص ۲۰۶

تمہارے ملک کی خوب سیر کی، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ برسلسلے تجارت مشرق اور دبا کے مشہور میلوں میں تشریف لے گئے ہوں گے۔

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سامان تجارت دے کر حبشہ (تہامہ) بھیجا جہاں رجب میں تین دن بازار لگتا تھا۔ پھر جرش (میں) بھیجا جہاں بڑا بازار لگتا تھا۔ ان تمام حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمری اور عنفوان شباب کا بیشتر حصہ تجارتی مصروفیات میں گزارا ظاہر ہے ایسی ہستی سے یہ امید نہیں رکھی جا سکتی کہ وہ قرب و جوار اور دور دراز ملکوں میں پائی جانے والی لکھنے کی چیزوں سے بے خبر ہو ان کی باخبری پر تو خود قرآن گواہ ہے۔ اس لیے ان تمام حقائق سے یہ نتیجہ نکالنا مناسب نہ ہوگا کہ ہمدنیوں میں قرآن حکیم کی مکمل کتابت رقی، مہرق، کاغذ اور پیپرس، وغیرہ پر ہونی ہوگی۔

بہر حال جیسا کہ عرض کیا گیا آنا تو قرآن سے ثابت ہے کہ قرآن حکیم کو باریک کھال کے اوراق پر جمع کیا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وَالطُّورِ ۝ وَكِتَابٍ مَّسْطُورٍ ۝ فِي رِيقٍ مَّنشُورٍ ۝

ترجمہ:-

طور کی قسم اور اس نوشتہ کی جو کھلے دفتر میں لکھا ہے

لہ القرآن الحکیم: سورۃ الطور: ۱-۳



كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَنْ شَاءَ ذَكَرْهُ ۝  
فِي صُحُفٍ مُّكْرَمَةٍ ۝ تَرْفَعُهُمْ أَطْهَرَةً ۝  
بِأَيْدِي سَفَرَةٍ ۝ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ۝ ط ۝

ترجمہ:-

یوں نہیں یہ تو سمجھانا ہے تو جو چاہے اسے یاد کرے ان صحیفوں میں کہ  
عزت والے ہیں، بلند کا والے، پاکی والے، ایسوں کے ہاتھ لکھے ہوئے  
جو کرم والے نکوئی والے۔

ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے:-

يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۝ ط ۝

ترجمہ:-

جس دن ہم آسمان کو لپیٹیں گے جس طرح سبیل نوشتوں کو لپیٹا ہے۔

بعض احادیث میں آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک کاتب کا نام سبیل تھا

ط

درابتداء یہ روایت صحیح معلوم ہوتی ہے کیوں کہ تشبیہ اسی وقت

ذہن نشین ہو سکتی ہے جب مخاطب کے سامنے وہ شے موجود ہو جس سے تشبیہ کی جا رہی  
ہے یا اس نے دیکھی ہو۔ کاتبین وحی لوگوں کے سامنے لکھا کرتے تھے

جہاں مختلف اشیا پر کتابت ہوتی تھی وہاں جیسا کہ آیت مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے

ط ۱ القرآن الحکیم: سورۃ عبس، ۱۱-۱۶ (ب) مالک بن انس: الموطا، ص ۱۹۰

ط ۲ القرآن الحکیم: سورۃ الانبیاء، ۱۰۲

ط ۳ البرقانی: تفسیر ابن کثیر، ج ۱۲، ص ۲۰۰

ایسی اشیاء پر بھی کتابت ہوتی تھی جس کو Scroll کی صورت میں لپیٹ دیا جاتا تھا  
 ایسی تحریر دوہرتی، یا کاغذ ہی پر ہو سکتی ہے۔

کی لمبائی عام کاغذ جتنی نہیں ہوتی بلکہ بقدر ضرورت کاغذ جوڑ جوڑ کر اس کو لمبا کرتے رہتے ہیں، اور  
 لپیٹتے جاتے ہیں۔ یہ طریقہ قدیم زمانے سے چلا آرہا ہے، اب رفتہ رفتہ اس کا  
 رواج ختم ہو رہا ہے لیکن اب بھی مطالبات کے سلسلے میں محضرتانے طول طویل کاغذ پر پیش  
 کیے جاتے ہیں۔ بہر کیف آیت مذکورہ میں نوشتوں کے لپیٹے جانے کی آسمان  
 کے لپیٹے جانے سے تشبیہی وقت مکمل ہو سکتی ہی جب وہ نوشتے طویل و عریض کاغذ پر  
 تحریر کیے جاتے ہوں پھر ان کو لپیٹ کر رکھ دیا جاتا ہو۔ اس آیت کریمہ سے  
 یہ ثابت ہوتا ہے کہ کاتبین وحی طویل کاغذوں پر قرآن حکیم کی کتابت کرتے تھے جن کو لپیٹ کر  
 رکھ دیا جاتا تھا۔ عام طور حفاظت کی خاطر Scroll ٹن کے ٹلووں میں رکھتے ہیں اور بعض احادیث  
 سے ظاہر ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں بھی یہ طریقہ رائج تھا۔

مگر جو کچھ لکھا گیا وہ منترشہ حالت میں تھا یا کتابی صورت میں۔ اس کا جواب  
 قرآن حکیم میں موجود ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّكَ لَقَرَّانٌ كَرِيْمٌ ۝۱۰۰ فِی كِتَابٍ مَّكْنُوْنٍ ۝۱۰۱  
 يَمْسُرُ الْاَلْمَطَهْرُوْنَ ۝۱۰۲

ترجمہ :-

بے شک یہ عزت والا قرآن ہے محفوظ نوشتہ میں اسے نہ

چھوئیں مگر با وضو۔

آیت کریمہ کے تیور بتا رہے ہیں کہ عہد نبوی میں قرآن کریم کتابی شکل میں سامنے آچکا

سہ القرآن الکریم! سورۃ الواقعہ، ۷۷-۷۹

تھا کیونکہ یہاں قرآن کریم کا ذکر ہے، اور اس کے ہاتھ لگانے اور چھپونے کا ذکر ہے اور محفوظ نوشتہ کا اطلاق کتاب ہی پر ہو سکتا ہے نہ کہ ایک دو اوراق پر۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو یک جا کرنے اور پڑھانے کا یوں بھاری ذمہ لیا:

إِنَّا عَلَيْنَا جَمَعَهُ وَقُرَّانَهُ ۝

ترجمہ:-

بے شک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن حکیم کو یکجا کرنے کا وعدہ فرمایا اس لیے یہ عہد نبوی ہی میں یک جا کر دیا گیا ہو گا چنانچہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ قرآن ساتھ رکھتے تھے کیونکہ تشابہات سے بچنے کا یہی ایک طریقہ تھا ورنہ ممکن نہ تھا قرآن حکیم کی حفاظت کا ایک اور حکم یوں ذکر کیا گیا ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَرْتَلُّهُ ذِكْرًا لِّتِلَاٰهٍ  
لَّخٰفِظُوْنَ ۝

ترجمہ:-

بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

قرآن حکیم کے مطالعہ سے توریہ ثابت ہو گیا کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں قرآن حکیم لکھ کر محفوظ کر لیا جاتا تھا اور گھروں میں پڑھا جاتا تھا۔ کتب احادیث کے مطالعے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن حکیم عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع کر لیا گیا تھا اور اس کے متعدد نسخے موجود

۱۰ القرآن الحکیم! سورة القیمة، ۱۷

۱۱ القرآن الحکیم! سورة الحجر، ۹

تھے اسی لیے آپ نے "قرآن مجید" کو ایک مسلمان کا بہترین ورثہ قرار دیا چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی روایت کرتے ہیں: —————

ان مما يلحق المؤمن من عمله و  
حسنته بعد موته علما نشره و  
مصحفا ورثه

ترجمہ:-

مرنے کے بعد مومن کو اس کے اعمال اور حسنت پر جس کا اجر ملتا ہے  
ان میں ایک تو وہ علم ہے جس کی اس نے نشر و اشاعت کی اور ایک وہ  
مصحف (قرآن مجید) جس کا اس نے لوگوں کو وارث بنایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی کوئی ارشاد فرمایا پہلے خود اس پر عمل کیا، یہی مزاج نبوت  
تھا اس لیے یہ دل کہتا ہے کہ جب آپ نے مسلمانوں کے لیے قرآن مجید بہترین ورثہ قرار  
دیا تو دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد دربار نبوی سے بھی یہ ورثہ ملت اسلامیہ کو ملنا  
چاہیے۔ چنانچہ بخاری شریف کی ایک حدیث سے اس کی تصدیق ہوتی ہے،  
حدیث کے الفاظ یہ ہیں: —————

عن عبد العزيز بن ربيع قال دخلت  
انا وشداد بن معقل على ابن عباس  
فقال له شداد بن معقل — اترك  
النبي من شيء ؟ — قال ما ترك  
الامم بين الدفتين — قال ودخلنا

لے ابراہیم افضل احمد بن علی الشہیر بابی حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح البخاری مطبوعہ دمشق ج ۱۰ ص ۲۲۹

علی محمد بن الحنفیۃ وسألناه — وقال  
ما ترك الا ما بين الدفتين — له

ترجمہ :-

عبد العزیز بن رفیع کہتے ہیں کہ میں اور شہاد بن معقل حضرت ابن عباس کے

پاس گئے اور شہاد نے پوچھا — کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے کوئی چیز ترک کی ہے؟ — انہوں

نے جواب دیا — نہیں بجز اس کے جو دو ٹپھوں کے

درمیان ہے — پھر ہم محمد بن الحنفیۃ کے پاس گئے

اور یہی سوال کیا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

کوئی چیز نہیں چھوڑی بجز اس کے جو دو ٹپھوں کے درمیان ہے۔

اک حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے تشریف لے جانے کے

بعد کم سے کم ایک قرآن مجید چھوڑا جو جلد میں محفوظ تھا اس کی مزید تصدیق بخاری شریف کی ایک

دوسری حدیث سے ہوتی ہے۔ جس کے الفاظ کا ترجمہ و تفسیر یہ ہے :

یوسف بن مالک کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کی خدمت میں موجود تھا کہ ایک عراقی آیا — عرض گزار ہوا

— اے ام المومنین! مجھے اپنا قرآن مجید دکھائیے

— فرمایا — بھلا کس لیے؟

عرض کیا — تاکہ میں قرآن کریم کی ترتیب درست کر لوں

— کیونکہ لوگ خلافت ترتیب پڑھتے ہیں — فرمایا

— محمد بن اسماعیل بخاری! صحیح بخاری ج ۲، ص ۱۲۳



اس میں تمہارا کوئی نقصان نہیں جس کو چاہو پہلے پڑھ لو۔  
 یوسف بن مالک کا بیان ہے کہ پھر ان کے لیے حضرت عائشہ صدیقہ  
 رضی اللہ عنہا نے قرآن مجید نکالا اور ان کو سورتوں کی ترتیب لکھوا دی

حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں:۔

فَاخْرَجَتِ الْمَصْحُفَ فَأَمَلَتْ عَلَيْهِ أَيْ السُّورَةَ

ترجمہ:۔ تو آپ نے قرآن نکالا اور سورتوں کی ترتیب لکھوا دی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین ازواج  
 مطہرات میں تھیں اور لکھنا پڑھنا جانتی تھیں آپ ہی کے ہاں اور آپ ہی کی قربت میں حضور  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا ممکن ہے کہ یہ قرآن مجید، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی نسخہ ہو جو  
 آپ نے یادگار چھوڑا۔ اور یہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تلاوت  
 میں رہتا ہو جس کا اشارہ اس آیت سے ملتا ہے جس میں خطاب اموات المؤمنین سے کیا  
 گیا ہے:۔

وَإِذْ كُنَّا مَا يَتْلُو فِي  
 بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ  
 وَالْحِكْمَةِ ط ل

ترجمہ:۔

اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور

حکمت

۱۔ محمد بن اسماعیل بخاری! صحیح بخاری، ج ۱۲، ص ۹۹۲-۹۹۳

۲۔ القرآن الحکیم! سورۃ الاحزاب، ۳۴

اور غالباً یہ بات کفار و مشرکین کے علم میں تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت کردے میں قرآن  
مکجوب و مجلد محفوظ ہے اسی لیے انہوں نے قرآن حکیم پر تنقید کرتے ہوئے یہ الفاظ  
کہے:

وَقَالُوا آسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اَكْتَتَبَهَا  
فِيهِ تَمْلِي عَلَيْهِ بُكْرَةً وَاَصِيلًا ۝

ترجمہ:-

وہ کہتے تھے کہ یہ تو پرانے زمانے کے قصے کہانیاں ہیں جو انہوں  
نے لکھ رکھی ہیں اور اسی میں سے یہ صبح و شام لکھواتے رہتے  
ہیں۔

(۵)

بہر کیف مندرجہ بالا آیت سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ذاتی  
نسخہ تھا جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس محفوظ تھا اور اس سے دوسرے  
مسلمان کھابل کر کے اپنے اپنے نسخے صحیح کیا کرتے تھے۔

احادیث سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کم از کم چار  
صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پورا قرآن حکیم جمع کیا تھا۔ چنانچہ جیب حضرت انس بن مالک

سے القرآن الحکیم! سورۃ الفرقان، ۵

۲۷ تہذیب التہذیب (ج ۱، ص ۲۲۳)، استیعاب (ج ۲، ص ۲۸۵، ۵۶۵)؛ اسد الغابہ

(ج ۱، ص ۲۸۶)؛ طبقات (ج ۲، ص ۲۸۵) وغیرہ کے مطالعہ سے مزید ۸ صحابہ کا اور علم ہوتا

ہے جن کے نام یہ ہیں۔ عقبہ ابن الجہین، سعد ابن عبید، ابو درداء، عثمان بن عفان، عیسیٰ واری،

عبادہ بن صامت، ابو ایوب انصاری، عبید اللہ بن مسعود

سے دریافت کیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کس کس نے قرآن جمع کیا تھا تو انہوں نے فرمایا، چار حضرات نے اور چاروں انصار تھے ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:-

- (۱) ابی بن کعب رضی اللہ عنہ
- (۲) ابو زید رضی اللہ عنہ
- (۳) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ
- (۴) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر بن عاص رضی اللہ عنہ نے بھی ایک قرآن جمع کیا تھا۔ اس حدیث کی اسناد کو حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا کہ "اسناد صحیح"۔ وہ فرماتے ہیں:-

میں نے عہد نبوی میں پورا قرآن جمع کیا تھا میں اس کو ایک ہفت روزوں میں پڑھ لیتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے ایک ماہ میں ختم کرنے کی ہدایت فرمائی۔

یہ حدیث طویل ہے جس میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی خواہش پر اس حدیث میں کمی کر کے ۲۰ دن ارشاد فرمائی۔ پھر انہوں نے عرض کیا تو پندرہ دن میں ختم کرنے کی ہدایت فرمائی۔ مزید عرض کیا تو فرمایا:-

اقراء فی سبع ولا تزيد

۱۔ (۱) محمد بن اسماعیل بخاری! صحیح بخاری، ج ۲، مطبوعہ کراچی، ص ۴۹

(ب) ابوالحسن مسلم بن حجاج قشیری! صحیح مسلم، ج ۲، مطبوعہ مصر، ص ۲۵۲

۲۔ ابوالفضل احمد بن علی الشیبانی! فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج ۹،

مطبوعہ مصر ۱۳۰۰ھ

علیٰ ذٰلک<sup>۱</sup>

ترجمہ:-

سات روز میں ختم کیا کرو اس سے کم مدت میں ختم نہ کرو۔

اس حدیث پاک سے قرآن کریم کی سات منزلوں کے تعین اور تیس پاروں کی تقسیم کاراڑ بھی کھل جاتا ہے۔ پہلی ہدایت ۲۰ دن میں ختم کرنے سے متعلق تھی اور دوسری سات دن میں ختم کرنے سے متعلق۔

حضرت ابو زبید بن علی بن نعمان الانصاری رضی اللہ عنہ کے متعلق اسد الفہم میں

لکھا ہے:-

هو اقول من جمع القرآن من الانصار<sup>۲</sup>

ترجمہ:-

یہ وہی ہیں جنہوں نے انصار میں سب سے پہلے قرآن جمع

کیا۔

اور حضرت زبید بن ثابتؓ تو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تالیف قرآن کا اہم فریضہ انجام دیتے تھے جیسا کہ وہ خود ارشاد فرماتے ہیں:-

قال کنا عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نوئل القرآن من الرقاع<sup>۳</sup>

۱ (ا) ابو الفضل احمد بن علی الشیبانی جہر مستقانی! فتح الباری شرح صحیح البخاری ج ۱، ۹، مطبوعہ مصر ۱۳۲۵ھ

(ب) ابو علی محمد بن علی ترمذی! جامع ترمذی ج ۲، ص ۱۱۸

۲ ابن اثیر علی بن محمد جزیری! اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج ۱، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۹۰ھ

۳ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم: المستدرک علی الصحیحین، ج ۲، ص ۶۱۱

ترجمہ: ہم کاتبانِ وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ کر قاع (ٹکڑوں) سے قرأت ترتیب وار جمع کرتے جاتے تھے۔

جمع کرنے اور تالیف کرنے، میں فرق یہ ہے کہ جمع کرنے کا اطلاق ایسے مجموعے پر ہوتا ہے جس میں ترتیب وغیرہ کا لحاظ نہیں رکھا گیا ہو مگر تالیف کا اطلاق ایسے مجموعے پر ہوتا ہے جو ترتیب کے ساتھ جمع کیا گیا ہو۔ یہاں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ کر قرآن مجید کو مختلف ٹکڑوں سے کتابی صورت میں ترتیب وار جمع کرتے تھے۔ جیسا کہ عرض کیا گیا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے پورا قرآن جمع کیا تھا جس کو تکمیل کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ملاحظہ کے لیے پیش کیا چنانچہ ابن قتیبہ کتاب المعارف میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق لکھتے ہیں:-

كان آخر عرض رسول الله صلى الله عليه وسلم القرآن على مصحفه و هو اقرب المصاحف من مصحفنا وقد كتب زيد لعمر بن الخطاب

ترجمہ:

زید نے عرضہ اخیرہ میں اپنا کتابت شدہ قرآن مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا اور سنایا اور وہ قرآن مجید ہے جو ہمارے قرآن مجید جیسا ہے پھر انہیں زید نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے قرآن مجید لکھا تھا۔

ابن محمد عبد اللہ مسلم بن قتیبہ الدمشقی! العارون، مطبوعہ قاہرہ ۱۲۵۲ھ/۱۹۳۴ء

۹ ذی الحجہ ۱۰ھ (مارچ ۶۳۲ء) کو خطبہ حجۃ الوداع کے فوراً بعد آخری آیت نازل ہوئی۔

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ  
نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا

۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ (جون ۶۳۲ء) کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم ظاہر سے

پر وہ فرمایا آخری آیت کے نزول اور پر وہ فرمانے کے ماہین تقریباً ڈھائی پونے تین ماہ کا  
عصر گزرا۔ اعلیٰ یہ ہے کہ حضرت زیدون ثابت

رضی اللہ عنہ نے اپنا مصحف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ۹ ذی الحجہ ۱۱ھ اور ۱۲ ربیع الاول  
۱۱ھ کے درمیان ملاحظہ کے لیے پیش کیا ہوگا۔

مندرجہ بالا تمام شواہد سے اندازہ ہوتا ہے کہ بعد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں قرآن مجید  
کی ایک کاپی نہیں بلکہ کئی کاپیاں مدون ہو چکی تھیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ ایسی ہدایات  
نہ فرماتے جس سے قرآن کا مدون اور مرتب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً ترمذی  
کی ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی نے دریافت کیا۔  
\_\_\_\_\_ کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے؟ \_\_\_\_\_ آپ نے  
فرمایا: \_\_\_\_\_

الحال والمرتاح

ترجمہ:-

سفر سے اترنا اور سفر کرنا

پھر جب اس ارشاد کا مطلب دریافت کیا گیا تو ارشاد فرمایا:-

۱۰ القرآن الحکیم! سورۃ المائدہ، ۳

۱۱ ابویعلیٰ محمد بن علی ترمذی جامع ترمذی، ج ۲، ص ۱۱۸ و ۱۱۹

صاحب القرآن یقرء عن اول القرآن الی  
آخره ومن آخره الی اوله - كلما  
حل ارتحل - ۱۰

ترجمہ :-

قرآن پڑھنے والا جو اول سے آخر تک قرآن پڑھتا ہے اور ختم کر لیتا  
ہے تو دوبارہ شروع کر دیتا ہے گویا جیسے ہی تلاوت کا سفر ختم کرتا  
ویسے ہی دوسرا سفر (تلاوت کا) شروع کر دیتا ہے۔

غور طلب امر یہ ہے کہ یہاں حافظ قرآن نہیں فرمایا، قرآن پڑھنے والا فرمایا اس سے معلوم ہوتا  
ہے کہ عہد نبوی میں قرآن حکیم کے مکمل نسخے موجود تھے چنانچہ بعض احادیث سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے  
کہ قرآن حکیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں کتابی صورت میں مدون ہو گیا تھا۔  
مثلاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: ..

ان قرآن کان مجموعاً  
مؤلفاً علی عهد النبی صلی  
اللہ علیہ وسلم - ۱۱

۱۔ ابو محمد عید اللہ بن عید الرحمن دارمی! مستدرک دارمی، مطبوعہ کانپور ۱۳۹۲ھ، ص ۲۲۱  
نوٹ :- جس حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ آپ دو چیزیں چھوڑ رہے ہیں یعنی کتاب اللہ  
اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن حکیم کتابی صورت میں موجود تھا۔  
(۱) مستدرک، ج ۱، ص ۹۲ (ب) السنن الکبریٰ، ج ۱، ص ۱۱۲ (ج) کنز العمال، ج ۱، ص ۴۸۴-۴۸۵،  
(۵) الترغیب والترہیب، ج ۱، ص ۳۸

۲۔ دائرہ المعارف الاسلامیہ، مطبوعہ لاہور، ج ۱۱۶، ص ۳۴۰

قرآن مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں باقاعدہ جمع کیا ہوا  
ترتیب دیا ہوا موجود تھا۔

امام نووی فرماتے ہیں:

ان القرآن كان مؤلفا في زمن النبي  
صلى الله عليه وآله وسلم ما هو  
في المصاحف اليوم۔<sup>۱</sup>

ترجمہ:-

قرآن مجید عہد نبوی میں اسی انداز سے ترتیب دیا گیا تھا جس انداز سے  
کا ترتیب سے آج وہ مصحف میں موجود ہے۔

علامہ طبرسی، تفسیر مجمع البیان میں لکھتے ہیں:

ان القرآن كان على عهد النبي صلى الله  
عليه وآله وسلم مجموعا مؤلفا  
على ما هو عليه الآن۔<sup>۲</sup>

ترجمہ:-

عہد نبوی میں قرآن مجید بالکل اسی طرح مجموع و مرتب تھا جس طرح آج

۱۔ ابو ذکریا یحییٰ بن شرف نووی، المنہاج فی شرح مسلم بن الحجاج، مطبوعہ مصر، بحوالہ دائرة المعارف الاسلامیہ،

ج ۱۴، ص ۲۲۰

۲۔ طبرسی، تفسیر مجمع البیان بحوالہ دائرة المعارف الاسلامیہ، ج ۱۴، ص ۲۲۰



قرآن پاک کی جمع و تدوین سے متعلق جہاں اور شہادتیں ہیں وہاں ایک شہادت امام احمد بن حنبل نے اپنے مستند میں نقل کی اس ابن ابی اوس حدیث ثقیفہ روایت کرتے ہیں کہ وہ قبیلہ بنی ثقیف کے وفد کے ساتھ مہاجر کی حیثیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء کے بعد وفد سے ملاقات کیا کرتے تھے تو ایک رات یہ واقعہ پیش آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارکان وفد کے پاس آنے میں تاخیر فرمائی جب تاخیر کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ————— کہ آج کی ”حزب“ رہ گئی تھی تو میں نے پسند نہیں کیا کہ اس کو ختم کیے بغیر باہر جاؤں۔ اس پر اوس کہتے ہیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے قرآن کے احزاب کے بارے میں پوچھا یعنی قرآن پاک کے ان حصوں کے بارے میں جو تلاوت کی سہولت کے لیے تقسیم کر لیے گئے تھے اس پر انہوں نے مندرجہ ذیل سات احزاب کی تفصیل بتائی جو ایک ہفتے کے لیے مقرر کی گئی تھیں، وہ یہ ہیں: —————

- ① حزب اول ————— سورۃ فاتحہ سے سورۃ نساء تک
- ② حزب ثانی ————— سورۃ مائدہ سے سورۃ توبہ تک
- ③ حزب ثالث ————— سورۃ یونس سے سورۃ نحل تک
- ④ حزب رابع ————— سورۃ بنی اسرائیل سے سورۃ فرقان تک
- ⑤ حزب خامس ————— سورۃ شعراء سے سورۃ لیس تک
- ⑥ حزب سادس ————— سورۃ صافات سے سورۃ حجرات تک
- ⑦ حزب سابع ————— سورۃ ق سے سورۃ ناس تک

۱۔ احمد بن حنبل، المستدرک، ج ۲، ص ۲۲۳

یہ حدیث اس بات کا یقین ثبوت ہے کہ ہندوئوں میں قرآن پاک مدون ہو چکا تھا اور اسی ترتیب و تنظیم کے ساتھ جس ترتیب و تنظیم کے ساتھ آج ہمارے سامنے ہے اور اسی ترتیب کو سامنے رکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزانہ کے معمول تلاوت کے لیے قرآن پاک کو احزاب پر تقسیم فرمایا۔ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت کردے میں قرآن حکیم کے منتشر اوراق تھے جن کی کسی صحابی نے شیرازہ بندی کر دی تھی۔

قرین قیاسی یہی ہے کہ اصل کا پی آپ اپنے پاس رکھتے ہوں گے پھر وقتاً فوقتاً اس سے دوسرے صحابہ کو لکھواتے رہتے ہوں گے۔ اس قیاس کی توشیح قرآن پاک کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے جس میں کفار نے آپ پر الزام لگایا تھا کہ آپ نے اپنے پاس پرانے قصے کہانی لکھ چھوڑے ہیں جو لوگوں کو لکھواتے رہتے ہیں (معاذ اللہ)۔ احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کتابت وحی کا خاص اہتمام فرماتے تھے لہٰذا یہاں تک کہ آپ کے پڑوس میں حضرت زید بن ثابت رہتے تھے، جب وحی آتی تو ان کو بلا لیتے اور جو کچھ نازل ہوتا لکھوادیتے تھے پھر یہی نہیں کاتبوں کو لکھوادیتے بلکہ لکھوانے کے بعد پڑھوا کر سنتے اور جو غلطی ہوتی اس کی اصلاح فرماتے تھے پھر لوگوں کو نقل کے لیے عنایت فرماتے تھے۔

۱۔ جلال الدین سیوطی! اللآقان فی علوم القرآن، مطبوعہ کراچی، ج ۱، ص ۱۴۸

۲۔ ابویعلیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی جامع ترمذی، ج ۲، ص ۱۳۲

۳۔ محمد بن اسمعیل بخاری! صحیح بخاری، ج ۳، ص ۷۶۱

۴۔ ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی! سنن ابوداؤد بجوالہ ڈاکٹر فضل الرحمن انصاری، دی قرآنک

فاؤنڈیشن لرنڈ اسٹریٹ کراچی، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۳ء، ص ۶۹

۵۔ مجمع الزوائد، ج ۱، ص ۶۰ (بجوالہ مذکورہ، ص ۶۹)

۶۔ صدیق حسن خان، نواب انجمن المغیث (بجوالہ مذکورہ، ص ۶۹)

لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجلہ نہ تھا، چوہی ٹائلوں میں جمع تھا۔  
چنانچہ فتح الباری میں ہے: —————

كانوا يكتبون المصحف في الرق و  
يجعلون له دفتين من خشب<sup>۱</sup>

ترجمہ:-

صحابہ کرام قرآن مجید باریک چمڑے پر لکھتے تھے اور اس کو دو چوہی  
دفتیوں میں رکھ لیتے تھے۔

اور اس طرح رکھتے کہ جب کوئی آیت نازل ہوتی اور یہ ہدایت فرمائی جاتی کہ فلاں فلاں،  
سورت میں فلاں آیت کے بعد رکھ لی جائے تو لکھ لی جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت  
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب سورۃ بقرہ کی ایک آیت نازل ہوئی  
تو!

فقال جبريل للنبي صلى الله عليه و  
آله وسلم ضعها على راس مأتين ثمانين  
من سورة البقره<sup>۲</sup>

ترجمہ:-

تو جبریل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اس کو سورۃ بقرہ کی

۱۔ ابن حجر عسقلانی! فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج ۹

۲۔ (ا) جلال الدین سیوطی! الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۱۲۴-۱۲۵

(ب) ابن حزم! کتاب الفصل، ج ۲، ص ۲۲۱

۳۔ واثرۃ المعارف الاسلامیہ، ج ۱۶، ص ۳۳۶

آیت نمبر ۲۸۰ کے بعد رکھ لیجئے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

یہ کہتے قرآن مجید جلد میں تھا یا دو گتوں کے درمیان یہ بات ثابت ہو چکی کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پورا قرآن مرتب ہو چکا تھا بلکہ بعض احادیث سے تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن کریم کے متعدد نسخے موجود تھے اور اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر تلاوت کرنے کی تاکید شدید فرمائی اور دوہرے اجر کی بشارت دی۔ ایسی بہت سی احادیث کتب احادیث میں موجود ہیں۔ اس تاکید و ترغیب کی روشنی میں یہ بات یقینی طور پر کہی جاسکتی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کتابت قرآن کا خاص اہتمام کیا ہو گا اور لکھے پڑھے تمام صحابہ کے پاس مصاحف ہوں گے چنانچہ مسند امام محمد میں صحابہ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے:

بين اظهرنا المصاحف وقد تعلمنا فيها  
وعلمناها نساءنا ذراريها و  
خدمنا۔

ترجمہ ۱۔

ہمارے درمیان مصاحف موجود تھے جن سے ہم نے خود قرآن مجید

سیکھا اور اپنی عورتوں بال بچوں اور خادموں کو سکھایا۔

عمدة القاری شرح صحیح بخاری میں یہاں تک لکھا ہے!

۱۔ (۱) جلال الدین سیوطی! الاتقان، ج ۲، ص ۱۰۸

(ب) الزرکشی! البرہان فی علوم القرآن، ص ۴۶۲

۲۔ (۱) احمد بن حنبل! المسند، مطبوعہ بیروت، ۳۰۸

(ب) عمدة القاری، ج ۲، ص ۲۷

ان الذین جمعوا القرآن علی عهد  
النبی صلی اللہ علیہ و آلہ  
وسلم لا یحصیہم عدو  
یضبطہم احد

ترجمہ:-

عہد نبوت میں جن لوگوں نے جمع قرآن کی خدمت جلیلہ انجام دی ان کی  
اتنی کثرت ہے کہ کوئی ان کی تعداد کا تعین کر سکتا ہے اور ان کے ناموں  
کو ضبط تحریر میں لاسکتا ہے

(۵)

اس پس منظر میں یہ حدیث بھی قابل توجہ ہے جس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت  
کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں  
چار چیزیں دنیا میں مظلوم اور کس میرسی کی حالت میں ہیں  
جن میں ایک وہ مصحف ہے جو گھر میں اس حالت میں پڑا ہے  
کہ اس کی تلاوت نہیں کی جاتی

اس حدیث کے معانی و مطالب کو حال و مستقبل دونوں پر محمول کیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ  
شواہد و حقائق سے ثابت ہو رہا ہے۔  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مصحف کی اتنی کثرت ہو گئی تھی وہ گھروں میں اویزاں  
کیے جاتے تھے جس پر آپ نے تنبیہ فرمائی اور فرمایا

۱۰ بدرالدین محمود بن علی! عمدة القاری شرح صحیح البخاری، مطبوعہ مصر

لا تفرنکم هذا المصاحف  
المعلقة له

ترجمہ:

ان اویزاں قرآنوں سے تم دھوکے میں نہ پڑ جانا  
پھر عہد خلافت راشدہ میں اتنی کثرت ہو گئی کہ قرآن مجید کے بعض نسخوں کو مٹانے و مذہب کیا جانے

لگا

قاعدہ ہے کہ جب کوئی چیز کثرت سے پائی جاتی ہے اور اپنی جگہ قائم ہو جاتی ہے تو پھر  
اس میں نئی نئی اختراعات و ایجادات ہونے لگتی ہیں۔

چنانچہ عہد عثمانی میں کچھ لوگوں نے قرآن مجید کو مٹانے و مذہب کیا ہے،  
جب حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا:

۱۔ علی مقفی علاؤ الدین ہندی ! کنز العمال، سنن الاقوال والاعمال، مطبوعہ حیدرآباد دکن  
۳۱۲ ج ۱، ص ۱۳۴

۲۔ قرآن اول ہی سے قرآن حکیم کی زرکاری اور تذبذب کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا چنانچہ قرآن اول  
اور قرآن دوم میں یزرکار ممتاز نظر آتے ہیں۔ ایقظینی، ابراہیم الصغیر، ابو موسیٰ ابن عمار  
ابن السقطی، ابو عبد اللہ الحزینی، وغیرہ (الفہرست، ۹، دائرة المعارف،

ج ۱، ص ۳۵۸)

اذا حلیتہ مصاحفکم فعلیکم  
الدمار - ۱۰

ترجمہ:-

تم لوگوں نے اپنے قرآن مجید کو مٹائی مٹائی کیا تو تمہاری ہلاکت کا وقت قریب  
آگیا ہے۔

اوپر جو کچھ عرض کیا وہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق تھا اس عہد کے بعد خلافت راشدہ  
کے دور میں نجی طور پر تو قرآن پاک کی بہت سی نقول تیار کی گئیں مگر سرکاری طور پر بھی کام ہوا چنانچہ  
ایک خاص مصحف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ۱۰ھ میں اپنے عہد خلافت میں  
سرکاری طور پر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تیار کرایا اور اپنے پاس رکھا۔  
انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا کے مقالہ نگار نے اس خاص نسخے کے متعلق لکھا ہے کہ حضرت  
عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیار کرایا تھا یہ صحیح نہیں ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد یہی نسخہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا آپ کی  
شہادت کے بعد آپ کی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس  
محمفوظ رہا پھر اس نسخے کو سامنے رکھ کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲۵ھ میں اپنے  
عہد خلافت میں سرکاری طور پر متعدد نقول تیار کرائیں اور بلاد اسلامیہ ارسال کیں ۳۰ھ

ابن حزم نے خلافت راشدہ کے دور صدیقی اور دور فاروقی کا جو نقشہ کھینچا ہے اس سے

۱۰ دائرۃ المعارف الاسلامیہ، ج ۱۶، مطبوعہ لاہور، ص ۲۲-۲۳

۱۱ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا، ج ۱۵، مطبوعہ امریکہ

۱۲ جلال الدین سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، مطبوعہ کراچی، ص ۱۲۵، ۱۲۶ اور ۱۲۹

تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ خلافت راشدہ کے ابتدائی دس سالوں میں قرآن حکیم کی قلمی کاپیوں کی تعداد ایک لاکھ سے تجاوز کر چکی تھی۔ ان کے بیان کا خلاصہ یہ ہے:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ڈھائی برس خلیفہ رہے۔ ان کے عہد میں کوئی شہر ایسا نہ تھا جہاں قرآن کے نسخے نہ ہوں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں دس برس اور چند ماہ تک مسجدیں بنتی رہیں اور قرآن لکھے جاتے رہے جب ان کا انتقال ہوا تو قرآن کے کم از کم ایک لاکھ نسخے رہے ہوں گے۔

پھر ہزاروں کی تعداد میں جو طلباء پڑھتے تھے وہ لکھتے بھی ہوں گے چونکہ بار بار تلاوت و قرات کے لیے قرآن کا لکھا جانا ضروری تھا صد برس سے یہی عمل رہا ہے اس لیے مشہور صحابہ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت ابو دردا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہزاروں تلاوت میں نہ معلوم کس کس نے قرآن پاک کی نقول تیار کی ہوں گی پیرس کی ایجاد سے پہلے کتابوں کا لین دین نقل اور کتابت کے ذریعے ہی ہوتا تھا، تحریر اور کتابت کی کلفتوں کا آج ہم اندازہ بھی نہیں کر سکتے مگر شوق علم میں ہمارے اسلاف ہر مشکل پر غالب آگئے اور وہ کچھ کر دکھایا جس کو آج ہم ترستے ہیں۔

(۹)

احادیث سے اندازہ ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں قرآن حکیم کے علاوہ بھی کتابیں موجود تھیں اور کھلے ہوئے کاغذات گول تلواروں میں رکھتے تھے۔ مثلاً۔ المستدرک کی ایک روایت میں سعید بن بلال بیان کرتے ہیں:

۱۔ ابن جزم کتاب الفصل والملل والاموار والنمل مطبوعہ قاہرہ، ج ۱۲ ص ۷۸ (ملخصاً)



كنا اذا اكثرنا على انس بن مالك  
فاخرج الينا محالا عنده فقال  
هذه سمعتها من النبي صلى الله عليه  
وسلم - ۱

ترجمہ:

جب ہم حضرت انس بن مالک سے زیادہ اصرار کرتے تو اپنے پاس  
سے کاغذات رکھنے کا ٹوا نکال لاتے اور کہتے یہی وہ حدیثیں ہیں جو  
میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں۔

حافظ ابن عبد البر کی جامع میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق حسن صحابی رسول کے  
حوالے سے لکھا ہے کہ ان کو حضرت ابو ہریرہ:

فاخذ بيده الى بيته فابانا كتبنا  
كثيرة من حديث رسول صلى الله  
عليه وسلم - ۲

ترجمہ:

اپنے گھر لے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کی  
بہت سی کتابیں بھی دکھائیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر ابن العاص نے احادیث رسول کا ایک مجموعہ الصحیفة الصادقة

۱۔ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم! المستدرک علی الصحیحین، مطبوعہ ہند

۲۔ ابن عبد اللہ قرطبی! جامع بحوالہ تدرک مجید کا نزول اور وحی از پر فیہ محمود الحسن خسرو،

مطبوعہ کراچی، ص ۲۹۷

کے نام سے مذکور کیا تھا۔ یہ صحیفہ عرصہ تک ان کے خاندان میں محفوظ رہا، ان کے پوتے شعیب اسی صحیفے سے روایت کرتے تھے۔ جس کا ذکر فتح المغیث میں اس طرح ملتا ہے:۔

شعیب بن محمد بن عبد اللہ بن عمرو  
بن العاص لم یسمع جدہ انما وجد  
کتابہ فحدث منہ۔<sup>۱</sup>

ترجمہ:-

شعیب نے اپنے دادا سے حدیث سنی تو نہیں لیکن ان  
کی کتاب پائی تھی وہ اسی کتاب سے حدیث روایت کرتے تھے۔

طبقات ابن سعد میں موسیٰ بن عقبہ سے جو صاحبِ مغازی اور فقہائے تابعین سے تھے،  
منقول ہے:۔

وضع عندنا کریب بن ابی مسلم مولی  
عبد اللہ بن عباس حمل بعیر من کتب  
ابن عباس۔<sup>۲</sup>

ترجمہ:-

ہمارے پاس عبداللہ بن عباس کے آزاد کردہ غلام کریب بن ابی مسلم  
نے ایک اونٹ کے بوجھ بھر ابن عباس کی کتابیں رکھوائی تھیں۔  
یہی نہیں کہ عبداللہ بن عباس نے خود کتابیں لکھیں بلکہ جو کچھ لکھتے رہے اس کی نقلیں بھی  
لوگ لے جاتے رہے چنانچہ الترمذی کی کتاب العلیل میں مروی ہے:۔

۱۔ صدیق حسن خاں، تواب: فتح المغیث، مطبوعہ لکھنؤ، ص ۲۳۵  
۲۔ ابوعبداللہ محمد بن سعد زہری: طبقات، ج ۵، ص ۲۱۶

ان نفاقد مر علی بن عباس من  
 اهل الطائف بکتب من کتبه فجعل  
 یقرأ علیہ - ۱

ترجمہ:-

ابن عباس کے پاس طائف کے کچھ لوگ ان کی کچھ کتابیں لے آئے  
 اور ان کے سامنے پڑھنے لگے۔

حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: —

کان عبد اللہ بن عمرو قد اصاب یوم  
 الیرموک زاملتین من کتب اهل الکتاب  
 فکان یحدث منها - ۲

ترجمہ:-

عبد اللہ بن عمرو نے جنگ یرموک میں یہ دو نصاریٰ کی کتابیں دو لیریاں

بھر پائی تھیں تو ان کتابوں کی باتیں بھی بیان کرتے تھے۔

مندرجہ بالا حقائق و شواہد سے معلوم ہوا کہ عہد نبوی میں ایک نہیں بیسیوں کتابیں موجود  
 تھیں صحابہ خود بھی لکھتے تھے اور دوسرے لوگ بھی لکھتے تھے گویا کاغذ و قلم کی کمی نہ تھی خواہ کاغذ  
 کسی نوعیت کا بھی ہو، ایسی صورت میں قرآن عظیم اور اہم کتاب کے لیے یہ کہنا کہ عہد  
 نبوی میں کتابی صورت میں مرتب نہ تھا، خلاف حقیقت معلوم ہوتا ہے۔ خصوصاً  
 جب کہ ایک نہیں متعدد شواہد اس حقیقت کی تائید کر رہے ہوں کہ نزول قرآن کے ساتھ ساتھ

۱۔ ابو عبیدہ محمد بن عیسیٰ ترمذی جامع ترمذی، ج ۲، مطبوعہ کراچی، ص ۲۶۱

۲۔ ابوالقداہ اسمعیل بن عمر قرظی مشقی! تفسیر ابن کثیر، ج ۱، ص ۴

کاتبین وحی لکھتے جاتے اور دوسرے صحابراں سے لفظ لیتے جاتے اور کم از کم قرآن کے پانچ نسخے  
 عہد نبوی میں مرتب ہو چکے تھے اور ایک نسخہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھی تھا پھر بعد  
 میں خلافت راشدہ میں قرآن حکیم کے نسخے تیار ہوتے رہے۔ تدوین قرآن کی بات تو صاف ہو گئی  
 اب قاری کے ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ یہ کیسے معلوم ہو کہ قرآن کا نام قرآن ہے؟

(نہ)

ہر کتاب کے سرورق پر ایک کتاب کا نام ہوتا ہے جس سے وہ پہچانی جاتی ہے۔  
 قرآن کی شان یہ ہے کہ اس کا نام متن میں شامل ہے، اور تقریباً ۷ مقامات پر  
 قرآن، کا نام آیا ہے۔ کسی کتاب کا سرورق غائب ہو جائے تو پتہ چلانا مشکل ہو  
 جاتا ہے کہ اس کتاب کا نام کیا ہے اور یہ کس مصنف کی تصنیف ہے۔ قرآن کا امتیاز  
 یہ ہے کہ ابتدا سے لے کر انتہا تک قدم قدم پر قرآن اپنا تعارف کر رہا ہے، اپنا نام بتا رہا ہے  
 اور قرآن کے متن کا ایک ایک حرف، ایک ایک جملہ خدائے واحد کی گواہی دے  
 رہا ہے۔ قرآن پر تحقیق کرنے والے ہر مسلم و غیر مسلم محقق کے لیے اتنی واقفیت اور میں داخلی  
 شہادتیں میسر ہیں کہ خارجی شہادتوں سے وہ بے نیاز ہو جاتا ہے۔

قرآن حکیم میں قرآن، کو قرآن کے علاوہ متعدد صفاتی نام سے بھی یاد کیا گیا ہے۔ مثلاً  
 الفرقان، البرقان، الموعظہ، الشفاء، الرحمة، التذکرہ، الکلام، الکتاب،  
 النور، الھدی، الحکمة الباقیہ، احسن الحدیث، التنزیل، العروة الوثقی، البلاغ  
 الصحف، الیقین، البیان، الروح، الصدق، التبصرہ، الحق، وغیرہ وغیرہ۔

سورۃ الفرقان، سورۃ الفرقان، ۱۶ سورۃ یونس، ۵۷ سورۃ بنی اسرائیل، ۸۲ سورۃ یونس، ۵۷ سورۃ الفرقان،  
 سورۃ النور، ۲۴ سورۃ الزخرف، ۱-۲ سورۃ النور، ۲۴ سورۃ الزمر، ۲۳ سورۃ الشوری، ۱۹۲،  
 سورۃ ابراہیم، ۵۲ سورۃ آل عمران، ۱۳۸، وغیرہ وغیرہ۔

بالعموم کتاب کو قاری کی سہولت کے لیے ابواب و فصول میں تقسیم کیا جاتا ہے دور جدید میں قاری کی سہولت کے پیش نظر نئے نئے اسلوب ایجاد ہو رہے ہیں اور نئے نئے طریقے اپنائے جا رہے ہیں۔ قرآن حکیم نے بھی قاری کی سہولت کو پیش نظر رکھا ہے، پہلی تقسیم تو سورتوں کی بنیاد پر کی گئی ہے اس طرح پورے قرآن حکیم کو ۱۱۴ سورتوں پر خود حق تعالیٰ نے تقسیم فرمایا۔ پھر مزید سہولت کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات حصوں پر تقسیم کیا جن کو احزاب کے نام سے یاد کیا گیا اس طرح ہفتے کے ہر دن کے لیے ایک حزب تلاوت کی جاسکتی ہے جس کو منزل، بھی کہا جاتا ہے۔

مزید سہولت کے لیے قرآن حکیم کو تیس حصوں میں تقسیم کیا گیا یہ سہولت صالحین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی روشنی میں کیا، اس طرح تیس پارے قرار دیئے گئے پھر ہر پارے کو رکوعوں میں تقسیم کر کے، ربع نصف، اور ثلث میں تقسیم کیا گیا۔ اور اولین سہولت تو خود حق جل مجدہ نے عطا فرمائی کہ پورے قرآن کو چھوٹی بڑی آیتوں میں تقسیم فرمایا اس طرح قرآن کریم میں بالاجماع ۶ ہزار آیات ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق ۶۱، ۳۶، ۲۳، ۲۳، ۲۳، ۲۳ لاکھ تیس ہزار، چھ سو اکتھڑا سروف ہیں۔

المختصر قرآن حکیم پورے اہتمام کے ساتھ محفوظ کیا گیا اور پوری توجہ کے ساتھ لکھا گیا۔ ہمد نبوی سے جو اس کتابت شروع ہوئی تو چودہ صدیاں گزر جانے کے بعد یہ سلسلہ آج تک جاری ہے نہ صرف کتابت کا بلکہ طباعت کا اور کیسٹوں کے ذریعے اشاعت کا بھی۔ بلکہ اب تو کمپیوٹروں میں بھی قرآن کو محفوظ کر دیا گیا ہے۔

(ح)

قرآن حکیم کے بے شمار قلمی نسخے دنیا کی عظیم لائبریریوں میں محفوظ ہیں لیکن ان میں وہ نسخے نہایت ہی اہم ہیں، جو خلفائے راشدین کے زمانے یا قریب ہی عہد میں لکھے گئے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں قرآن حکیم کے متعدد نسخے کتابت کرا کے مختلف بلاد اسلامیہ میں ارسال فرمائے تھے۔ ان میں سے اس وقت ایک نسخہ تاشقند (روس) کے کتب خانے میں محفوظ ہے جو روسی بورڈ برائے وسطی ایشیا تازقستان، نے قائم کیا ہے۔ اس کا عکس لیاقت علی بیوزیم، کراچی (پاکستان) میں بھی ہے۔ یہ نسخہ شہادت کے وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زیر تلاوت تھا۔ جس کی توثیق و تصدیق خون کے دھبوں کے کیمیائی تجزیے اور تاریخ دونوں سے ہوتی ہے۔ ابو عبید القاسم بن سلام (۲۲۳ھ) نے یہ نسخہ اور اس پر خون کے دھبے دیکھے، ابن بطوطہ نے اس کو بصرہ میں دیکھا پھر یہ خواجہ عبید اللہ احرار کی مسجد میں سمرقند (روس) میں رکھ دیا گیا۔ اس کے بعد لینن گراڈ (روس) کے شاہی کتب خانے میں آیا اور آج کل تاشقند کے کتب خانے میں محفوظ ہے۔

دوسرا نسخہ مدینہ منورہ سے پہلی جنگ عظیم کے اوائل میں استانبول (ترکی) لے جایا گیا، پھر استانبول سے برلن (جرمنی) پہنچا اور حفاظت کی خاطر قیصر ولیم ثانی کو نذر کیا گیا۔ جنگ عظیم اول کے بعد جو صلح نامہ ورسا کی مرتب ہوا تھا اس کی ایک دفعہ میں اس کا باقاعدہ ذکر کیا گیا ہے۔ معاہدے کے اصل الفاظ کا ترجمہ یہ ہے:

معاہدہ کے تفاد میں اُسے کے بعد چھ ماہ کے اندر اندر جرمنی، خلیفہ عثمان کا اصل قرآن شاہ حجاز کو واپس کرے گا جو ترک افسر نے مدینہ سے منتقل کیا تھا۔

لے پارٹ ۲، لیکشن ۲، آرٹیکل ۲۴۶، ٹریڈیٹ آف ورسا

تیسرا نسخہ ۶۵۷ء تک دمشق (شام) میں موجود تھا، چوتھا نسخہ ۷۲۵ء تک مکہ معظمہ (سوی عرب) میں محفوظ تھا، پانچواں نسخہ بصرہ (عراق) قرطبہ (ہسپانیہ) وغیرہ سے ہوتا ہوا ۷۴۵ء میں شہر فاس آیا اب نہ معلوم موزن الذکر بتوں نسخے کن کتب خانوں میں ہوں گے!

مشہد (ایران) کے کتب خانے میں خط کوفی میں قرآن حکیم کے ۶۸ اوراق کا مجموعہ جو سورہ ہود سے آخر سورہ کہف تک قرآنی آیات پر مشتمل ہے۔ یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کتابت کئے ہیں۔ ایک نسخہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے جو سورہ میں کتابت کیا گیا ہے ۱۲۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں صرف دو پارے ہیں یہ سورہ نسیں کی آیت نمبر ۲۵ سے شروع ہوتا ہے۔ حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا بھی ایک نسخہ ہے۔ ان کے علاوہ اس کتب خانے میں اور بہت سے قلمی نسخے ہیں۔ لاہور (پاکستان) میں بیت القرآن کے نام سے ایک ادارہ قائم ہے جہاں قرآن ہی قرآن میں ہے۔ تادرو نایاب۔

لیاقت نیشنل میوزیم، کراچی (پاکستان) میں بھی قرآن حکیم کے قلمی نسخوں کا ایک عظیم ذخیرہ ہے۔ اس وقت عالمی کتب خانوں میں قرآن حکیم کے قلمی نسخے ہزاروں کی تعداد میں موجود و محفوظ ہیں۔ کتابت کے ساتھ ساتھ وقت آنے پر قرآن حکیم کی طباعت کا بھی اہتمام کیا گیا جس نے اس کی اشاعت میں ہمیز کا کام کیا۔ قرآن حکیم کی اولین طباعت کا اہتمام سولہویں اور سترہویں صدی عیسوی میں مندرجہ ذیل ناشرین نے کیا:

- Pagninus Briniensis, Rome, 1530
- A. Hinckellmenn, Hambburg, 1694

بقول مقالہ نگار، دائرۃ المعارف الاسلامیہ ۹۲۲ھ / ۱۵۱۶ء سے قبل بتقدیر (اصلی) میں بھی چھپا تھا۔ ۱۱۳۳ھ / ۱۷۱۶ء

میں ہمہ گیر (البانیا) میں چھپا ہے

پھر مختلف مقامات سے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے سب سے اچھا معرہ قرآن حکیم

G. Flugel نے چھپا پاس سے بیشتر منتقدین و محققین نے استفاد کیا ہے

آج کل بلاوا اسلامیر میں خصوصاً پاکستان میں معرہ اور مترجم قرآن شائع ہو رہے ہیں، ایک سے ایک اعلیٰ، ایک سے ایک حسین، ایک سے ایک جمیل۔ تاج کسینی د کراچی۔ لاہور قرآن کی اشاعت میں غالباً دنیا کے تمام اشاعتی اداروں پر سبقت لے گئی ہے۔ اس کے علاوہ

پاکستان اور دیگر بلاوا اسلامیر میں اور بہت سے اداروں نے قرآن کی طباعت و اشاعت کا خاص

اہتمام کیا۔ حال ہی میں مدینہ منورہ (سعودی عرب) میں طباعت کا ایک عظیم الشان

پبلیکس قائم کیا گیا ہے جو ڈیڑھ لاکھ مربع میٹر کے رقبے پر پھیلا ہوا ہے۔ اس مرکز

میں سالانہ قرآن مجید کی سات لاکھ کاپیوں کی طباعت کی گنجائش ہوگی۔ قرآن مجید کی طباعت

کے علاوہ سالانہ بیس ہزار آڈیو اور ویڈیو کیسٹ بھی تیار ہو سکیں گے۔



۱۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا، ج ۱۳، مطبوعہ امریکہ، ص ۲۲۵

۲۔ دائرۃ المعارف الاسلامیہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۸ء، ج ۱۴/۱ ص ۳۵۸

۳۔ اخبار جنگ (کراچی)، شمارہ ۴ نومبر ۱۹۸۴ء، ص ۱۶، ک ۲



۴

(۱)

جس خط میں قرآن لکھا گیا اس کو خط جزم کہا جاتا تھا بعد میں خط کوئی نے اس کی جگہ لے لی۔ خط جزم کے نمونے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نامہائے گرامی کی شکل میں آج بھی نظر آتے ہیں۔ مثلاً مندرجہ ذیل بادشاہوں کے نام، نامہائے مبارک کے عکس آج بھی دستیاب ہیں۔

(۱) بنام مقوقس

(۲) بنام منذر بن ساویٰ عبدی

(۳) بنام سنجاشی لہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تقریباً ۲۵ خطوط تاریخ نے محفوظ کئے ہیں جو آپ نے مختلف قبائلی شیوخ، صوبائی افسروں اور ہمسایہ حکمرانوں کے نام تحریر فرمائے تھے۔

۱۔ (ا) محمد حمید اللہ ڈاکٹر! رسول اکرم کی سیاسی زندگی، مطبوعہ کراچی، ۱۹۶۱ء، ص ۱۲۳

(ب) حفصہ الرحمن سیوہاروی! بلاغِ مبین، مطبوعہ دہلی، ص ۱۵۰، ۱۷۷

۲۔ محمد حمید اللہ ڈاکٹر! رسول کریم کی سیاسی زندگی، ص ۱۰۶



حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶۱۰ھ میں یہ نامہ مبارک شاہ مصر مقوقس کے نام حضرت  
 حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سفارت میں ارسال فرمایا۔ یہ نامہ مبارک مقوقس کو  
 اسکندریہ میں دیا گیا جو اس وقت مصر کا دارالسلطنت تھا۔ مقوقس اس وقت دریائے نیل میں  
 سیر کر رہا تھا، نامہ مبارک لے کر بہت خوش ہوا، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ  
 میں بہت سے تحائف ارسال کئے۔

(حفظ الرحمن سیوطی، بلاغ مبین، مطبوعہ دہلی، ص ۱۲۹)

سماءه الرحم محمد رسول الله  
 المرز بن ساری سلام عليك فانی احمد الله  
 لك الذي لا اله غيره فاستهد  
 الله وارضكم عنده فده لها بعد فانی - ۱۸۱ - ۱۸۱  
 الله عز وجل فانه يسمع فانصحه بيا - ۴۵ - طه و  
 رسول و صوم مره فهدا ط س و فوفاح لى  
 رسول فب سوا عليك حبوا و اذ فب سوا صد ع  
 فوفاح فب سوا صلوا فاسلموا فاسلموا فاسلموا  
 ربه و اذ كان بها صلوا فظروا لك فعملك و ص  
 بد منه يوفو ستمه ففنا الحرة

بسم الله الرحمن الرحيم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شہ میں گورنر بحرین منذر بن ساوی کے نام یہ نامہ  
 مبارک حضرت علاء بن حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سفارت میں ارسال فرمایا۔ حضرت  
 ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ حضرت علاء نے  
 بحرین پہنچ کر گورنر موصوف کو یہ نامہ مبارک دیا تو وہ بہت خوش ہوا اور بعد میں مشرف  
 باسلام ہو گیا۔ (حفظ الرحمن سیو ہاروی: بلاغ مبین، مطبوعہ دہلی، ص ۱۷۴-۱۷۵)

ابتدا میں قرآن حکیم جس انداز سے کتابت کیا گیا اس میں حروف منقوٹہ پر نقطے نہیں تھے، ویسے حروف پر نقطوں کا استعمال عہد نبوی بلکہ اس سے قبل بھی ہوتا تھا۔ عہد فاروقی کی ایک تحریر جہلی پر لکھی ہوئی ملی ہے، جس پر ۲۲<sup>ھ</sup> بھی لکھا ہوا ہے۔ اس میں حروف پر نقطے ہیں ۱۵ لیکن جیسا کہ صاحب تفسیر روح البیان نے لکھا ہے ابتداء میں حروف پر نقطے اعراب کے قائم مقام سمجھے جاتے تھے مثلاً حروف کے اوپر نقطہ زبر کی علامت تھا، حروف کے نیچے نقطہ زیر کی علامت تھا، حروف کے اندر نقطہ پیش کی علامت تھا۔ اور غنہ کے لئے دو نقطے استعمال کئے جاتے تھے چنانچہ ۲۲<sup>ھ</sup> میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ابوالاسود الدؤلی نے اعراب کے لئے نقطوں کو استعمال کیا پھر ان کے شاگرد نصر بن عاصم اور یحییٰ بن یعمر نے نقطوں کے بجائے زیر زبر پیش کی موجودہ شکلیں وضع کیں اور نقاط سے لفظوں کی حیثیت متعین کی۔ یہ کام ۳۰<sup>ھ</sup> کے لگ بھگ ہوا۔ ۲۰<sup>ھ</sup> بعد میں عہد بنو عباس میں خلیل بن احمد نے ۱۰<sup>ھ</sup> میں شدہ مدہ، ہمزہ، سکون، وصل وغیرہ کے لئے علامات متعین کیں۔ ہمزہ کے لئے سرعین، تشدید کے لئے سرعین ۳، اور جزم کے لئے سر جیم ۱، مد کے لئے ایک خاص خط ۳۰۰ ایجا رکیا اور نقطوں کو اعراب سے بدلا ۳۰۰۔

عہد نبوی میں علامات رموز و اوقات کا رواج بھی نہ تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیا کرتے تھے کہ کہاں ٹھہرنا ہے، کہاں ملا کر پڑھنا ہے وغیرہ وغیرہ، آپ زبانی تعلیم فرمادیا کرتے تھے، بعد میں رموز و اوقات کے لئے علامات رائج ہوئیں۔ چنانچہ عہد صحابہ میں آیت کی علامت تین نقطے ۳۰۰ قرار پائے۔ یہ آیت کے شروع میں

۱۰ مکتوب ڈاکٹر محمد حمید اللہ از پیرس (فرانس) مؤرخہ ۲۳ رمضان المبارک ۱۳۵۰ھ۔

۱۱ عبد الصمد صادم از ہری، تاریخ القرآن مطبوعہ لاہور ص ۱۲۶ (بجوالہ نشر المرجان، ج ۱، خزینۃ الابرار)

جلیۃ الازکار مطبوعہ مصر

۱۲ اسماعیل حقی، تفسیر روح البیان، مطبوعہ استانبول، ج ۱، ص ۹۹۔

لگائے جاتے تھے۔ عہد عثمانی میں آیت کے بعد لگائے جانے لگے اور دس آیتوں کے بعد علامت لگائی جاتی تھی جس کو تفسیر کہتے ہیں۔ قدیم مخطوطات میں یہ علامت ملتی ہے۔ ابوالاسود الدؤلی نے آیت کا نشان ۵ مقرر کیا پھر مندرجہ ذیل علامات بعد میں ایجاد ہوئیں :-  
م، ط، ج، ز، ص، ق، صلی، قف، لا، س، وقفہ وغیرہ وغیرہ۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراویح میں اول دس آیتیں پڑھنے کا حکم دیا تھا، بعد میں جس جگہ مطلب ختم ہوتا، رکعت ختم کرتے تھے اس طرح رکوع متعین ہوئے مگر تحریر میں بعد میں آئے اور علامت رکوع ابو عبد اللہ محمد بن محمد طیفیو السجاوندی نے چھٹی صدی ہجری کے آخر میں ایجاد کی اس قرآن کریم کے حلیے میں اس طرح جو لکھا ہوتا ہے۔ ج، یہاں علامت رکوع کی ہے، عین کے اوپر کا ہندسہ سورت کے رکوع کا نمبر ہے اور عین کے نیچے کا ہندسہ پارے کے رکوع کا نمبر ہے اور عین کے درمیان کا ہندسہ رکوع کی آیات کی تعداد کا ہے۔  
عبدالملک بن مروان کے زمانے میں حجاج بن یوسف نے ایک مجلس قائم کی جس میں یہ حضرات شریک تھے۔

۴۔ ابی نصر محمد بن عاصم اللیثی

۱۔ امام حسن بصری

۵۔ عاصم بن میمون الجعدی

۲۔ مالک بن دینار

۶۔ یحییٰ بن یعمر

۳۔ ابی العالیہ السریعی

۷۔ راشد العماری

ان حضرات نے قرآن کریم کے حروف شمار کئے اور باعتبار حروف رجب، نصف، ثلث کی تقسیم کی۔ مصر اور بلاد مغرب میں ہر ہندو دو تہوں پر تقسیم ہے اور ہر حزب رجب، نصف، ثلث پر۔ یہ دونوں تقسیمیں حجاج بن یوسف نے قائم کیں اسے پاروں میں تقسیم بعد کی معلوم

۱۵۔ عبدالقہد صادم ازہری، تاریخ القرآن مطبوعہ لاہور، ص ۱۲۲۔ ۱۲۳

۱۶۔ ایضاً ص ۱۲۶ (بحوالہ فنون الافنان فی عجائب القرآن، الجامع لاحکام القرآن، کتاب المصاحف)

ہوتی ہے۔

ابتداء میں قرآن حکیم کتابت کرتے وقت سورتوں کے نام نہیں لکھے جاتے تھے۔ بلکہ سورت کے شروع میں بسم اللہ لکھی جاتی تھی جس سے اندازہ ہو جایا کرتا تھا کہ نئی سورت شروع ہو رہی ہے بعد میں عہد عثمانی میں سورت کے نام بھی لکھے جانے لگے۔

قرآن کریم کو باعتبار حروف تیس پاروں میں تقسیم کیا گیا۔ یعنی قرآن کریم کے کل حروف شمار کر کے ان کو تیس پر تقسیم کیا پھر ہر پارے کو حاصل تقسیم کے مطابق تقسیم کیا، جہاں متعینہ حروف پورے ہو گئے وہاں سے آگے دوسرا پارہ شروع کر دیا گیا۔ غالباً اس تقسیم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی کہ قرآن کو ایک ماہ میں ختم کرو، محرک ثابت ہوا اور رمضان المبارک کی تیس تراویح اور مہینے کے کم و بیش تیس ایام کو پیش نظر رکھ کر قرآن کو تیس حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ تقسیم عہد عثمانی میں کی گئی۔ مگر ہمارے خیال میں یہ تقسیم بعد کی معلوم ہوتی ہے چنانچہ ڈاکٹر صحیحی صلح کا خیال یہ ہے کہ یہ تقسیم مدارس میں ضرورت کی گئی اور زیر تعلیم بچوں کی سہولت کے لئے پاروں کو الگ الگ کیا گیا۔

ایک تاریخی شہادت سے اندازہ ہوتا ہے کہ چوتھی صدی ہجری میں قرآن کریم کو تیس پاروں میں تقسیم کیا جا چکا تھا۔ چنانچہ یا قوت جموی نے مشہور خطاط ابن البواب (م۔ ۳۱۳ھ / ۱۰۲۲ء) کے حالات میں بہاؤ الدین ویلی کے کتب خانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"مؤلف کتاب المفروضہ لکھتا ہے کہ ابوالحسن علی بن ہلال معروف بہ ابن البواب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں شیراز میں عصفہ الدولہ کے بیٹے بہاؤ الدولہ کے کتب خانے کا انچارج تھا، ایک روز میں نے بکھری ہوئی کتابوں میں سیاہ جلد کا ایک نسخہ دیکھا، جب اس کو کھولا تو معلوم ہوا کہ وہ قرآن کریم کے تیس پاروں میں سے ایک پارہ ہے جو ابو علی (محمد بن الحسین بن محمد بن مقلہ) بیضاوی (م۔ ۳۲۸ھ / ۹۳۹ء) کے خط میں لکھا ہوا ہے۔ میں نے اس کو ایک طرف رکھ دیا اور دوسرے

۱۵ ڈاکٹر صحیحی صلح : علوم القرآن، ص ۱۴۱ (بحوالہ علامہ زکشی، البرہان، ج ۱، ص ۲۵۰)۔

پارے ڈھونڈنے شروع کئے، تلاش بسیار کے بعد ۲۹ پارے جمع ہوئے، بہت ڈھونڈا مگر کتب خانے میں تیسواں پارہ نہ ملا، مجھے یقین ہو گیا کہ یہ نسخہ ناقص الاخر ہے۔ اسے الغرض عہد خلافت راشدہ اور عہد بنو امیہ میں متن قرآن اور کتابت قرآن کو نکھارنے اور سنوارنے کی پوری پوری کوشش کی گئی اور قرآن اہل عرب و اہل عجم کی نگاہوں میں حسین سے حسین تر ہوتا چلا گیا۔

(ب)

خیال یہ تھا کہ اعراب اور اوقاف و رموز کی ایجاد سے غیر عربی مسلمانوں کے لیے کچھ آسانیاں پیدا ہو جائیں گی مگر الفاظ کا صحیح تلفظ خود ایک اہم مسئلہ ہے۔ جس زبان کے حروف تہجی ہوں زبان والا ان کی صحیح ادائیگی کر سکتا ہے دوسرا نہیں۔ دوسری زبان والے کے لیے بہت سے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں اور قرآن کی تلاوت کا حق اس وقت تک ادا نہیں ہو سکتا جب تک اس کو صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھا جائے۔ اس مشکل کو دیکھتے ہوئے علمائے فن تجوید و قرأت ایجاد کیا جو ایک مستقل فن ہے اور اسلامی نقطہ نظر سے ایک عظیم فن۔ علماء اسلام نے اس فن میں سینکڑوں تصانیف یادگار چھوڑی ہیں غالباً دوسری کسی آسمانی کتاب کے لیے اس فن کی کتاب موجود نہیں یہ امتیاز صرف قرآن کو حاصل ہے کہ اس کے عالمین نے پڑھنے کا طریقہ بھی بتایا چنانچہ فن قرأت و تجوید میں مندرجہ ذیل صحابہ متذکر نظر آتے ہیں:

- حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت علی کریم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

۱۔ ابوالفضل ذابح، کاغذ سازی در تمدن اسلامی، مثنویہ کیہان فرنگی، سال دوم، شمارہ ۷، شہر یو۔ رمان،

۱۶۲، ص ۳۲

- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
  - حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
  - حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
  - حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
  - حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
  - حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
  - حضرت سالم بن معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- جس طرح ائمہ حدیث ہیں اسی طرح ائمہ قرأت بھی ہیں جن کا سلسلہ قرأت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچی

ہوتی ہے۔ ائمہ قرأت یہ حضرات ہیں:

- حضرت یافع مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت ابن کثیر مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت ابو عمرو بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت ابن عامر شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت عاصم کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت امام حمزہ کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت امام کسائی کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت یعقوب حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت ابو جعفر یزید بن القینقاع مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱-۲ جلال الدین سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، مطبوعہ کراچی، ص ۱۷۷



حضرت خلف بن ہشام بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
صحابہ کرام میں قرآن حکیم کے قراء تو تھے ہی مگر حفاظ بھی تھے جنہوں نے اس کو اپنے سینوں میں  
محفوظ کر لیا تھا ان میں یہ حضرات قابل ذکر ہیں:

- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت ابو زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت سعید بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ
- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت سالم بن معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲

۳۲ سے زیادہ حفاظ صحابہ کے نام حدیث و سیر کی کتابوں میں ملتے ہیں  
یقیناً بکثرت صحابہ حافظ قرآن ہوں گے چونکہ قرآن پڑھنے اور یاد کرنے کا جس شان سے اہتمام  
کیا گیا دنیا کی تاریخ میں کسی کتاب کے لیے ایسا اہتمام نہیں ملتا، پھر اس عہد میں لوگوں کی

۱۔ محمد احمد عظمیٰ، مولانا! تدوین قرآن، مطبوعہ الہ آباد ۱۹۸۱ء ص ۱۶۶-۱۷۶

۲۔ ایضاً، ص ۳۲

قوت حافظہ بھی اپنے عروج پر تھی اس لیے اہل مکہ کا ادبی ذوق، قوت حافظہ اور یاد کرنے کا اہتمام یہ سب باتیں بتاتی ہیں کہ حفاظ کی تعداد بہت ہوگی چنانچہ عہدِ صدیقہ لہتی میں جنگِ یمامہ میں صحابہ کی شہادت کی خبر ملتی ہے۔

## (ح)

کاتبینِ قرآن، جامعینِ قرآن، قراءِ قرآن اور حفاظِ قرآن کے بعد معلمینِ قرآن کا نمبر آتا ہے۔  
قرآن حکیم میں حق جل مجدہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت فرمائی:  
يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ  
رَبِّكَ ط ل ه

ترجمہ:-

اے رسول پہنچا دو جو کچھ آتا تمہیں تمہارے رب کی طرف

سے

اور مسلمانوں کو حکم دیا:

فَامِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي  
أَنْزَلْنَا ط ه

ترجمہ:-

تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جو ہم نے اتارا

۱۔ بدرالدین محمود بن احمد علی بن اعمدة القاری، ج ۲، ص ۱۶

۲۔ القرآن الحکیم، سورۃ المائدہ، ۶

۳۔ القرآن الحکیم، سورۃ التغابن، ۸

چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود صحابہ کرام کو قرآن پڑھا یا جب تعداد اور مصروفیات زیادہ ہو گئیں تو جنہوں نے قرآن پڑھا تھا ان سے فرمایا کہ اب وہ دوسرے صحابہ کو پڑھائیں۔

جو قبائل مسلمان ہونے مدینہ منورہ میں آئے ان کے ساتھ قرآن پڑھا لکھا ایک صحابی ساتھ کر دیا جاتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قبیلے، ہر قریہ، ہر شہر میں ایک معلم قرآن صحابی مقرر فرمایا جن کا رات

دن یہی کام ہوتا کہ قرآن حکیم کی تعلیم دیتے۔ جن گھروں میں اسلام پہنچا وہاں مساجد بنائی گئی تھیں جہاں رات دن قرآن پڑھا جاتا تھا۔ عہد نبوی میں دوسرے مقامات پر معلمین

قرآن کی ضرورت ہوتی تو بھیج دیے جاتے۔ چنانچہ سگڑ میں ابو براء کے ساتھ نبی عامر کے لیے معلمین قرآن روانہ کیے۔ مناصب پر تقرری کے لیے فضیلت و لیاقت کا معیار،

قرآن حکیم قرار دیا گیا جو قرآن کا زیادہ عالم ہوتا اس کو معاشرے میں زیادہ وقار ملتا اور کیوں نہ ملتا کہ قرآن خوانان کے اصلاح حال کی گواہی دے رہا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے:

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ  
وَأَمَّنُوا بِمَا نَزَّلَ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ  
وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ كَفَرْنَا بِهِمْ  
سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ

ترجمہ:-

اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور اس پر ایمان لائے  
جو محمد پر اتارا گیا اور وہی ان کے رب کے پاس حق ہے۔ اللہ نے  
ان کی برائیاں اتار دیں اور ان کی حالتیں سنوار دیں۔

۱۳۱ القرآن الحکیم! سورۃ محمد، ۲

ظاہر ہے ایسی حالت میں لوگ قرآن کی تعلیم کی طرف پلکتے ہوں گے جس طرح ہمارے معاشرے میں جدید تعلیم کی طرف پلکتے ہیں کیونکہ اس سے معاشرے میں ان کا وقار بلند ہوتا ہے۔

کاشش قرآن حکیم کو جو وقار عہدِ نبوی میں ملا تھا وہی وقار ہمارے معاشرے میں ملتا تو ہر طرف نیکی اور نیک ولی کا دور دورہ ہوتا۔ مگر اس کے لیے ایک عظیم انقلاب کی ضرورت ہے۔



## ۵

(۱)

نزول قرآن، صاحب قرآن، کتابت قرآن و تدریس قرآن کے بارے میں عرض کیا گیا

لیکن دل پوچھتا ہے کہ قرآن کیا ہے؟ ————— بے شک

سفینہ چاہیے اس بحر سیراں کے لیے

اس کی حقیقت کو اتارنے والا جانے یا وہ جانے ہیں پر یہ قرآن اتارا گیا ————— مگر

الفاظ و حروف اور علم و دانش کا قافی تو اعلان کر رہا ہے: —————

مَا فَزَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ لَّهُ

ترجمہ:-

ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا کر رکھا

اور فرماتا ہے: —————

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ

۱۳۱ القرآن الحکیم؛ سورۃ الانعام، ۳۸

شَيْءٌ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَى  
لِلْمُسْلِمِينَ ۴ ۵

ترجمہ:-

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور ہدایت اور  
رحمت اور بشارت مسلمانوں کو

اور فرماتا ہے: —————

مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَى وَلَكِنْ تَصْدِيقَ  
الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ  
شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ  
يُؤْمِنُونَ ۴ ۵

ترجمہ:-

یہ کوئی بناوٹ کی بات نہیں لیکن اپنے سے اگلے کاموں کی تصدیق ہے  
اور ہر چیز کا مفصل بیان اور مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت —  
حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے  
جو علم چاہے وہ قرآن کو لازم کر لے اس میں اولین و آخرین کی خبریں ہیں۔

ایک جگہ فرمایا: —————

کتاب اللہ میں تم سے پہلے واقعات کی بھی خبر ہے، تم سے بعد

۱۔ القرآن الحکیم! سورۃ النحل، ۸۹

۲۔ القرآن الحکیم! سورۃ یوسف، ۱۱۱

۳۔ حاشیہ کنز الایمان، ص ۳۳

کے واقعات کی بھی اور تمہارے مابین کا علم بھی ہے۔  
 قرآن حکیم خود کہہ رہا ہے کہ اس میں اجمال بلکہ آیات کی تفصیل ہے مگر قرآن سمجھنے کے لیے اور قرآن  
 کا جلوہ دیکھنے کے لیے نگاہِ مصطفیٰ کہاں سے لائیں؟ ————— تفصیل و تشریح کے لیے قرآن حکیم

بار بار ارشاد فرما رہا ہے: —————

وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ  
 مُفَصَّلًا ط ۲۴

ترجمہ:-

اور وہی ہے جس نے تمہاری طرف مفصل کتاب اتاری۔

اور فرمایا: —————

وَلَقَدْ جِئْتَهُم بِكِتَابٍ فَصَّلْنَاهُ عَلَىٰ عِلْمٍ ۲۵  
 اور بیشک ہم ان کے پاس ایک کتاب لائے جسے ہم نے ایک  
 بڑے علم سے مفصل کیا۔

اور فرماتا ہے: —————

كِتَابٌ أَحْكَمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ  
 لَدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ ۲۶

۱۷ حاشیہ کنز الایمان، ص ۲۲۱

۱۸ القرآن الحکیم! سورۃ الانعام، ۱۱۴

۱۹ القرآن الحکیم! سورۃ الاعراف، ۵۲

۲۰ القرآن الحکیم! سورۃ ہود، ۱

ترجمہ:-

یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں حکمت بھری ہیں پھر تفصیل کی گئی حکمت  
والے خیردار کی طرف سے۔

اور فرماتا ہے:

كِتَابٌ قَصِدَتْ آيَاتُهُ ۙ

ایک کتاب ہے جس کی آیتیں مفصل فرمائی گئیں۔

جس کے سامنے معانی و غوامض قرآن کے پردے اٹھ چکے تھے اس کی نگاہ کا عالم کیا پوچھنا

اسی لیے جہاں یہ فرمایا کہ ہم نے ایسا قرآن اتارا جس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے تو اس سے

قبل ہی یہ فرمایا:

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ

مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا

عَلَىٰ هَؤُلَاءِ ۗ

ترجمہ:-

اور جس دن ہم ہر گروہ میں ایک گواہ اٹھیں گے ان پر

گواہی دے اور اسے محبوب تمہیں ان سب پر شاہد بنا کر لائیں

گے

۱۳۶ القرآن الحکیم! سورہ حم السجدہ ۳۶

۱۳۷ القرآن الحکیم! سورہ النمل ۸۹



(ب)

جوں جوں زمانہ گزرتا گیا محققین و مفسرین قرآن سے نئے علوم کا استخراج و استنباط کرتے گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضِ صحبت سے مطالعہ قرآن کے لیے صحابہ اور ان کے طفیل

اکابر امت کو جو نظر ملی اس کا کیا بیان کیا جائے؟

چند تاثرات ملاحظہ ہوں۔

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ہر چیز قرآن میں ہے اور کوئی چیز جو قرآن میں رہ گئی وہ ابد تک رہ

گئی۔

آپ نے یہاں تک فرمایا:

لوضاع عقال بعیر لوجدتہ فی

کتاب اللہ۔

ترجمہ:-

اگر میرے اذن کی رسی کھو جائے تو میں اسے کتاب اللہ میں

پالوں گا۔

امام فخر الدین رازی نے لکھا ہے کہ صرف اعوذ باللہ اور بسم اللہ سے ہزاروں نہیں لاکھوں

مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں۔ قاضی ابوبکر بن عربی فرماتے ہیں قرآن کریم میں

۷۷۲۵ علوم ہیں۔

۱۔ جلال الدین سیوطی! الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۱۷۲-۱۷۵

۲۔ جلال الدین سیوطی! الاتقان فی علوم القرآن، ج ۲، ص ۱۷۷-۱۷۸

علوم قرآن کے ذیل میں بہت سے علوم آتے ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:-

علم التفسیر، علم اسباب نزول قرآن، علم القراءات، علم اعراب القرآن، عجائب القرآن، علم  
 اعجاز القرآن، لغات القرآن، اسلوب القرآن، علم الاشتقاق، غریب القرآن، تاریخ القرآن، ارض القرآن  
 مضامین القرآن، قصص القرآن، رسم القرآن، علم الکی والمدنی، علم النسخ والمنسوخ، احکام القرآن، علم الحکم،  
 والمتشابهہ، جمع القرآن، اقسام القرآن، علم الوقت والابتداء، فضائل القرآن وغیرہ وغیرہ۔

تقریباً ایک ہزار برس علوم قرآن کا آنا چرچا تھا کہ ایک ایک طالب علم علوم القرآن پر ایک  
 ایک سو کتابیں پڑھتا اور سنتا تھا چنانچہ ابو بکر محمد بن خیر بن عمر بن خلیفہ الاموی الاشبلی (۵۰۲ھ/۱۱۰۹ء)  
 نے اپنے شیوخ اور اساتذہ سے علوم القرآن پر ایک سو کتابیں پڑھیں یا سنیں۔ ان کی فہرست  
 دائرة المعارف الاسلامیہ (ج ۱۶، ص ۶۰۹-۶۱۲) میں موجود ہے۔

علوم قرآن میں عربی، فارسی اور اردو میں کتنی کتابیں لکھی گئیں اس کا اندازہ کرنا ممکن نہیں  
 ہزاروں کتابیں وہ ہیں جو معدوم ہو چکی ہیں، ہزاروں وہ ہیں جو موجود ہیں مگر ان کے نام نہیں معلوم، ہزاروں  
 وہ ہیں فہرستوں میں جن کے نام موجود ہیں، ہزاروں وہ ہیں جو دنیا کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں اور  
 پھینچی گئیں، ہزاروں وہ ہیں جو پھینچ چکیں اور ہزاروں وہ ہیں جو منتظر طباعت ہیں، مقالہ نگار  
 دائرة المعارف الاسلامیہ نے تقریباً پانچ سو برس قبل کی علوم القرآن پر ۲۰۸ عربی کتابوں کی فہرست  
 دی ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ علوم القرآن پر علماء نے کس سرعت سے کام کیا  
 ہے اور ایک عظیم ذخیرہ یادگار بھجوا رہا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف مضامین القرآن کے تحت مندرجہ ذیل  
 علوم پنج گانہ سے بحث کی ہے:-

۱۔ دائرة المعارف الاسلامیہ، ج ۱/۱۶، ص ۶۰۹

۲۔ ایضاً: ج ۱/۱۶، ص ۵۹۸-۶۰۹

## ۱۔ علم احکام

اس میں عبادات و معاملات تدبیر منزل اور سیاست مدن وغیرہ سے متعلق تفصیلات آتی ہیں۔

## ۲۔ علم مناظرہ

مشرکین، نصاریٰ، یہود اور منافقین سے مباحثات، ان کے باطل عقائد کی قباحت کا ذکر اور ان کے شبہات کا ازالہ اس ذیل میں آتا ہے۔

## ۳۔ تذکیر بالاعمال اللہ

فطرت بشری کے متعلق اسماء و صفاتِ اعلیٰ کا ذکر اور اس کے ماحول کی روشنی میں ان کی تعلیم و تفہیم۔

## ۴۔ تذکیر بایام اللہ

وہ واقعات و حادثات جو حق و باطل کے درمیان کش مکش کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں اور انسان کے لیے ترغیب و ترہیب کا کام انجام دیتے ہیں۔

## ۵۔ تذکیر بالموت و بما بعد الموت

انسانی موت کی کیفیت، موت کے بعد کی کیفیات، قیامت اور علامات قیامت جنت و دوزخ اور اسی قسم کی دوسری تفصیلات اس علم کے تحت



وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تَبْيَانًا لِّكُلِّ  
شَيْءٍ ۗ لَّهِ

ترجمہ :-

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔  
قرآن حکیم میں ڈوبنے والے قیامت تک عجائبات اور معجزات پاتے رہیں گے لیکن وہ لوگ  
جو ابھی ڈوبے نہیں ہیں ان کے سامنے عجائبات کی ایک دنیا ہے۔ قرآن حکیم عجائبات  
و معجزات سے پر ہے، اقبال نے سچ کہا تھا ہے

صد جہاں تازہ در آیات اوست

عصر ہا پیچیدہ در آیات اوست

دور جدید کے ایک ماہر شماریات راشد الخلیفہ مصری نے جب قرآن پر نظر ڈالی تو ان کو یہاں  
ایک نیا جہاں نظر آیا۔۔۔۔۔ ایسے اس جہاں کی آپ بھی سیر کریں اور قرآن حکیم کے اعجاز و ابدا  
کا مشاہدہ کریں:۔۔۔۔۔

ابتداء میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کے حروف کا شمار کیا جاتا ہے تو ۱۹ حروف بنتے ہیں، پھر  
اس کے تمام الفاظ قرآن حکیم میں جتنی بار آئے ہیں وہ فرداً فرداً ۱۹ کا حاصل ضرب قرار پاتے ہیں۔  
۱۹ کا عدد خود ایک عجوبہ ہے۔ اس میں ۱، ۹ اور ۱۰ ایسے اعداد ہیں جن میں علم ریاضی  
کے تمام اشکال ہندسہ موجود ہیں جن پر علم الحساب کا دار و مدار ہے اور اتفاق ہے کہ سورۃ المدثر  
میں خود قرآن حکیم میں ۱۹ کے عدد کا ذکر ہے:۔۔۔۔۔

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشْرَةَ ۗ

(ترجمہ) اس پر ۱۹ داروغہ ہیں۔

۱۰ القرآن حکیم: سورۃ النحل، ۸۹  
۱۱ القرآن حکیم: سورۃ المدثر، ۳۰

سورۃ العلق قرآن حکیم کی سورتوں کی منکوس گنتی کی جائے تو ۱۹ میں نمبر پڑا کرتی ہے۔  
 اسی طرح حرف رق، دو سورتوں ق اور سورۃ الشعراء میں، حرف ابتدائیہ ہیں۔ دو سورتوں میں یہ حرف ۵۷ مرتبہ آیا ہے۔ یہ عدد ۱۹ اور ۳ کا حاصل ضرب ہے۔  
 سورۃ ق کی آیت نمبر ۲ میں راخوان لوط، آیا ہے، قرآن حکیم میں لوط کا ذکر ۱۲ مرتبہ آیا ہے، ہوائے اس مقام کے ہر مقام پر قوم لوط، کہا گیا ہے۔ مگر یہاں قوم لوط کے بجائے راخوان لوط فرمایا، ماہرین شماریات کا کہنا ہے کہ سورۃ ق میں حرف رق، ۵۷ مرتبہ آیا ہے جو ۱۹ پر تقسیم ہوتا ہے اگر راخوان لوط کی جگہ قوم لوط، آتا تو یہ عدد ۵۷ کے بجائے ۵۸ ہو جاتا جو ۱۹ پر تقسیم نہ ہوتا۔  
 سورۃ القلم میں سورۃ کی ابتدا حرف دن سے ہوتی ہے۔ اس سورت میں حرف دن، ۳۳ بار آیا ہے جو ۱۹ کا حاصل ضرب ہے۔ اعراف، مریم، ص میں حرف رص، ابتدائی حرف ہے۔ تینوں سورتوں میں حرف رص، مجموعی طور پر ۱۵۲ مرتبہ آیا ہے جو ۱۹ اور ۸ کا حاصل ضرب ہے۔ سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۲۹ میں ایک لفظ لبسطہ، آیا ہے حالانکہ عربی زبان میں اصل لفظ لبسطہ ہے یہاں بطور خاص رص سے لکھا، اوپر چھوٹا سادس، بنا دیا گیا۔  
 بات یہ ہے اگر یہاں رص کی جگہ رس، ہوتا تو حرف رص، کی مجموعی تعداد جو اوپر مذکور ہوئی ۱۵۲ کے بجائے ۱۵۱ رہ جاتی جو ۱۹ پر تقسیم نہ ہو سکتی۔  
 حروف مقطعات ۱۴ ہیں یہ حروف ۲۹ سورتوں کے ابتداء میں ۱۴ سیٹ بناتے ہیں اگر ان اعداد کو جمع کریں  $۱۴ + ۲۹ + ۱۲ = ۵۵$  تو حاصل جمع  $۱۹ \times ۲$  کا حاصل ضرب بن جاتا ہے۔

ایک اور انکشاف سماعت فرمائیں۔ قرآن حکیم میں ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے:   
 وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ

سے قرآن حکیم! سورۃ ہود، ۷

ترجمہ:-

اور وہی نے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔

قرآن حکیم نے دن کا اطلاق مختلف مقامات پر مختلف زمانوں کے لیے کیا ہے۔ مثلاً

ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے: —————

وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سِنَةٍ مِّمَّا  
تَعُدُّونَ ۝

ترجمہ:-

اور بیشک تمہارے رب کے یہاں ایک دن ایسا ہے جیسے تم

لوگوں کی گنتی میں ہزار برس۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے: —————

تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِيهِ  
يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ  
سَنَةٍ ۝

ترجمہ:-

ملائکہ اور جبریل اس کی بارگاہ کی طرف عروج کرتے ہیں وہ عذاب

اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ علم الہی میں دن کی مقدار مختلف ادوار میں مختلف ہے۔

جن چھ دنوں میں آسمان و زمین وجود میں آئے نہ معلوم ان دنوں کی مقدار کیا ہو۔

۱۔ القرآن الحکیم! سورۃ الحج، ۲۷

۲۔ القرآن الحکیم! سورۃ المعارج، ۲۷

گی! ————— مگر دور جدید کے اکتشافات نے اس مسئلے کو بھی حل کر دیا چنانچہ تخلیق کائنات پر بحث کرتے ہوئے جارج گیماؤ نے لکھا ہے: —————

اس کائنات کے کسی بھی حصے کی عمر کا تخمینہ لگائیں تو ہم کو ہمیشہ اور ہر طریقے سے ایک ہی جواب حاصل ہوتا ہے یعنی چھ بیلیں سال —————

جارج گیماؤ کی تحقیق کے مطابق تخلیق کائنات چھ بیلیں سال پہلے ہوئی اور قرآن حکیم نے اس تخلیق کی مدت میں چھ کا ہندسہ استعمال کیا ہے، ممکن ہے کہ جن چھ دنوں میں دونوں آسمان وزمین پیدا کیے گئے ان میں ہر سال کی مدت ایک بیلیں سال ہو ————— یہ ہیں قرآنی عجائبات۔

————— ویسے علوم قرآن میں اسباب نزول، ناسخ و منسوخ، محکم و تشابہ، اعراب القرآن، اسلوب القرآن، عجائب القرآن، اعجاز القرآن وغیرہ آتے ہیں۔ اسباب نزول پر ان علماء نے کتابیں لکھیں ہیں۔ ————— ابن مطرب اندلسی (م۔ ۴۰۲ھ)، علامہ واحدی (۴۴۸ھ) علامہ سیوطی (م۔ ۹۱۱ھ)۔ ناسخ و منسوخ پر لکھنے والوں میں یہ حضرات قابل ذکر ہیں۔ ————— ابن واقد المرزبی (م۔ ۱۵۷ھ)، امام شافعی (م۔ ۲۰۴ھ)، ابن ہلال النحوی (م۔ ۵۲۰ھ)، ابن جوزی، (م۔ ۵۹۷ھ) برہان الدین ناجی (م۔ ۷۹۷ھ) وغیرہ وغیرہ۔ اور اعجاز القرآن پر ان علماء نے کتابیں لکھیں ہیں۔ ————— ابن یزید الواسطی (م۔ ۳۰۶ھ)، ابوالحسن امانی (م۔ ۳۸۴ھ)، خطابی (م۔ ۳۸۸ھ)، ابوبکر باقلانی (م۔ ۴۰۳ھ)، عبد القادر جرجانی (م۔ ۴۷۷ھ) وغیرہ۔ ————— علوم القرآن کے سلسلے میں مندرجہ ذیل کتابیں مطالعہ کی جاسکتی ہیں: —————

لے ریاض الحسن ندوی! درقرآن اور عصری تحقیقات،،، مشمولہ سياره ڈائجسٹ (قرآن نمبر) لاہور،



- ۱۔ علامہ ابن جوزی ، فنون الاقنان فی عجائب القرآن  
 ۲۔ علامہ بدرالدین زکریا ، البرہان فی علوم القرآن  
 ۳۔ علامہ جلال الدین سیوطی ، الاتقان فی علوم القرآن  
 ۴۔ عبد العظیم الزرقانی ، مناہل العرفان فی علوم القرآن

(۵)

قرآن حکیم کے بہت سے علوم ہیں بہت سے عجائبات ہیں بہت سے معجزات ہیں ،  
 نظروالوں نے اس کا مشاہدہ کیا ہے اور اپنے مشاہدات قلم بند کیے ہیں۔ کیا کیا  
 بیان کیجئے اور کہاں تک بیان کیجئے۔ عجائبات و معجزات کے علاوہ قرآن حکیم کے  
 کچھ امتیازات بھی ہیں یہ بھی بجائے خود عجائبات و معجزات ہیں۔ قرآن کا عالم ،  
 عجیب ہے جتنا ڈوبتے جائیں گے گہرائی بڑھتی جائے گی۔ کس کی مجال کے  
 غواصی کا حق ادا کرے ، طائرانہ نظر ڈالیے تو یہ امتیازات نظر آتے ہیں :۔

۱۔ جس زبان میں قرآن نازل ہوا وہ اس زبان کے ادب کا بہترین

نمونہ ہے۔ ایسا نمونہ جس میں ذرا جھول نہیں

دنیا کے عظیم ادبی شہ پاروں میں جھول نظر

آتا ہے۔ مگر قرآن کے ادبی کمال کا یہ عالم ہے

کہ جن کو اپنی زبان پر ناز تھا اور ہے وہ آج تک مقابلے میں

اسی جیسی ایک آیت بھی نہ لاسکے۔

انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا کے مقالہ نگار نے لکھا ہے :۔

The Quran itself is a miracle and cannot  
 be imitated by man.

ترجمہ:-

قرآن بجائے خود ایک معجزہ ہے انسان اس کی مثل نہیں لا  
سکتا۔

۲۔ قرآن نازل ہوئے چودہ صدیاں گزر چکیں اتنی طویل مدت گزر جانے کے  
باوجود قرآن اسی طرح تروتازہ ہے جس طرح صدیوں پہلے تروتازہ تھا۔  
زبان اتنے عرصے تک ایک حالت پر نہیں رہتی،  
نشیب و فراز آتے رہتے ہیں۔ الفاظ بدل جاتے ہیں،  
الفاظ کے معانی بدل جاتے ہیں۔ معانی کی تعبیرات بدل  
جاتی ہیں مگر قرآن کی زبان آج اسی طرح زندہ ہے کہ نہ صرف اس کے  
پڑھنے والے بلکہ سمجھنے والے اور سمجھانے والے سارے عالم میں،  
لاکھوں کی تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں۔

۳۔ کتابیں چھپتی ہیں اور چھپتے چھپتے ان کے متون میں رد و بدل ہوتا رہتا ہے،  
ایک ایڈیشن دوسرے ایڈیشن سے مختلف  
ہوتا جاتا ہے۔ مگر قرآن کا متن کتابت و طباعت کی منزل  
سے گزرنے کے باوجود ایسا محفوظ ہے کہ دنیا کی کوئی مطبوعہ کتاب  
ایسی محفوظ نہیں۔ صحت متن کے اعتبار سے دنیا  
کی ساری کتابوں میں قرآن حکیم محققین کی نظر میں خاص امتیاز رکھتا ہے  
ایسا امتیاز جس میں دنیا کی کوئی کتاب شریک  
نہیں۔

کسی بھی کتاب کے ظاہر ہونے سے پہلے صاحب کتاب کا

تذکرہ کسی نے نہ کیا مگر صاحب قرآن کا تذکرہ و تعارف حجب سے زیادہ  
ورسل کی بعثت کا سلسلہ جاری ہے، برابر کرایا جا رہا ہے۔

زبور میں اس کا ذکر ہے، توریت میں اس کا ذکر ہے، انجیل میں اس کا ذکر  
ہے دیدول اور اب نشدول میں اس کا ذکر ہے۔

۵۔ قرآن حکیم جس انداز سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا آج تک اسی  
انداز سے لکھا جا رہا ہے۔ کتابت و خطاطی کے اسلوب

بدل گئے مگر قرآن حکیم کے انداز کتابت پر اس انقلاب کا اثر نہ ہوا  
لکھنے والوں نے الفاظ و حروف کی تو حفاظت کی ہی

ہے مگر اسلوب نگارش کی حفاظت کا بھی سخت اہتمام کیا ہے۔ مثلاً

قرآن حکیم میں، الصلوٰۃ، الزکوٰۃ، الربو، آیا ہے۔

عربی میں ان الفاظ کو اس طرح بھی لکھا جاسکتا ہے۔ الصلوٰۃ

الزکاة، الربا۔ مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اس طرح نہ لکھوایا تھا اس لیے اسی طرح لکھا گیا جس طرح لکھوایا گیا۔

۶۔ قرآن حکیم نے نوع انسانی کے افکار و اعمال پر اس شدت سے اثر

کیا کہ اس کے طرز فکر اور طرز زندگی کو بدل کے رکھ دیا۔

چودہ سو سال گزر گئے آج تک مسلمان اس کو دل و جان سے لگائے

ہوئے ہیں اور اس کے مطابق حکومتیں اور سلطنتیں قائم کرنے کی

کوششیں کر رہے ہیں۔

۷۔ جس موضوع سے قرآن بحث کرتا ہے وہ کائنات پر محیط ہے

اس کا دائرہ ازل سے اب تک پھیلا ہوا ہے۔ اس میں

وہ علوم بھی ہیں جو صدیاں گزر جانے کے بعد اب سامنے آ رہے

ہیں اور آتے چلے جائیں گے۔ فکر و تدبیر سے راہیں کھلتی چلی جاتی ہیں۔

۸۔ قرآن اچانک نازل نہیں ہوا، ۲۲ برس میں نازل ہوا ہے۔ اگر یہ انسان کا کلام ہوتا تو زمانے کی تبدیلی اس کے اسلوب کلام پر اثر انداز ہوتی مگر شروع سے لے کر آخر تک اس کا ایک ہی رنگ ہے کہ یہ واحد قہار کا کلام ہے۔

۹۔ ایک انسان بیک وقت دو کلام نہیں کر سکتا۔ اس کا اپنا ایک رنگ ہوتا ہے، وہ اپنے رنگ سے ہٹ کر تھوڑی دیر بھی نہیں چل سکتا۔ قرآن حکیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ آپ کا رنگ کلام الگ تھا اور قرآن کا رنگ بالکل منفرد۔ ایسا منفرد کہ زبان و انول نے گواہی دی کہ یہ کسی انسان کا کلام ہو ہی نہیں سکتا۔ بلاشبہ یہ ہرگز ممکن نہیں کہ ایک انسان ایک ہی زبان میں ایک ہی وقت میں دو رنگ میں کلام کرے اور دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہو۔

۱۰۔ اگر یہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہوتا تو جو عین جذبات میں نازل ہوا اس میں کچھ تو جذبات کا دخل ہوتا کہ انسان کا کلام اس کے جذبات کا آئینہ ہوتا ہے۔ مگر یہاں عین جذبات میں بھی جذبات

انسانی کے خلاف کلام ہو رہا ہے، معلوم ہوا۔ عجب کوئی بے مجاہد میں کہ مجھ سے لیے جاتا ہے مجھے

(۵)

قرآن کہتا ہے کہ اس میں سب کچھ ہے۔۔۔۔۔۔ دنیا تاریکی میں ڈوب رہی ہے روشنی کو ترس رہی ہے۔۔۔۔۔۔ اس کو اجلے کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔۔ تاریکیوں نے اس کی عقل ماؤٹ کر دی ہے اس کا دل سخت کر دیا ہے۔۔۔۔۔۔ کیا قرآن میں ان ظلمت کے ماروں کے لیے روشنی ہے؟ ہاں ہاں روشنی ہے۔۔۔۔۔۔ بلکہ یہ تو نازل ہی اس لیے کیا گیا تھا کہ سارے عالم میں روشنی پھیل جائے۔۔۔۔۔۔ ارشاد ہوتا ہے:

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ  
الْمَنَاسِدَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى  
النُّوْرِ ۝

ترجمہ:-

ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری کہ تم لوگوں کو اندھیلوں سے اجلے میں لاؤ۔۔۔۔۔۔

اور فرمایا:

وَ هُوَ الَّذِیْ یَنْزِلُ عَلٰی عَبْدِهٖ اٰیٰتٍ  
بَيِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَ کُمَّ مِنَ الظُّلُمٰتِ  
اِلَى النُّوْرِ ۝

۱۔ القرآن الحکیم! سورۃ ابراہیم، ۱

۲۔ القرآن الحکیم! سورۃ الحدید، ۹

ترجمہ:-

وہی ہے کہ اپنے بندے پر روشن آئیں اسار تا ہے تاکہ تمہیں اندھیروں

سے اجالے کی طرف لے جائے۔

انسان جب ہی گمراہ ہوتا ہے جب اس کے فکر و شعور پر اندھیرا چھا جاتا ہے۔  
 آج عالم گیر افزا تفریق کا خاص سبب یہی ہے کہ رہنماؤں کے فکر و شعور پر اندھیرا چھایا ہوا ہے اس  
 لیے سب ایک دوسرے کی تاک میں بیٹھے ہیں، ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں، ایک  
 دوسرے کو لڑوا رہے ہیں۔ وہ کام کر رہے ہیں جو ایک نامسمجھ بچہ بھی نہیں کرتا  
 دنیا کو میدان کارزار بنا دیا ہے۔

ہر جگہ جنگ ہر جگہ ہے نزع

عرصہ کارزار ہے دنیا

لیکن قرآن نے اپنے مقاصد جلیلہ میں سب سے بڑا مقصد یہی بتایا ہے، فرمایا کہ ہم  
 نے اس کو اس لیے اتارا تاکہ دنیا کے آپس کے اختلافات ختم ہو جائیں۔ کاش  
 دنیا والے اس کو اپنا حکم بنالیں تو دنیا ہی میں جنت کا لطف اٹھالیں اور فردوس نعیم کے مزے  
 لوٹ لیں۔

قرآن حکیم فرماتا ہے،

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ  
 التَّبَشِيرِينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَأَنْزَلَ  
 مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ  
 فِي مَا اخْتَلَفُوا فِيهِ ط لہ

لہ القرآن الحکیم! سورۃ البقرہ . ۱۲۳

ترجمہ:-

لوگ ایک دین پر تھے پھر اللہ نے انہیں بھیجے خوشخبری دیتے اور  
 ڈرنا تے اور ان کے ساتھ سچی کتاب اتاری کہ وہ لوگوں کے  
 درمیان ان کے اختلافوں کا فیصلہ کر دے۔

اور فرمایا:

وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي  
 اخْتَلَفُوا فِيهِ ۗ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ  
 يُؤْمِنُونَ ۝

ترجمہ:-

اور ہم نے تم پر یہ کتاب اتاری مگر اس لیے کہ تم لوگوں پر روشن کر دے  
 جس بات میں اختلاف ہے۔

رفع اختلاف، انسان اور انسانی معاشرہ کے لیے سب سے بڑی رحمت ہے اور یہ  
 تب ہی ممکن ہے جب طریقوں کو ایسی راہ نظر آجائے جو صاف اور روشن ہو اس لیے قرآن حکیم  
 نے فرمایا:

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ  
 أَقْوَمُ ۝

ترجمہ:-

بے شک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے۔

۱۔ القرآن الحکیم! سورۃ النمل، ۶۴

۲۔ القرآن الحکیم! سورۃ بنی اسرائیل، ۹

راہ دیکھنے کے لیے، راہ پر چلنے کے لیے، ظلمت سے نکلنے کے لیے، اجالے میں آنے کے لیے ————— تدبیر و تفکر کی ضرورت ہے۔ جس نے جذبات نفسانی کو رہنما بنایا وہ ہلاک ہوا۔ جس نے عقل کی بات کی، جس نے دل کی بات سنی۔ وہ راہ پا گیا۔ قرآن کہتا ہے کہ ظلمت سے نکلنا ہے اور صراطِ مستقیم پر چلنا ہے تو دل کی بات سنو اور عقل کی بات کہو، نہ عقل کو تنہا چھوڑو نہ دل کو تنہا چھوڑو۔ ارشاد ہوتا ہے: —————

كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبْرَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَ  
لِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝

ترجمہ:

یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری برکت والی تاکہ  
اس کی آیتوں کو سوچیں اور عقلمند نصیحت مانیں۔

ایک جگہ فرماتا ہے: —————

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ بَلَّغًا عَلَى قُلُوبٍ  
أَقْفَالِهَا ۝

ترجمہ:

تو کیا وہ قرآن کو سوچتے نہیں یا بعضے دلوں پر ان کے نقل لگے ہوئے  
ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو سارے عالم کے لیے نصیحت قرار دیا اور فرمایا: —————

۱۷ القرآن الحکیم! سورۃ ص، ۲۹  
۱۸ القرآن الحکیم! سورۃ محمد، ۲۲



وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ۝

ترجمہ :-

اور وہ تو نہیں مگر نصیحت سارے جہان کے لیے

بار بار فرمایا قرآن نصیحت ہے، جس کا سچی چاہ ہے اس سے نصیحت حاصل کرے  
 پھر ہدایت و نصیحت کے لیے جو کچھ کہا جا رہا ہے وہ نہ ایسی زبان میں ہے جو اعلیٰ ہے نہ  
 ایسے بیان میں ہے جو الجھا ہوا ہے۔ زبان تمہاری اپنی اور بیان سیدھا سادا  
 دل میں گھر کرنے والا۔ پھر نہ صرف اہل عرب کے لیے بلکہ چودہ صدیاں گزر جانے  
 کے باوجود اہل عجم کے لیے بھی آنا ہی آسان ہے۔ زمانے کے ساتھ ساتھ  
 زبانیں بدل جاتی ہیں الفاظ و حروف اپنی شکل و صورت اور معانی کھونے لگتے ہیں۔  
 مگر قرآن جیسے چودہ سو برس پہلے پڑھا جاتا تھا اسی طرح آج بھی پڑھا اور سمجھا جاتا ہے۔  
 نہ صرف عرب میں بلکہ پوری کائنات میں۔ یہ قرآن کا عظیم اعجاز  
 ہے۔ ارشاد ہوتا ہے :-

فَاتِمَّا يَسِّرَنَّا بِهِ لِسَانَكَ ۝

ترجمہ :-

تو ہم نے یہ قرآن تمہاری زبان میں یوں ہی آسان فرمایا

اور فرمایا :-

وَلَقَدْ يَسِّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَكِّرٍ ۝

۱۔ القرآن الحکیم ! سورۃ القلم ، ۵۲

۲۔ القرآن الحکیم ! سورۃ مریم ، ۹۷

۳۔ القرآن الحکیم ! سورۃ القمر ، ۱۷

ترجمہ۔

اور بیشک ہم نے قرآن یاد کرنے کے لیے آسان فرمایا تو ہے کوئی یاد

کرنے والا: —————؟

سورۃ قمر میں یہ بات بار بار دہرائی اور بار بار فرمایا، ایک بار فرمایا، پھر دوسری بار فرمایا، تیسری بار۔

فرمایا پھر چوتھی بار یہی فرمایا، —————

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ

مُتَدَكِّرٍ ۗ

ترجمہ اور بے شک ہم نے قرآن یاد کرنے آسان فرمایا

————— تو ہے کوئی یاد کرنے والا؟

(۹)

الغرض قرآن ہم کو یہ پیغام دے رہا ہے کہ دنیا بے مقصد نہیں، تم بھی بے مقصد نہیں —

دنیا کا ایک مالک ہے جو ہمارے نیک و بد کا ایک نہ ایک دن ضرور حساب لے گا —

————— خیر و شر موجود ہیں جن میں تمیز کرنا انسان کی بھاری ذمہ داری ہے، عقل اسی کام

کے لیے ہے اور قرآن اسکی راہ روشن کو بچھانے کے لیے — قرآن پیاس لگاتا ہے

اور پھر پیاس بجھاتا ہے — ہر طرف سے ہٹا کر اللہ کی طرف لگاتا ہے۔

گویا فکر و عمل کو مرکزیت بخشتا ہے — قرآن تسخیر کائنات کا حوصلہ دیتا ہے اور

فکر انسانی کے دائروں کو وسیع سے وسیع تر کرتا ہے، بے شکم زندگی کو منظم زندگی کی طرف لاتا

ہے — انسان کی خون ریز طبیعت کو واشگاف بیان کرتا ہے اور پھر خون ریزی

کا سبب بھی کرتا ہے — قرآن انسان کی انفرادی، سماجی اور سیاسی زندگی کا احاطہ

کرتا ہے اور کسی میدان میں اس کو تنہا نہیں چھوڑتا، فکر کی غلامی سے آزادی یعنی فکر کی طرف لاتا ہے انسانی قوتوں کو بے لگام نہیں رہنے دیتا بلکہ ہر قوت کی گردن میں لگام ڈالتا ہے عالمگیر مذہب کی دعوت دیتا ہے، ایک عالمگیر قانون کا پرچار کرتا ہے وہ مشاہدہ فطرت سے صانعِ فطرت کی طرف لے جاتا ہے۔ وہ اعمال سے محرکات اعمال کی طرف لے جاتا ہے۔

وہ ایک منظم اور متحرک زندگی کا داعی ہے۔ وہ عقل کو سمجھنے کی

دعوت دیتا ہے مگر خود ایسا سر بلع السیر ہے کہ عقل کا ساتھ دینا مشکل ہو جاتا ہے۔ وہ

تمام انسانوں کو پکارتا ہے اور کسی طبقے کے انسانوں کو پکار کر طبقاتی منافرت نہیں پھیلاتا۔

وہ شاہ و گدا امیر و غریب سب کو اللہ کے سامنے جوابدہ قرار دیتا ہے۔ وہ انسان

کو انسان کا غلام نہیں دیکھنا چاہتا بلکہ غلاموں کی گردنیں چھڑاتا ہے، ان کو آزاد کرتا ہے اور محکوموں

اور مظلوموں کو حاکم بناتا ہے۔ وہ دل و دماغ کو پاک و صاف کرتا ہے کہ دل و دماغ

کی گندگی سے معاشرہ گندا ہوتا ہے اور سلطنتیں ویران ہوتی ہیں۔ وہ بندے کو

بے بہارا نہیں چھوڑتا بلکہ ایک عظیم بہار سے کی خبر دے کر بے بہاروں کا بہارا بنتا ہے۔

وہ کہتا ہی کہتا نہیں بلکہ ایک عظیم نمونہ اور ایک عظیم مثال پیش کرتا ہے کہ تاریخ

عالم نے نیا نمونہ کبھی پیش کیا اور نہ ایسی مثال کبھی پیش کی گئی۔

اس نے بتایا کہ اسلام کا مزاج عدل گسترانہ ہے۔ یہودیت، عیسائیت،

بدھ مت اور ہندو مت نے فرداً فرداً فرض شناسی، محبت نوازی، فنا پسندی اور عدم تشدد

کو اپنی اپنی علامت قرار دیا مگر اسلام ان ساری خوبیوں کا مجموعہ ہے۔ قرآن ایک معجزہ

ہے، وہ زندگی کے مکمل انقلاب کا داعی ہے، وہ دعوتِ فکر و تدبیر دیتا ہے، بند انکھیں کھولتا

ہے، سخت دلوں کو نرماتا ہے۔ اس نے انسان کو انسان سے آگاہ کیا اور خود

کو خود سے باخبر کیا۔ اس نے کائنات میں انسان کی حیثیت کا یقین کیا اور

مخلوقات میں اس کو بزرگ قرار دے کر قرار دیا۔ اس نے یہ احساس دلایا کہ کائنات

کی ہر چیز انسان کی خدمت پر مامور ہے، کائنات سے انسان کو نکال دیا جائے تو ہر چیز بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے۔ اس نے جسم و جاں کے حقوق کا پاسدار بنایا۔ اس نے بتایا کہ کائنات میں وہی کچھ نہیں جو ہم دیکھتے ہیں، اس کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے جو وقت آنے پر ہم دیکھتے چلے جائیں گے اور دیکھتے چلے آ رہے ہیں۔ اس نے بتایا خدا کو انسان کی ضرورت نہیں، انسان کو خدا کی ضرورت ہے۔ مذہب کو انسان کی ضرورت نہیں، انسان کو مذہب کی ضرورت ہے اور وہی مذہب سچا ہے جو قدم قدم پر انسان کا ساتھ دے۔

دنیا کے غیر مسلم مذہب بھی پیشواؤں نے، عالموں نے، فاضلوں نے، دانشوروں نے سیاست دانوں نے، سائنس دانوں نے، ادیبوں نے اور شاعروں نے قرآن کی ہمہ گیر اور عالم گیر افادیت کو سراہا ہے اور اس کو خوب خوب خراج عقیدت پیش کیا ہے مثلاً یہ حضرات ولیم میور جارج سیل، باٹلے، کارلائل، ڈیون فولڈ پورٹ، راڈیل، نیولین، جان فاش، چارلس فرانس پوٹر، ڈاکٹر مارٹن، ڈاکٹر آرنلڈ، ڈاکٹر سیمویل جانسن، پروفیسر ہاروڈ رائل، ڈاکٹر سیل، ڈاکٹر اسٹینیل، ڈاکٹر موسیو جین، ڈاکٹر راؤ ڈیل، گاندھی، لالچیت رائے، گوٹے، گروتانک، سر جی نائیڈو، ڈاکٹر جارجن، ایڈورڈ ڈینی راس، آرنلڈ ڈائریٹ، رچرڈس، ڈاکٹر گین، ڈین اسٹیل، ڈیون پورٹ، آرلیورڈن، وغیرہ وغیرہ

اللہ تعالیٰ  
بہت بڑا ہے

## ۰۶۰

(۱)

قرآن حکیم علم و دانش کا خزانہ ہے اور ہدایت و نصیحت کا پروانہ۔ اپنی خصوصیات میں دو عالم میں بکثرت و بیکارت۔ اس کا نازل ہونا اس کا لکھا جانا، اس کا پڑھا جانا، اس کا جمع کیا جانا، اس کا محفوظ کیا جانا، اس کا دیکھتے ہی دیکھتے پھیل جانا، اس کا ہر دل میں گھر کر جانا، اس کا انسانی علم و دانش پر چھا جانا، دنیا کی بے شمار باتوں میں اس کی تفسیر میں لکھے جانا، اس کے ترجمے کیے جانا، اس کا ادب و احترام، اس کا فضل و کمال سب عجیب سے عجیب تر ہے۔

دنیا کی کوئی کتاب قرآن حکیم کی کسی بھی خصوصیت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ قرآن پڑھنے والا جب قرآن پڑھتا ہے تو اس کی زبان پر خدا کا کلام جاری ہو جاتا ہے وہ زمین سے اٹھتا ہے آسمان کی بلندیوں تک پہنچ جاتا ہے، زبان غلام کی کلام آقا و مولیٰ کا۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارا خدا سے باتیں کرنے کو جی چاہے تو قرآن پڑھا کرو۔ سینے سے سینے وہ کیا فرما رہے۔

اذا احب احدکم ان یحدث ربہ فلیقرأ

القرآن - ۱

ترجمہ :-

جب تم میں کوئی اپنے رب سے کلام کرنا چاہے تو اسے قرآن  
پڑھنا چاہیے۔

ایک جگہ فرمایا:

ما تقرب العباد الى الله عز وجل بمثل ما نخرج  
منه یعنی القرآن - ۲

ترجمہ :-

اللہ عزوجل سے ظاہر ہونے والے قرآن کی طرح کسی اور عبادت  
کے ذریعے بندے اللہ کا ایسا تقرب حاصل نہیں کر سکتے۔

قرآن حکیم تقرب الہی کا بہترین ذریعہ ہے اس لیے اس کے محبوب بندوں کے دل کی

بہار ہے۔ اٹھتے بیٹھتے، کر دٹیں لیتے یہی ان کی زبان پر رواں ہے،

قرآن کہتا ہے:

الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَمًا وَقَعُودًا وَعَلَى  
جُنُوبِهِمْ - ۳

ترجمہ :-

جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے۔

۱۔ علی مرتضیٰ علاؤ الدین ہندی، کنز العمال و سنن الاقوال والاعمال، مطبوعہ حیدرآباد، ۱۳۱۲ھ، ج ۱، ص ۱۲۸،

۲۔ ابو علی محمد بن عیسیٰ ترمذی، جامع ترمذی، مطبوعہ دہلی، ج ۲، ص ۱۱۵

۳۔ القرآن الحکیم! سورۃ آل عمران، ۱۹۱

قرآن پڑھنے کی جب بات کی گئی تو قرآن پڑھنے کے آداب بھی بتا دیئے گئے۔  
 کسی مصنف نے اپنی کتاب پڑھنے کے آداب نہیں بتائے یہ قرآن کا امتیاز ہے کہ اس نے  
 پڑھنے کے آداب بھی بتا دیئے کہ جب تک کتاب کو ڈھنگ سے نہ پڑھا جائے وہ  
 اپنا پورا پورا اثر نہیں دکھاتی اور نہ اس کا حسن و جمال نکھر کر سامنے آتا ہے۔  
 کا ایک سلیقہ ہے تو پڑھنے کا بھی ایک سلیقہ ہے اور سننے کا بھی ایک سلیقہ ہے۔  
 قرآن حکیم نے سب ہی کو چھ بتا دیا ہے۔  
 ارشاد ہوتا ہے:۔

فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ  
 الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

ترجمہ ۱۔

تو جب تم قرآن پڑھو تو اللہ کی پناہ مانگو شیطان مرووس سے۔  
 پھر بسم اللہ پڑھو کہ ہمارے محبوب جب کلام کرتے تھے تو ہمارا ہی نام لیتے تھے  
 سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا کو خط لکھا وہ خط ملکہ نے اپنے دربار خاص  
 میں پڑھ کر سنایا اور کہا:۔

وَ اِنَّكَ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهُ بِسْمِ اللّٰهِ  
 الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ترجمہ ۲۔

بے شک وہ سلیمان کی طرف سے ہے جو اللہ کے نام سے

۱۔ القرآن الحکیم! سورۃ النمل، ۹۸

۲۔ القرآن الحکیم! سورۃ النمل، ۳۱





قرآن دیکھ کر پڑھتا اس سے بڑھ کر دگر ہزار درجے تک پہنچ جاتا

ہے

پھر پڑھنے پڑھنے میں بھی فرق ہے۔ ایک پڑھنا یہ ہے کہ آواز بے سوز،  
دل بے کیفیت اور ایک پڑھنا یہ ہے کہ آواز پر سوز اور دل پر کیفیت و سرور

اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ذینوا اصواتکم بالقران

ترجمہ:-

اپنی آوازوں کو قرآن سے مترن کرو

ایک اور جگہ فرمایا:

ذینوا القرآن باصواتکم

ترجمہ:-

قرآن کو اپنی آوازوں سے مترن کرو۔

پھر فرمایا معلوم ہے کس کی آواز سب سے اچھی ہے؟ اس کی آواز

جو قرآن پڑھے تو یوں معلوم ہو کہ خشیت الہی سے اس کا دل کانپ رہا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے:

۱۔ احمد بن حنبل: المسند۔

(ب) ابو عبد اللہ محمد بن یزید ماجہ قزوینی: سنن ابن ماجہ، مطبوعہ لاہور ۱۳۰۴ھ، ص ۹۶

(ج) ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن اسمقندی اللارمی: کتاب السنن، مطبوعہ کراچی ۱۳۹۲ھ، ص ۴۳۳

(د) ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، سنن ابو داؤد، مطبوعہ کراچی ۱۳۸۹ھ، ص ۲۰۷

۲۔ عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی: سنن نسائی، ج ۱، ص ۱۵۷

ان من احسن للناس صوتا القرآن الذى  
اذا استمعوه يقرأ حسبتموه يخشى  
الله - له

ترجمہ :-

بلاشبہ لوگوں میں سب سے اچھی آواز سے قرآن پڑھنے والا  
وہ شخص ہے جب اس کو قرآن پڑھتے سناؤ تو تم یہ سوچنے لگو کہ وہ  
اللہ سے ڈرتا ہے۔

راقم نے اپنی ۵۴ سالہ زندگی میں ایک مرد مومن دیکھا جس کی تلاوت میں بلا کا سوز تھا  
تلاوت کے وقت خشیت الہی کا ایسا سماں میں آتے نہیں دیکھا۔  
سننے والوں کے دل کانپتے تھے اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ قرآن اتر رہا ہے۔ وہ  
مرد مومن کوئی تھا جس کے دل میں یہ سوز تھا؟ ہندوستان کا مفتی اعظم مسجد جامع  
فتح پوری دہلی کا خطیب و امام اور سلسلہ عالیہ نقشبندی مجددیہ کا مرشد کامل یعنی حضرت العلامة الحاج  
شاہ محمد مظہر اللہ قدس سرہ العزیز۔ جن سے راقم کو نسبت فرزندگی بھی ہے اور  
شریت بیعت بھی۔ حضرت مفتی اعظم جیب نماز فجر میں قرآن حکیم کی تلاوت فرماتے  
تو کچھ اور ہی سماں بندھ جاتا معلوم ہوتا کہ فرشتے اتر رہے ہیں۔ وقت وقت کی  
بات ہوتی ہے۔ وقت وقت کا اثر ہوتا ہے، دوپہر کی کچھ اور بات ہے  
سہ پہر کی کچھ اور شام کی کچھ اور، رات کی کچھ اور۔ اور صبح کی بات ہی کچھ  
اور ہے اس لیے ارشاد ہوتا ہے :-

وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ

سہ ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی بسنن ابن ماجہ مطبوعہ دہلی ۱۳۲۲ھ، ص ۱۹۶

ترجمہ:-

اور صبح کا قرآن بیشک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں  
حضرت مفتی اعظم کی نماز فجر کی تلاوت میں تورد کی بارشوں کا حال اس حدیث مبارک سے  
کھلا کہ فرشتے آتے ہیں اور خالی ہاتھ نہیں آتے سکینت لاتے ہیں اور تلاوت سے سکینت  
نازل ہوتی ہے۔ ۱۰

اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: \_\_\_\_\_

عليك تلاوة القرآن فانه نور لك في الارض  
وذكر لك في السماء۔ ۱۰

ترجمہ:-

تلاوت کا التزام کرو، یقیناً یہ زمین میں تمہارے لیے نور ہے اور

آسمان میں تمہارے لیے ذخیرہ و سرمایہ ہے۔ \_\_\_\_\_

پڑھنے والوں سے فرمایا گیا کہ تم قرآن پڑھو، اچھی آواز سے پڑھو، دل لگا کر پڑھو۔  
اور سننے والوں سے فرمایا کہ جب قرآن پڑھا جائے تو ادھر ادھر کی باتیں نہ کرو تم کو خیر نہیں کس کی  
بات سنائی جا رہی ہے۔ \_\_\_\_\_؟ \_\_\_\_\_ آسمان، زمین پر آ رہا ہے اور  
تم اپنی باتوں میں لگے ہو۔ \_\_\_\_\_ خیر وار خاموش رہو، دل لگا کر سنو۔  
ارشاد ہوتا ہے: \_\_\_\_\_

۱۰ القرآن الحکیم! سورۃ بنی اسرائیل، ۷۸

۱۱ (ا) محمد بن اسمعیل بخاری! صحیح بخاری، ج ۱۲، ص ۲۹۷

(ب) ابوالحسن مسلم بن حجاج قشیری! صحیح مسلم، مطبوعہ مدنی ۱۳۲۹ھ، ج ۱، ص ۲۶۸

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا  
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝

ترجمہ:-

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سناؤ اور خاموش رہو کہ تم پر

رحم ہو۔

کان لگا کر سناؤ۔ خاموش رہو۔ یہ کوئی معمولی کلام نہیں

یہ کلاموں کا اتمام ہے۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

و فضل کلام اللہ علی سائر الکلام کفضل  
اللہ علی خلقہ ۲

ترجمہ:-

اللہ کے کلام کی فضیلت وہی ہے جو اللہ کو تمام مخلوق پر فضیلت

اس فضیلت و بزرگی کی وجہ سے قرآن پڑھانے والوں کو سارے پڑھانے والوں پر  
فضیلت حاصل ہے۔ خود سرکارِ دو عالم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اللہ القرآن الحکیم! سورة الاعراف، ۲۰۴

۲

(ا) ابو عیسیٰ بن محمد عیسیٰ ترمذی! جامع ترمذی، ص ۱۱۶

(ب) ولی الدین محمد بن عبداللہ! مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۸۶

خیرکم من تعلم القرآن وعلمه ۱۶

ترجمہ ۱۔

تم میں سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن کی تعلیم حاصل کی اور دوسروں کو اس کی تعلیم دی

(ب)

قرآن ایک عظیم کتاب ہے۔ سب کو اعتراف ہے۔ سب مانتے ہیں تو پھر قرآن کا قاری، قرآن کا عالم، قرآن کا مفسر بڑا ہونا چاہیے۔ معاشرے میں سب سے بڑا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قوم کی امامت وہی کرے جو کتاب اللہ کا ان سب میں زیادہ قاری ہو ۱۷

ہاں نگاہ مصطفیٰ میں وہی بڑا تھا جس کو سب سے زیادہ قرآن یاد تھا۔ اسی پر قسموں کا فیصلہ کیا جاتا تھا۔ اسی پر عہدوں کی تقسیم ہوتی تھی۔ انہیں کے ہاتھ میں اقتدار حکومت کی زمام تھی۔ انہیں سے مشورے لیے جاتے تھے۔ انہیں کو وظیفے دیئے جاتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشیر قرآن کے قاری ہوا کرتے تھے آپ نے گورنروں کو حکم دیا کہ قرآن پڑھنے والوں کو وظیفے دیئے جائیں گے بلکہ آپ نے خود بھی صحابہ کرام

۱۶ محمد بن اسمعیل بخاری! صحیح بخاری، ج ۲، ص ۴۵۲

۱۷ جلال الدین سیوطی! الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۷۰

۱۸ محمد بن اسمعیل بخاری! صحیح بخاری، تفسیر سورۃ الاعراف

۱۹ علی متقی علاؤ الدین ہندی! کنز العمال، ج ۱، ص ۲۸۰

میں ان کے مرتبہ، قرأت قرآن، جہاد فی سبیل اللہ کی بنیاد پر وظیفے مقرر کیے گئے۔ الغرض قرآن، کافقاری، سفید و سیاہ کا مالک ہوتا تھا وہی جہاں بال و جہاں آرا ہوتا تھا۔۔۔۔۔ وہی مرکز نگاہ تھا۔۔۔۔۔ وہی مرجع آرزو تھا۔۔۔۔۔ مگر اب ہمارے معاشرے میں کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ وہ پڑھانے والا سب سے زیادہ معزز و محترم ہے جو قرآن پڑھتا ہے نہ پڑھاتا ہے، باقی سب کچھ پڑھتا اور پڑھاتا ہے۔۔۔۔۔ ساری دولت اس کے لیے ہے، ساری عزت اس کے لیے ہے، اقتدار و حکومت کے سارے وسائل اس کے لیے ہیں۔۔۔۔۔ جو قرآن پڑھتا یا پڑھاتا ہے اس کے لیے خزانوں کے دروازے تنگ ہیں۔۔۔۔۔

اللہ اللہ ہم کہاں سے کہاں پہنچ گئے، عالم میں ہماری دولت و رسوائی اسی وجہ سے ہے ہم قرآن کا نام لے لے کر جیتے ہیں مگر جب قرآن پڑھتے والے کی بات آتی ہے تو صدقہ و خیرات اور زکوٰۃ کی راہ دکھا دی جاتی ہے۔۔۔۔۔ کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے جو کتاب کبھی مسلمانوں میں سب سے زیادہ محبوب تھی اب سب سے زیادہ مظلوم ہو گئی۔۔۔۔۔ بات کہاں سے کہاں نکل گئی عرض یہ کر رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نگاہ کرم میں قرآن پڑھانے والا سب پڑھانے والوں سے افضل ہے۔۔۔۔۔ اس کے درجے بہت بلند ہیں۔۔۔۔۔ اس کا ثواب سب لوگوں سے زیادہ۔۔۔۔۔ اسی لیے فرمایا۔

جس نے قرآن پڑھا پھر اس نے یہ سمجھا کہ اس کا جو ثواب ملا ہے اس سے بڑھ کر کسی کو ثواب ملا تو اس نے یقیناً اس کو معمولی سمجھا جس کو اللہ تعالیٰ نے عظیم کیا ہے۔۔۔۔۔

۱۷ تھامی ابی لیلیٰ! الاحکام السلطانیہ، ص ۲۲۳

۱۸ ابو حامد محمد بن محمد غزالی! احیاء علوم الدین، مطبوعہ مصر ۱۳۵۸ھ، ج ۱، ص ۲۷۹

بیشک قرآن عظیم ہے اتنا عظیم کہ قاری قرآن و عامل قرآن کے والدین کے سر پر ایسا تاج رکھا جائے گا جس کی چمک کے اُگے آفتاب بھی ماند پڑھ جائے گا۔ اور تو اور

ارشاد ہورہا ہے: —————

القرآن شافع مشفع له

ترجمہ:-

قرآن شفاعت کرنے والا ہے اس کی شفاعت قبول ہوگی

قرآن تو شفاعت کرے گا ہی ————— حافظ قرآن کی یہ شان ہوگی کہ اپنے خاندان

کے ان دس افراد کی شفاعت کر سکے گا جی رہتہم واجب ہو چکی ہوگی۔

اللہ اللہ نوع انسانی پر اللہ کا یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے اس کو اپنے کلام سے مشرف

فرمایا، اور جیہ تک پہنچایا ————— ساری کیوں میں آجا لایا ————— آفتاب

دکھایا ————— اس احسان عظیم کے بعد بھی اگر قرآن سے کوئی پیٹھ پھرتا ہے تو وہ پھرے

گھر کو ویران کرتا ہے —————

کیا خوب فرمایا: —————

ان الذین لیس فی جوفہ شیء من القرآن

کالبتیت الخرب —————

۱۔ زکی الدین عید العظیم بن عبد القوی مندری ! الترعینب والترعیب، جلد سوم،

ص ۱۶۶

۲۔ ایضاً، ج ۳، ص ۱۶۶

۳۔ ابو محمد عید اللہ بن عبد الرحمن السمرقندی استن دارمی، ص ۱۹

۴۔ ابو علی محمد بن علی ترمذی! جامع ترمذی، ج ۲، ص ۱۱۵

ترجمہ:-

جس کے سینے میں قرآن کا کوئی حصہ نہیں وہ دیران گھر کی مانند ہے۔

سارے عالم پر نظر ڈالیں۔۔۔۔۔ دیرانی سی دیرانی ہے۔۔۔۔۔ دیران دلوں  
نے آبادی کی ٹھانی ہے۔۔۔۔۔ واسے تمنائے خام، واسے تمنائے خام! آبادوں  
ہی عالم کو آباد کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔ جس کا دل برباد ہو وہ نہ جہاں گیر ہو سکتا ہے، نہ جہاں بان و  
جہاں آرار۔۔۔۔۔ اسی لیے فرمایا گیا کہ قرآن پڑھو اور دل کو سیدار کرو جلیل القدر صحابہ حضرت  
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔۔۔۔۔

اقروا القرآن وحرکوا به القلوب

ترجمہ:-

قرآن پڑھو اور اس سے دل کو حرکت دو۔

انسان کا دل ایک پیالہ ہے چاہے اس میں زہر بھریا جائے، چاہے اس میں آبِ  
حیات بھریا جائے۔۔۔۔۔ بعض کتابیں زہریں، بعض تریاق۔۔۔۔۔ خادم  
مصطفیٰ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔۔۔۔۔

انما هذه القلوب اوعية فاشغلوها بالقرآن  
ولا تشغلوها بغيره ۱۵

ترجمہ:-

انسانی قلوب، ظروف ہیں ان کو قرآن سے بھرو اور قرآن کے  
علاوہ کسی چیز سے نہ بھرو۔۔۔۔۔

۱۵ ابو بکر محمد بن حسین بن علی بیہقی! السنن الکبریٰ، ج ۲، ص ۱۲، ۱۳

۱۶ ڈاکٹر حنیفہ! عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما، ص ۱۹۷، ص ۱۷۱





ترجمہ:-

اُدھر ڈھل جاؤ جدھر قرآن ڈھال دے۔

قرآنی اصول و انکی اور ابدی اصول ہیں اور ان اصولوں کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ زمانے کی وسعتیں اس میں سمائی ہوئی ہیں جو بائیس صدیوں میں انسانی مشاہدات و تجربات سے معلوم ہوتی ہیں وہ بائیس قرآن نے تجربوں کی تاریخوں سے نکال کر ہمارے سامنے لا کر رکھ دی ہیں۔ یہ قرآن حکیم کا اتنا بڑا احسان ہے نوع انسانی جس کا شکر یہ ادا نہیں کر سکتی۔

یہ عظیم دستور حیات، یہ عظیم کتاب جزیرہ عرب سے نکل کر دنیا میں پھیلنے چلی گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے سارے عالم کو اس نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

یہ داستان بہت طویل ہے، مختصراً کچھ عرض کیا جاتا ہے۔

اللہ  
فبذین

(۱)

پاک و ہند اور عرب تعلقات ہند قدیم سے چلے آ رہے ہیں، ان تعلقات کی نوعیت

اے تفاسیر و احادیث کی متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے سرزمین ہند میں نزول اجلال فرمایا۔  
 سرادھپ (لنگا) کے ایک پہاڑ پر پکا نشان قدم بھی بتایا جاتا ہے غالباً یہی تعلق تھا جس کی وجہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔  
 ”مجھے ہندوستان کی طرف سے رہبانی خوشبو آتی ہے“

عرب و ہند کے تعلقات کی قدرت کا اس سے بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آریں اقوام یا کی آمد سے پہلے جن کی تمام  
 تحریریں بائیں سے دائیں لکھی جاتی ہیں پاک و ہند کے قدیم ترین کتبات جو سہ قیم کے ۲۵۳ قیم کے درمیان موریرہ خاندان کے  
 اشوک نے کندہ کرائے تھے پالی زبان میں تھے جو عربی کی طرح دائیں سے بائیں لکھی جاتی تھی۔ پاک و ہند  
 نے عربوں سے بہت کچھ لیا اور عربوں نے بھی ہندوؤں کی ریاضیات، فلکیات اور طب وغیرہ علوم و فنون سے

ترجمہ کے ذریعہ استفادہ کیا۔ (ا) بلال الدین سیوطی! تفسیر و تشریح مطبوعہ مصر ج ۱، ص ۵۵

(ب) غلام علی آزاد بلگرامی سبوتالرجان فی آثار ہندوستان، مطبوعہ ہند، (ج) سید سلیمان ندوی

عرب و ہند کے تعلقات، مطبوعہ الہ آباد ۱۳۹۰ھ (د) ڈاکٹر نارائن چند

ممدن ہند پر اسلامی اثرات (ترجمہ اردو پروفیسر محمد مسعود احمد)، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۳ء

تجارتی بھی تھی اور مذہبی بھی۔ عرب میں پاک و ہند کے مال کی چار تجارتی منڈیاں تھیں۔ ایک، صحار، عدن اور جار، تجارتی مال یہاں اترتا تھا اور اندرون عرب پھیل جاتا تھا، خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے قبل کافی عرصے تجارت فرمائی اور ان علاقوں میں تشریف لائے اس لیے آپ پاک ستانیوں اور ہندوستانیوں اور ان کے مشکل و شامک سے بخوبی واقف تھے۔

یہ دو نصاریٰ وغیرہ کے علاوہ عرب کی بیشتر آبادی بت پرست تھی اور یہی بت پرستی، پاک و ہند اور عرب کی مذہبی تعلقات میں قدر مشترک تھی، عرب میں بت پرستوں کے بڑے بڑے بت خانے تھے، بیت اللہ کو بھی ستارہ زحل کا بت خانہ سمجھتے تھے اور اس پر چڑھاوے چڑھاتے تھے اور ہر چہار طرف سے بت پرست آتے تھے۔

انہیں تجارتی و مذہبی تعلقات کی وجہ سے بعثت نبوی کے وقت عرب میں غیر عرب، رومی، ایرانی، حبشی، پاکستانی، ہندوستانی اپنے اثر و اقتدار کے ساتھ موجود تھے۔ خصوصاً سواحلی علاقوں یمن، عراق، بحرین، عمان وغیرہ ہیں۔ پاکستانی اور ہندوستانیوں کی بھی مختلف قومیں آباد تھیں۔ ۸ھ کے درمیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام کے سلسلے میں مختلف والیان ریاست اور بادشاہوں و سرداروں کو جو نامہ ہائے مبارک ارسال فرمائے تھے اس کے اثر سے وہاں کے بسنے والے پاکستانی اور ہندوستانی بھی مشرت با اسلام ہو گئے۔ انہیں میں یمن کے خالص ہندوستانی بزرگ جو ایک ماہر طبیب تھے حضرت بزرگ بزرگ ہندی یعنی بھی مشرت با اسلام ہو گئے۔

۱۱۷ اظہر مبارک پوری: عرب و ہند عہد رسالت میں، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۵ء، ص ۱۲۳  
 ۱۱۸ ابن حزم: کتاب الفصل والملل والاہوار والنمل، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۱۷ھ، ج ۱۲، ص ۲-۳  
 ۱۱۹ ابن حجر عسقلانی: الاماتبہ فی معرفۃ الصحابہ، ج ۲، ص ۱۲۱

ان مسلمان ہونے والے قائدوں میں علامہ محمد ثین اور شاعر ادو بار پیدا ہوئے جن میں سے بعض نے بڑا نام پیدا کیا۔

عرب میں بسے ہوئے پاکستانیوں اور ہندوستانیوں میں تبلیغ اسلام کے ساتھ ساتھ قرآن حکیم کی بھی اشاعت ہوتی رہی کیونکہ قرآن حکیم مسلمانوں کی زندگی کا جزو لاینفک ہے اور صحابہ اس کو اپنی جان کے ساتھ رکھتے تھے، یہی ایک کتاب تھی جو مسلمانوں کی توجہ کامرکز تھی۔ دن رات میں نماز پنجگانہ اور متعلقہ سنن و نوافل میں نہ معلوم کتنی بار اس کی آیات پڑھی جاتی ہیں۔ زندگی کے دور

کے ساتھ اس کا دور بھی قائم رہتا ہے۔ اس لیے اندازہ لگایا جاسکتا ہے عرب کے دور دراز علاقوں میں تبلیغ اسلام نے قرآن حکیم کی اشاعت پر کیا اثر ڈالا ہوگا۔

عہد نبوی میں نہ صرف عرب بلکہ بیرون عرب بھی اسلام اور قرآن پھیلا، پاک و ہند اس خصوص میں ممتاز ہیں بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باشندگان سندھ کی طرف پانچ صحابہ کرام کو نامہ مبارک دے کر بھیجا جس سے متاثر ہو کر یہاں کے بہت سے باشندے مسلمان ہوئے پھر تین صحابہ سندھ میں رہے اور باقی دو صحابہ سندھ کیوں کے ایک وفد کو لے کر واپس مدینہ منورہ روانہ ہوئے اور دیار نبوی میں حاضر ہوئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے چنانچہ دسویں صدی کے عظیم محدث مخدوم محمد حنفی بولہکانی سندھی کے حوالے سے سندھ کے مشہور فقہیہ مخدوم محمد ہاشم تھوی نے اس سلسلے میں یہ روایت پیش کی ہے:

روی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارسل  
کتابتہ الی اهل السند علی ید خمسۃ  
نفر من اصحابہ رضی اللہ عنہم فلما جاؤا  
افی السند فی قلعة یقال لہا خیرون اسلام

بعض اہلہ شمر جمع من اصحابہ اثنان مع  
الوافد علیہ من السند وبقی ثلثہ منهم فی  
السند واظہر اہل السند الاسلام و بینوا  
الاہل السند الاحکام و ماتوا  
فیہ و قبورہم فیہ الان  
موجودۃ لہ

ترجمہ :-

روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ صحابہ رضی اللہ عنہم  
کے ہاتھ اہل سندھ کی طرف تادمہ مبارک ارسال فرمایا۔  
جب یہ صحابہ سندھ کے قلعے نیرون میں پہنچے تو وہاں کے کچھ لوگ مشرت  
باسلام ہوئے پھر دو صحابہ سندھ کے ایک وفد کے ساتھ واپس  
لوٹے باقی دو سندھ میں رہے پھر جو اہل سندھ اسلام لاتے رہے  
ان کو ادام و نوا ہی بتاتے رہے پھر انہوں نے یہیں وصال فرمایا اور آج  
تک ان کی قبریں یہاں موجود ہیں۔

ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ سندھ کا ایک وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس  
میں مدینہ منورہ حاضر ہوا۔ چنانچہ مخدوم محمد ہاشم تٹوی نے جمع الجوامع کے حوالے سے حضرت  
محمد بن حنفیہ کی یہ روایت نقل کی ہے :-

عن محمد بن علی بن ابی طالب رضی  
اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ

لہ مخدوم محمد ہاشم تٹوی! بیاض ہاشمی (قلمی) ج ۴، ص ۲ بجوالہ جوامع الجوامع للسیوطی

عليه وسلم ذكر انه دخل عليه وفد  
ان في يوم واحد من السند و افرقيه  
بسمعه و طاعتهم له

ترجمہ:-

محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت  
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتایا کہ آپ کے پاس ایک  
ہی دن سندھ اور افریقہ سے دو فوج آئے اور دونوں بخوشی مشرف  
بإسلام ہوئے۔

ان روایات سے اندازہ ہوا کہ عہد نبوی میں صحابہ کرام سندھ میں تشریف لائے اور  
سندھ کے لوگ بھی خود حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔ گویا یہ فخر سندھ کو  
حاصل ہے کہ یہاں اس وقت قرآن پہنچا جب وہ نازل ہو رہا تھا۔ یہ بھی فخر حاصل  
ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو باشندگان سندھ کی طرف بھیجا۔  
اور یہی نہیں کہ وہ اسلام کا پیغام پہنچا کر چلے گئے بلکہ یہاں بس گئے اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے  
چنانچہ بعض محققین نے سندھ میں صحابہ کے مزارات کی نشاندہی کی ہے۔ مثلاً  
معمور یوسفائی نے تین صحابہ کے مزارات کی نشاندہی کی ہے۔ مولانا محمد طفیل توتوی نے  
مکلی ضلع سندھ میں ایک صحابی کے مزار کی نشاندہی کی ہے۔

۱۔ مخدوم محمد اشتم توتوی: بیاض اشمی رقمی، ج ۲، ص ۸۲، بحوالہ جوامع الجوامع للسیوطی

۲۔ معمور یوسفائی: "نثر پارکر جادینچی درسگاہ"، مشمولہ

رسالہ دستاورد، دہراچھی، ۱۹۸۳ء، ص ۱۱۴

(ب)

عہد نبوی میں اسلام پورے صحرائے عرب، یمن، حضرت موت، نجد، عمان تک پھیل گیا تھا پھر افریقہ اور پاک و ہند میں بھی اسلام نے قدم جمائے اور اسی کے ساتھ ساتھ ہر چہار سمت قرآن کی اشاعت ہوتی رہی۔

عہد خلافت راشدہ میں اسلام کی اشاعت نہایت سرعت سے ہوئی چنانچہ روم، اسپین، مشرق وسطیٰ، ایشیائے کوچک، ہندوستان، پاکستان، افغانستان، اور ترکستان وغیرہ کے اکثر علاقوں میں اسلامی حکومتیں قائم ہو گئیں۔

صرف عہد فاروقی میں فتوحات کا رقبہ ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل تھا۔ اسلام کی اشاعت کے ساتھ ساتھ قرآن پھیلتا گیا چنانچہ عہد نبوی کے بعد عہد صدیقی میں، قرآن حکیم کی نقول تیار ہوئیں، اس کے بعد عہد فاروقی میں قرآن حکیم کی اشاعت و تعلیم میں سرعت سے اضافہ ہوا کیوں کہ آپ نے قرآن حکیم کی تعلیم کو جسیری قرار دیا، جس کو قرآن یاد نہ ہوتا اس کو سزا دی جاتی ہے۔ ظاہر ہے جب خلافت اسلامیہ کی طرف سے اتنی سختی ہو تو

قرآن حکیم کی اشاعت کس سرعت سے ہوئی ہوگی۔ اس پس منظر میں ابن حزم کا بیان قابل توجہ ہے جس کو موجودہ دور کے فضلاء و محققین نے بھی اپنی تحقیقات میں جگہ دی ہے۔

مات رسول الله صلى الله عليه

وسلم و الاسلام قد انتشروا

۱۔ عبد اللطیف رحمانی! تاریخ القرآن، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء، ص ۱۲۱

۲۔ ڈاکٹر فضل الرحمن انصاری! دی قرآنک فاؤنڈیشن اینڈ اسٹریٹیجی اسلام سوسائٹی، مطبوعہ کراچی

ج ۱، ص ۴۴-۴۵



وظهر في جميع جزيرة  
 العرب من منقطع البحر  
 المعروف ببحر القلزم ماراً  
 الى سواحل اليمن كلها الى  
 بحر فارس الى منقطه ماسراً  
 الى الفرات ثم الا صنفه  
 الفرات الى منقطه الشام  
 الى بحر القلزم وفي هذه  
 الجزيره من المدن و القرى  
 ما لا يعرف عدده الا الله كاليمن  
 والبحرين وعمان و نجد  
 وجيل طى وبلاد و مصر و  
 ربيعة و قضاة و الطائف  
 و مكة كلهم قد اسلموا  
 ونبوا المساجد ليس فيها  
 مدينة و لا قرية و لا حلة  
 لا عراب الا وقد قرى فيها  
 القرآن في الصلوة و علمه  
 الصبيان والرجال و النساء  
 وكتب ثم ولى ابوبكر سنين و  
 سنة شهر فخر فارس و الروم

وفتح اليمامة وزادت قراة  
 الناس للقرآن ولم يبق بلد  
 الا فيه المصاحف .....  
 ثم مات ابوبكر ولى عمر ففتحت  
 بلاد الفرس طولا وعرضا وفتحت  
 الشام كلها والجزيرة و مصر  
 كلها ولم يبق بلدا لا وبتيت  
 فيه المساجد ونسخت فيه  
 المصاحف وقراء الاثمة القرآن  
 وعلمه الصبيان في المكاتب  
 شرقا وغربا وبقى كذلك  
 عشرة عوام و اشهرا والمؤمنون  
 كلهم لا اختلاف بينهم في شيء  
 بل ملة واحدة و مقالنة  
 واحدة وان لم يكن عند المسلمين  
 اذ مات عمر مائة الف  
 مصحف من مصر الى العراق الى الشام  
 الى اليمن فيما بين ذلك فلم يكن  
 اقل ثم ولى عثمان فزادت الفتوح  
 واتسع الامر فتلورام احد  
 احصاء المصاحف اهل الاسلام.

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پر وہ فرمایا تو اس وقت تک سارے  
 جزیرہ عرب میں اسلام پھیل چکا تھا یعنی بحر قلزم کے دور دراز علاقوں سے  
 تمام سواحل یمن تک، بحر فارس، فرات، اور شام کی انتہائی حدوں میں  
 بحر قلزم تک۔۔۔۔۔ اس جزیرے کے بے شمار شہروں  
 اور قریوں، جن کی تعداد کا سوا کے اللہ کو کسی کو علم نہیں) مثلاً، یمن، بحرین  
 عمان، نجد، جبل طے اور مصر، ربیعہ، قضاعہ، طاعت اور مکہ کے تمام  
 باشندے مسلمان ہو چکے تھے۔۔۔۔۔ انہوں نے جگہ جگہ مسجدیں  
 تعمیر کیں۔ کوئی ایسا شہر، قریہ، بدوؤں کی خیمہ بستیاں ایسی نہ تھی جہاں نماز  
 میں قرآن کی قرات نہ ہوتی ہو، بچوں، مردوں اور عورتوں کو اس کی تعلیم  
 نہ دی جاتی ہو اور اسے کتابی صورت میں نہ لکھا جاتا ہو۔ (حضور صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے پر وہ فرمانے کے بعد) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
 ڈھائی برس تک مسند خلافت پر رونق افروز رہے۔ ان کے عہد  
 خلافت میں فارس اور روم سے معرکے ہوئے اور یہاں فتح ہوا  
 پچاس چھ قرآن پڑھنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا اور کوئی ایسا شہر  
 باقی نہ رہا جہاں قرآن کے نسخے موجود نہ ہوں۔۔۔۔۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے وصال کے بعد حضرت  
 عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کے جانشین ہوئے تو ان کے دور خلافت  
 میں ایران کے تمام شہر، شام، مصر اور جزیرے کے سارے علاقے  
 فتح ہو گئے۔ ان ملکوں میں کوئی ایسا شہر نہیں بچا جہاں مسجدوں کی تعمیر  
 نہ ہوئی ہو، قرآن کے نسخے نہ موجود ہوں، انہم قرآن کی تلاوت نہ کرتے



میں موثر کردار ادا کیا۔ پھر جب فوجی مہمات کا سلسلہ شروع ہوا تو فتوحات کے ساتھ ساتھ اسلام پھیلتا چلا گیا اور قرآن کا دائرہ بھی وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ تجارتی روابط نے ووردراز علاقوں میں رہنے والوں کو اسلام سے جس حد تک متاثر کیا اس کا اندازہ اس ایک واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے۔

تیسری صدی ہجری کے مشہور سیاح بزرگ بن شہر پار نے لکھا ہے کہ لنگا کے چند باشندے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے ارادے سے چلے۔ عرصہ دراز کے بعد جب وہ مدینہ منورہ پہنچے تو عہد فاروقی کا آغاز ہو چکا تھا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند خلافت پر رونق افروز تھے۔ یہ لوگ آپ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ سطوت خلافت کے باوجود آپ بیوند گے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ وہ کبھی آپ کو دیکھتے اور کبھی آپ کے کپڑوں کو۔ آپ کی عظمت کا نقش دل میں لیے وطن واپس لوٹے۔ آنکھوں نے جو کچھ دیکھا جب وہاں جا کر بیان کیا تو جو سنتا بن دیکھے دل سے بیٹھتا۔ سیرت فاروقی کا دلوں پر ایسا اثر ہوا کہ لنگا کے باشندے آپ کی یاد میں بیوند گے کپڑے پہننے لگے۔

اللہ اکبر!۔ دلوں پر سیرت فاروقی نے جب یہ اثر دکھایا تو یقیناً وہ اسلام کی دولت سے سرفراز ہوئے ہوں گے اور ان کی باتیں سن سن کر ہزاروں مسلمان ہو گئے ہوں گے۔ مدینہ منورہ سے وہ خالی ہاتھ نہ گئے ہوں گے، دولت ایمان کے ساتھ قرآن بھی اپنے ساتھ لے گئے ہوں گے۔ پھر لنگا میں بہت سے عرب تاجر بھی آباد ہو گئے تھے، ان کے اثر و رسوخ نے قرآن کی اشاعت میں اور چار چاند لگا دیئے ہوں گے۔

۱۔ بزرگ بن شہر پار، عجائب الہند، مطبوعہ لیڈن، ص ۱۵۷

تجارتی مہمات کے علاوہ فوجی مہمات کے سلسلے میں صحابہ کرام نے پاک و ہند کا رخ کیا چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردگار نے کے چار پانچ سال بعد ۱۵ھ میں مغیرہ بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں اسلامی لشکر کا دیبل کے مقام پر لشکر کفار سے تصادم ہوا۔ اس وقت یہاں سامہ بن دیوانج حاکم تھا اور سندھ پر راجہ واہر کے باپ پوج بن بیلاج کی حکومت تھی اے جس کو مورخین نے سندھ کا غاصب حکمران قرار دیا ہے۔ کیونکہ سندھ کے اصل حکمران گوتم بدھ کے اتنے والے تھے اور پوج نے اپنی حکمت عملی سے بدھوں سے حکومت چھیننی تھی۔

بعض روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ سندھ اور ہند کے کچھ لوگ ایران میں بھی بسے ہوئے تھے اور انہوں نے جنگ ایران میں مسلمانوں کے خلاف جنگ کی تھی۔ لیکن جب مسلمان فاتح منصور ہوئے تو ان میں سے کچھ لوگ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۔ ابوالحسن مدائنی: فتوح الهند والسند (سندھی ترجمہ پوج نامہ مطبوعہ حیدرآباد سندھ ۱۹۶۶ء، ص ۹۸) تو طے ہے۔ سندھ پر اس کے خاندان کی حکومت تھی جو بدھ مت سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ حکومت تقریباً ۳۵۰ء سے ۶۳۰ء تک قائم رہی، اسی خاندان کے دور حکومت میں پہلی مرتبہ صحابہ کرام سندھ میں تشریف لائے۔ رائے خاندان کے بعد سیت پرست برہمن خاندان کی حکومت کا آغاز ہوا جو ۶۳۰ء سے ۷۱۰ء تک قائم رہی۔ یعنی خلافت راشدہ سے شروع ہو کر دور تو انیس پر ختم ہوئی۔ راجہ واہر اس خاندان کا آخری حکمران تھا جس نے ۷۱۰ء سے ۷۱۲ء تک حکومت کی پھر ۷۱۲ء میں محمد بن قاسم نے اس کو شکست دی اس طرح برہمن حکومت کا خاتمہ ہوا۔ سندھ کے عوام نے مسلمانوں کا استقبال کیا اور ایک مستقل اسلامی حکومت قائم ہوئی۔

ڈاکٹر حسین تالپور: سندھ جا اسلامی درس گاہ، مطبوعہ حیدرآباد سندھ ۱۹۸۲ء، ص ۲۲، مخلصاً  
 ۲۔ (۱) ابوالحسن مدائنی: فتوح الهند والسند، ص ۱۵۵، (ب) انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا، جلد ۱۶، مطبوعہ امریکہ ۱۹۹۸ء، ص ۷۸۔  
 (ج) ڈاکٹر نبی بخش بلوچ: ہندو مختلف ادوار میں، (انگریزی) جام شورو ۱۹۸۴ء، ص ۱۳-۲۲

کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔۔۔۔۔ بہر کیف قلعہ نیروں میں تبلیغی مشن پر صحابہ کی آمد و پیل  
 میں لشکر کفار سے تصادم اور ایران میں ایسے ہوئے اہل سندھ و ہند کے مشرف باسلام ہونے  
 کے بعد سندھ میں اسلام کے اثر و نفوذ اور قرآن کی اشاعت میں یقیناً اضافہ ہوا ہوگا۔ کیوں کہ  
 صحابہ کرام، قرآن حکیم کو اپنی جان کے ساتھ لگائے رکھتے تھے، وہی ان کی زندگی کل سرمایہ تھا،  
 جہاں جاتے اسے اس کو ساتھ لے جاتے اس لیے جن علاقوں میں وہ پہنچے وہاں قرآن کا پورے پورے لفظی  
 امر ہے۔۔۔۔۔ عہد فاروقی میں مندرجہ ذیل صحابہ کرام پاک و ہند کے علاقوں میں آئے:

- حضرت عثمان بن ابوالعاص ثقفی رضی اللہ عنہ
- حکم بن ابوالعاص ثقفی رضی اللہ عنہ
- مغیرہ بن ابوالعاص ثقفی رضی اللہ عنہ
- ربیع بن زیاد حارثی رضی اللہ عنہ
- حکم بن عمرو مجرد ثعلبی غفاری رضی اللہ عنہ
- عبداللہ بن عبداللہ بن عثمان غفاری رضی اللہ عنہ
- اہیل بن حدی بن مالک خزرجی انصاری رضی اللہ عنہ
- شہاب بن قاریق بن شہاب تمیمی رضی اللہ عنہ
- صحابہ بن عباس عیدی رضی اللہ عنہ
- عاصم بن عمر تمیمی رضی اللہ عنہ
- عبداللہ بن عمیر نسیمی رضی اللہ عنہ
- نسیر بن وسیم بن ثور عجمی رضی اللہ عنہ
- حکیم بن جبیلہ عیدی رضی اللہ عنہ

یہ صحابہ وہ تھے جنہوں نے عہد فاروقی میں بدرگاہ، کمان، مکران، سندھ، بھستان وغیرہ

میں بعض مہمانت میں حصہ لیا اور مختلف ممالک فتح کر کے وہاں اسلام پھیلا یا اس طرح ہند فاروقی میں پاکستان کے صوبہ بلوچستان میں قرآن کا پیغام پھیلا اس سے پہلے ہند نبوی میں سندھ میں اسلام نے قدم رکھے اور قرآن پھیلا یا

ہند فاروقی کے بعد ہند عثمانی میں فتوحات کے ساتھ ساتھ اسلام کی اشاعت ہوتی رہی اور اسی کے ساتھ ساتھ قرآن حکیم کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خصوصی طور پر قرآن حکیم کا اصل نسخہ جو ام المومنین (زوجہ رسول کریم علیہ السلام) حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس محفوظ تھا اس کی متعدد نقلیں تیار کرائیں، ان نقلیں میں کاتبین وحی بھی شامل تھے، ان میں یہ حضرات قابل ذکر ہیں:

- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ
- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ
- حضرت سعید بن القاص رضی اللہ عنہ
- حضرت عبدالرحمن بن عمار بن ہشام رضی اللہ عنہ
- حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ
- حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ

یہ نقول ۲۵ھ میں مندرجہ ذیل ملکوں اور شہروں میں ارسال کی گئیں:

مکہ مکرمہ، شام، یمن، بحرین، بصرہ، کوفہ وغیرہ  
 ہند عثمانی میں پاک و ہند کی طرف بھی توجہ کی گئی۔ چنانچہ حکم بن جبہ کو  
 سندھ اور ہند کے احوال معلوم کرتے کے لیے بھیجا گیا واپسی پر انہوں  
 نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پاکستان اور ہندوستان کے بارے میں  
 تفصیلات بتائیں۔ ہند عثمانی میں مندرجہ ذیل صحابہ پاکستان و  
 ہندوستان آئے:



- — حکم بن جبیلہ عبدی رضی اللہ عنہ
- — عبد اللہ بن معمر بن عثمان قرشی تمیمی رضی اللہ عنہ
- — عیمر بن عثمان بن سعید رضی اللہ عنہ
- — مجاشع بن مسعود بن ثعلبہ سلمی رضی اللہ عنہ
- — عبد الرحمن بن سمرہ بن حبیب قرشی رضی اللہ عنہ
- حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے عہد خلافت میں بھی پاک و ہند کی طرف توجہ کی گئی۔ چنانچہ
- آپ نے تباغزین و عرک لشکر کا سردار بنا کر ہندوستان کی سرحد پر بھیجا ہے
- آپ کے عہد میں مندرجہ ذیل صحابہ پاک و ہند تشریف لائے:
- — حذیفہ بن یمان شامی رضی اللہ عنہ
- — عبد اللہ بن سوید تمیمی شمری رضی اللہ عنہ
- — کلیب بن ابو وائل رضی اللہ عنہ
- — مہلب بن ابو سفیرہ ازدی عسکری رضی اللہ عنہ
- — عبد اللہ بن سعاد بن بہام عبدی رضی اللہ عنہ
- — یاسر بن سوار عبدی رضی اللہ عنہ
- — سنان بن سلمہ بن محبیق بزی رضی اللہ عنہ
- — منذر بن جارد عبدی رضی اللہ عنہ
- — حارث بن مرقہ عبدی رضی اللہ عنہ

اس طرح کل ۲۵ صحابہ عہد خلافت راشدہ میں پاک و ہند آئے، اسلام اور تعلیمات قرآنیہ

کو پھیلایا۔

۱۰۲ — مخدوم امیر احمد! پیچ نامہ ترجمہ صحیح فتوح الهند و الهند مطبوعہ حیدرآباد سندھ، ص ۱۰۲

(ج)

خلافت راشدہ کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں بھی خلافت اسلامیہ کی پاک و ہند کی طرف توجہ رہی۔ چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبداللہ بن سوار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چار ہزار سوار دے کر سندھ کی طرف بھیجا۔ ان کے ہمراہ میں مندرجہ ذیل صحابہ پاک و ہند بھیجے گئے:

- — عمر بن عبداللہ بن معمر تمیمی
- — مہلب بن ابی صفرہ
- — عیاد بن زیادہ بن ابوسفیانؓ

مندرجہ بالا حضرات میں سے بعض نے صوبہ سندھ، صوبہ بلوچستان، صوبہ سرحد، اور صوبہ پنجاب میں بعض مہمات سر کی یقیناً اپنے اثرات چھوڑے ہوں گے اور قرآن کی بازگشت محمدی قاسم کی آمد سے بہت پہلے ان علاقوں میں سنی گئی ہوگی۔ انہی راہوں سے یہاں، قرآن داخل ہوا اور پھر پھیلتا چلا گیا۔

المسعودی نے مروج الذهب میں لکھا ہے کہ جنگ صفین میں جو ۳۵ھ میں ہوئی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں تقریباً پانچ سو قرآن کے نسخے اٹھائے گئے جن غالباً یہی ہے کہ اسی قدر قرآن کے نسخے حضرت علیؓ کی فوج میں بھی ہوں گے۔ جب میدان جنگ میں صحابہ مجاہدین کے پاس اتنی کثیر تعداد میں قرآن حکیم کی کاپیاں موجود تھیں تو بلا واسطہ اور قرب و جوار کے قریبوں اور دیہاتوں میں کس قدر تعداد میں قرآن حکیم کے نسخے ہوں گے؟ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد تیزید کا دور آتا ہے اس دور کے بعض تاریخی

۱۳ ڈاکٹر محمد اسحاق بھٹی! نقبائے ہند، ج ۱ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء، ص ۱۳۔

حقائق سے اندازہ ہوتا ہے کہ سندھ میں اس وقت مسلمان موجود تھے جب میدان کر بلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا جا رہا تھا۔ چنانچہ ابو محمد بن عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری لکھتے ہیں:۔۔۔۔۔

جب حضرت امام حسین کو حرنے کو قرہ کے راستے میں روکا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگرچہ تمہارے بلانے پر عراق آیا ہوں لیکن اب اگر تم میرا اناکسی وجہ سے پسند نہیں کرتے تو مجھے چھوڑ دو کہ سندھ چلا جاؤں کیوں کہ وہاں میرے مسلمان بھائی مجھے پناہ دے دیں گے۔۔۔۔۔

ایک روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہو یعنی حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ سندھی تھیں ابن قتیبہ لکھتے ہیں:۔۔۔۔۔

امام زین العابدین کی ایک بیوی سندھی تھیں جن سے حضرت زید شہید لطل اعظم اسلام پیدا ہوئے۔۔۔۔۔

عبدالرزاق نجفی نے بھی لکھا ہے:۔۔۔۔۔

زید شہید امام زین العابدین کی جس بیوی سے پیدا ہوئے تھے وہ سندھی تھیں۔۔۔۔۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ پہلی صدی ہجری کے نصف اول میں سندھ میں کافی تعداد میں مسلمان موجود تھے اور خاندان اہل بیت میں ان کی شادیاں بھی ہونے لگی تھیں۔۔۔۔۔

۱۔ ابو عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری، المعارف، مطبوعہ مصر ۱۹۳۲ء، ص ۹۵

۲۔ ایضاً، ص ۷۳

۳۔ عبدالرزاق نجفی، زید شہید، مطبوعہ نجات اشرف، ص ۵

محمد بن قاسم کے حملے سے کچھ پہلے صوبہ بلوچستان کی اسلامی قلمرو کا باغی گروہ، محمد علانی کی سرکردگی میں راجہ واہر کے پاس آیا جس میں ۵۰ جنگ جو عرب مسلمان تھے۔ واہر نے ان لوگوں کو پناہ دی اور نہایت اعزاز و اکرام سے رکھا، انہوں نے راجہ قنوج کی سندھ پر عظیم یورش کے وقت، راجہ واہر کی مدد کی اور ان کی مدد سے ایسی شاندار فتح ہوئی کہ دشمن کے ۸۰ ہزار فوجی قیدی بنا لیے گئے۔ ظاہر ہے کہ یہ پانچ سو افراد اپنے ساتھ قرآن حکیم بھی لائے ہوں گے اور قرآن حکیم کی آواز راجہ واہر کی قلمرو میں سنی جاتی ہوگی۔ اس واقعہ کے بعد پھر وہ واقعہ پیش آیا جس کے بعد سندھ مستقل اسلامی سلطنت کا گہوارہ بنا۔ اس کی تفصیل یہ ہے

ولید بن عبد الملک بن مروان کے عہد میں سرانڈیپ کے راجائے گورنر عراق، حجاج بن یوسف کو تحفے تحائف بھیجے۔ جس جہاز میں یہ تحائف تھے اس میں سرانڈیپ کی مسلمان عورتیں بھی تھیں جو کعبہ کی زیارت اور دارالخلافت کو دیکھنے کی غرض سے ساتھ چل پڑی تھیں۔ یاد مخالف نے جہاز سمندر سے ہٹا کر ویسل پہنچا دیا جہاں بحری قزاقوں نے اس کو لوٹ لیا اور عورتوں کو رعمال بنا لیا۔ تیبہ بنی عزیز کی ایک عورت نے اضطراب کے عالم میں پکارا یا حجاج! یا حجاج! اغثنی! اغثنی!

اسے حجاج میری مدد کرو! میری مدد کرو! جہاز میں سوار ایک بیوی پاری نے حجاج تک یہ فریاد پہنچا دی، حجاج نے راجہ واہر کو ٹوٹے ہوئے مال کی واپسی اور عورتوں کی بازیافت کیلئے لکھا، راجہ نے معذرت پیش کر دی کہ بحر کا قزاق اس کے قبال سے باہر ہیں۔ اس پر حجاج نے پے درپے تمین، تمین، تمین بھیجیں۔ تمیر کی مہم کی کمان محمد بن قاسم کو رہے تھے انہیں کے ہاتھ سے راجہ واہر کو شکست ہوئی اور سندھ کی مقامی آبادی نے محمد بن قاسم کو خوش آمدید کہا کیونکہ ان کی اکثریت بدھ مذہب کی پیرو تھی اور وہ برہمنوں کے ظلم و ستم کا شکار تھے۔ مسلمان پہلے ہی سندھ میں موجود تھے۔ اور

مقامی لوگ ان کے اخلاق و کردار اور قرآنی تعلیمات سے پہلے ہی متاثر ہو چکے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ مسلمانوں کے زیر سایہ ان کو انصاف ملے گا اور تاریخ بتاتی ہے کہ ان کو انصاف ہی ملا اسی لیے جب محمد بن قاسم کو واپس دارالخلافہ بلایا گیا تو سندھ کے غیر مسلموں نے ماتم کیا۔

پاکستان میں سب سے پہلے بلوچستان و سندھ میں اسلام اور قرآن پھیلا۔ تو ہندوستان کے جنوب میں مشرقی اور مغربی سواحل کو رومنڈل اور مالابار کے علاقوں میں پہلی صدی ہجری کے نصف اول میں مسلمان آباد ہو چکے تھے۔ ایرانی اور عرب سیاحوں نے ان کے حالات پر روشنی ڈالی ہے۔

مثلاً یہ سیاح :۔۔۔۔۔

مسعودی ، ابودلف ، مہملہ ، بزرگ بن شہریار ، سلیمان ابو زید  
 صیرفی ، ابن حوقل ، الاصلطنری ، ابن سعید ، ابوالفداء ، ابن بطوطہ

وغیرہ

قیاس یہی کہتا ہے کہ مسلمانوں کی آبادی کے ساتھ ساتھ مساجد میں تعلیم القرآن کے مدارس بھی قائم ہوں گے۔ تعلیم القرآن کے مدارس کا جو حال پاک و ہند میں پھیلا ہوا ہے شاید ہی کسی اسلامی ملک میں ہو، اور جو چہ چاق قرآن و قرآنی تعلیمات کا یہاں ہے شاید ہی کہیں اور ہو۔

(۵)

قازق و ایران اور پاک و ہند میں اسلام کی اشاعت کے ساتھ تراجم و تفاسیر کی ضرورت

۱۔ مخدوم امیر احمد! بیچ نامرندھی ترجمہ مطبوعہ حیدرآباد سندھ، ص ۱۲۵  
 ۲۔ ڈاکٹر محمد سعید احمد! تمدن ہند پر اسلامی اثرات (ترجمہ اردو) مطبوعہ لاہور ۱۹۴۲ء

محموس کی گئی۔ چنانچہ قرآن حکیم کے فارسی اور ہندی تراجم کی روایتیں بھی ملتی ہیں۔ چنانچہ اولین تراجم و تفاسیر میں حضرت سلیمان فارسی کا سورہ فاتحہ کا فارسی زبان میں ترجمہ ہے جو انہوں نے تو مسلم ایرانیوں کے لیے کیا تھا۔ اور تفاسیر میں حضرت ابی بن کعب کی تفسیر کا بڑا حصہ ثابت ہے نیز حضرت ابن عباس کی بھی تفسیر ہے جو ابی ابن طلحہ الهاشمی نے حضرت سعید بن جبیر اور مجاہد سے سُن کر لکھی تھی۔

تیسری صدی ہجری کی یہ روایت ملتی ہے کہ کشمیر کے راجہ مہروک کے لیے سندھ کے ایک عراقی النسل عالم عبداللہ بن عمر نے قرآن حکیم کا زبان ہندی میں ترجمہ کیا اور جب یہ ترجمہ اس کو پڑھ کر سنایا تو وہ زار و قطار رونے لگا زمین پر سر رکھ دیا اور چہرہ خاک آلودہ ہو گیا، اس کے بعد دل سے مسلمان ہو گیا چھپ چھپ کر عبادت کرتا تھا، محل میں ایک خلوت خانہ بنا لیا تھا۔

قرآن حکیم کے تراجم و تفاسیر کا صحیح اندازہ لگانا مشکل ہے ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے عرصہ ہوا اپنی کتاب القرآن فی کل لسان میں مختلف زبانوں میں قرآن حکیم کے تراجم کا جائزہ لیا تھا، اس کے بعد مزید تحقیق فرمائی اور ۱۹۶۶ء میں استانبول میں یہ انکشاف فرمایا کہ دنیا کی ایک سو زبانوں میں قرآن حکیم کے ترجمے ہو چکے ہیں اسے اس انکشاف کو اب ۱۸ سال گزر چکے ہیں اس عرصے میں نہ معلوم کتنے تراجم کا اور اضافہ ہو چکا ہوگا۔ اور تفاسیر قرآن کا نواتناظیم سر یا یہ ہے جس کا احاطہ کرنا مشکل ہے

۱۔ محمد فرید وجدی! الاولة العلمية على جواز معاني القرآن الى اللغة الاجنبية، ص ۵۸

۲۔

(۱) مسعود عالم ندوی! ہندوستان عربوں کی نظر میں، مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۶۲ء، ص ۱۹۳

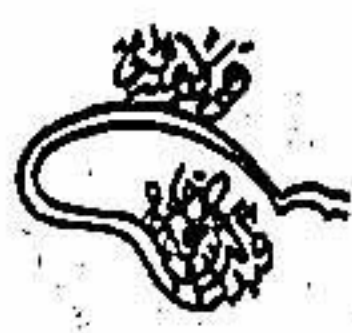
(ب) ڈاکٹر نبی بخش بلوچ! سندھ، پاکستان میں اسکا حقیقی تشخص و کردار (انگریزی) کراچی ۱۹۸۲ء، ص ۲

۳۔ جنگ (کراچی) مارچ ۱۹۶۶ء

مندرجہ ذیل زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں۔ ایک زبان میں کئی کئی تراجم ہیں، پھر نئے نئے تراجم ہوتے جاتے ہیں۔

فارسی، اردو، سندھی، پنجابی، پشتو، ہندی، کشمیری، بنگالی،  
برمی، براہوئی، گجراتی، مرہٹی، ملیالم، کناری، تلگو، عبرانی، روسی،  
لاٹینی، انگریزی، فرانسیسی، جرمنی، یونانی، پولش، اطالوی،  
پرتگالی، ہسپانوی، ڈچ، ایٹالی، عبرانی، بلغاری، رومانی،  
ہنگری، جاپانی، چینی، جاوی، ترکی، ڈینش، انڈونیشی، ملائی،  
ارگونی، اسرائیلی، سواحلی، یوگنڈی، ترکی، انڈونیشی، فلپائنی،  
جسٹشی، ہندی، ملیالم، تامل، ماکاسین، ارگونین، اسپرین، یوہیسیا،  
ہسپانوی، ارمینی، وغیرہ وغیرہ

اسٹریٹسٹل ریسرچ سینٹر، اسٹامبول (ترکی) میں قرآن حکیم کے تراجم سے متعلق ایک جامع  
کیٹلاگ تیار کیا جا رہا ہے جس میں مختلف زبانوں میں مطبوعہ تراجم کی تفصیلات ہسٹیا کی جائیں گی،  
ایک تہایت عظیم اور صبر آزما کام ہے۔ اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے  
راقم نے صرف اردو تراجم و تقاسیر کی تحقیق پر آٹھ سال صرف کیے اور ۵۰ صفحات پر مشتمل ایک  
مفصل مقالہ قلم بند کیا۔ جب ایک زبان پر تحقیق کا یہ عالم ہے تو جملہ زبانوں میں  
تراجم کی تفصیلات ہسٹیا کرنا جوئے شیر لانا ہے۔  
القرض علم و دانش کے پھیلاؤ کے ساتھ معانی قرآن بھی پھیلتے چلے جاتے ہیں



(۵)

گزشتہ سطور میں عہد نبوی، عہد خلافت، عہد بنو امیہ میں اسلام اور قرآن کی ابتدائی اشاعت اور ابتدائی تراجم کا مختصر جائزہ لیا گیا۔ اگر ہم شجر اسلام کے پھیلاؤ کو دیکھیں

تو بے ساختہ زبان سے نکلتا ہے: —————

كُنْجَرَةٌ طَيِّبَةٌ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاوَاتِ

(ترجمہ) جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں۔

اس کی جڑیں زمین میں ہیں اور شاخیں آسمان سے بائیں کر رہی ہیں۔  
 ایسے اسلام کے اس توراتی شجر کا پھر ایک جائزہ لیں اور دیکھیں جبل تور سے پھوٹنے والی روشنی کہاں سے کہاں پہنچی۔

● عہد نبوی میں (۶۱۰ھ تا ۶۳۲ھ) صحرائے عرب میں حضرت

موت، نجد و عمان، سندھ اور حبشہ وغیرہ میں اسلام اور قرآن

کا پیغام پھیل چکا تھا۔

● عہد خلافت راشدہ (۶۳۲ھ تا ۶۶۱ھ) میں مصر، شام، عراق

ایران، آرمینیا، افغانستان، آذربائیجان، بحران، خراسان،

وغیرہ میں جوں جوں اسلام پھیلا، قرآن بھی پھیلتا چلا گیا۔

● عہد بنو امیہ میں (۶۶۱ھ تا ۷۵۰ھ) شمالی افریقہ، اسپین،

پرتگال، فرانس، سوڈان، روسی ترکستان، چین، ہندھ، پنجاب،

برطانیہ، داغستان، مالدیپ، قبرص، سسلی، ساراڈاؤٹا وغیرہ

میں اسلام پھیلا اور قرآن کا پیغام بھی پھیلتا چلا گیا۔



● عہدِ غالبہ (نویں صدی عیسوی) میں جنوبی اٹلی، ایشیا کے کوچکے اور

بالتورس تک مسلمان بڑھتے چلے گئے اور اسلام پھیلتا چلا گیا۔

● عہدِ نورعباسیہ ۷۵۰ء سے ۱۲۵۶ء میں سلطنتِ اسلامیہ کو وسعت

سے زیادہ استحکام نصیب ہوا البتہ عہدِ غزنویہ میں (۱۱۸۵ء تا ۱۱۹۳ء)

ہندوستان، پاکستان، اور کشمیر (سندھ و بلتستان کے علاوہ) وغیرہ میں،

سلطنتِ اسلامیہ کی وسعت کے ساتھ ساتھ اسلام پھیلا اور ساتھ ہی

قرآنی تعلیمات کا دائرہ بھی وسیع ہوا۔

● بورنیو، انڈونیشیا، لائیشیا، چین اور آبنائے ملاکے مختلف علاقوں

میں تبلیغ کے ذریعے اسلام اور ساتھ ہی قرآن کا پیغام پھیلا۔

● عہدِ سلطنتِ عثمانیہ (بیسویں صدی عیسوی سے سولہویں صدی عیسوی)

سنگ ابلغار، بلنشہ، ہنگری، رومانیہ، سرہیا، البانیہ، یوسینیا اور لیبیا

کریمیا، جارجیا، ریاستہائے بلقان اور گرنادور وغیرہ میں اسلامی

سلطنت کے دائرے کی وسعت کے ساتھ ساتھ اسلام اور قرآن

پھیلتا چلا گیا۔ اس کے علاوہ مختلف ادوار میں مندرجہ بالا

علاقوں میں اسلام کے پیغام کے ساتھ ساتھ قرآن کا پیغام پہنچا۔

● نائیجیریا، گولڈ کوسٹ، انیورہ کوکوسٹ، لائبریا،

صحارہ، یوگنڈا، سوڈان، کینیا، کیمرون، وغیرہ

الغرض دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں جہاں مسلمان نہ پہنچے ہوں یا

مسیحین و متفقین نے اسلام کا پیغام نہ پہنچایا ہو۔

● مندرجہ بالا سرسری جائزہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ گزشتہ صدیوں

میں اسلام اور قرآن کا پیغام دنیا کے ہر حصے میں پہنچ چکا ہے اور دنیا

کی ہر قوم اسلام اور قرآن سے اچھی طرح واقف ہو چکی ہے اور برابر واقف ہو رہی ہے۔ قرآن کی اشاعت کے ساتھ ساتھ اس کی حفاظت

کا وہ سامان ہوا کہ دنیا اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتی۔

معانی قرآن، الفاظ و حروف قرآن، اعراب و اوقات قرآن، آیات و سورت قرآن اور علوم قرآن وغیرہ کی حفاظت کا سامان مختلف طریقوں سے کیا گیا اور جوں جوں زمانہ گزرتا گیا حفاظت کے نئے نئے سامان ہیا ہوتے چلے گئے چنانچہ ابتداء سے لے کر اب تک قرآن حکیم کو جس طرح محفوظ کیا گیا ہے دنیا کی کسی کتاب کو اس طرح حفاظت نہیں کی گئی۔

تقریر و تحریر، تعلیم و تدریس اور تجوید و قرأت کے ذریعے قرآن کے متن اور معانی کو کتابوں میں ذہنوں میں اور سینوں میں پوری طرح محفوظ کیا گیا، آغاز اسلام سے لے کر اب تک بلاد اسلامیہ میں علوم دینیہ اور تعلیم القرآن کے ہزاروں لاکھوں مدارس قائم ہیں جہاں سے ہر سال لاکھوں طلبہ فارغ ہو کر نکلتے ہیں۔ نماز پنجگانہ، نماز جمعہ و عیدین، نماز تراویح وغیرہ کے

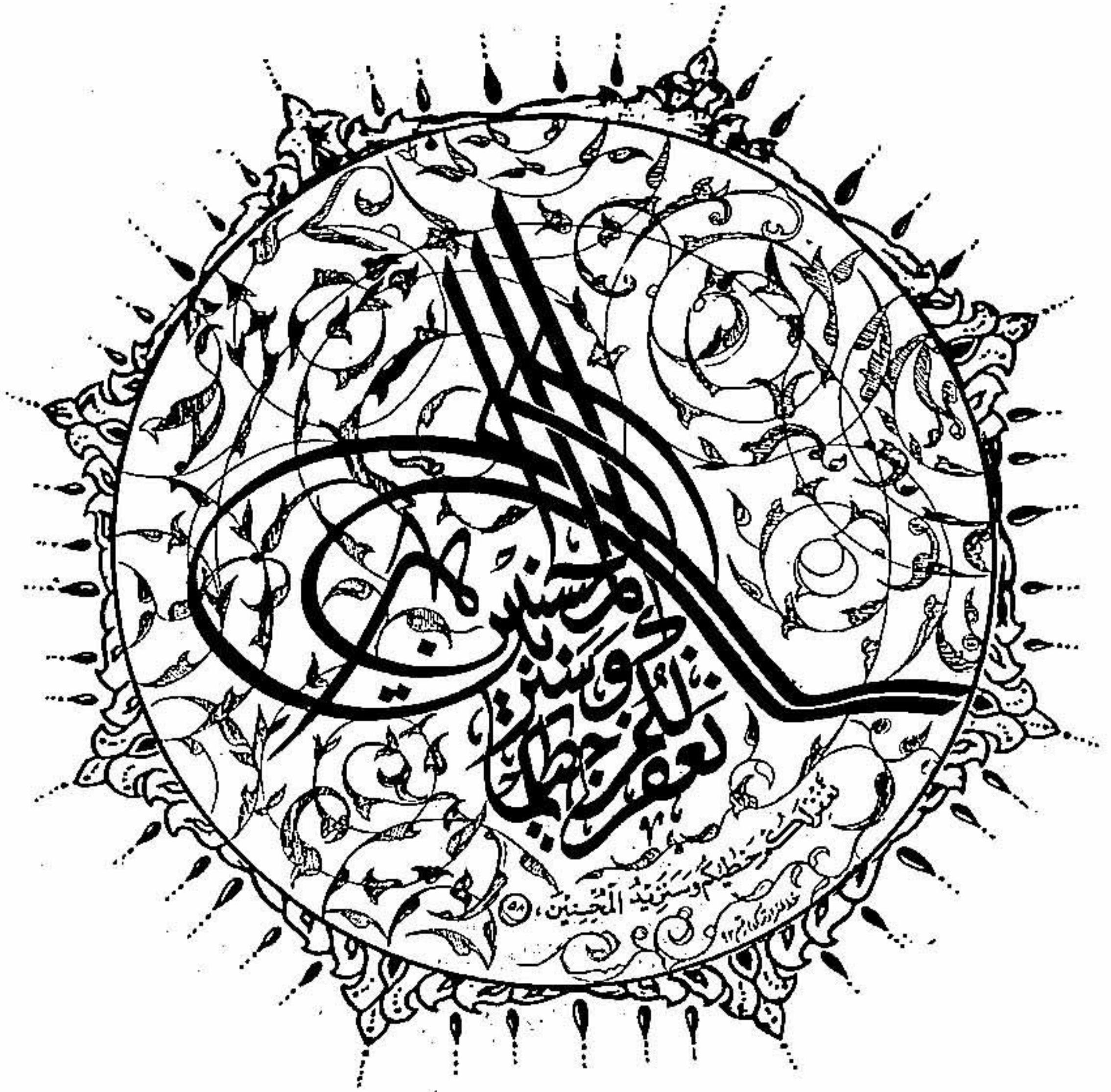
لیے قرآن حکیم کو جزو لاینفک قرار دے کر امر بنا دیا گیا ہے۔ تفسیر و تشریح اور ترجمے کے ذریعے قرآن کے معانی و مطالب کو محفوظ کیا گیا۔ عربی و فارسی اور اردو میں خصوصاً، تفاسیر قرآن کا ایک عظیم ذخیرہ موجود ہے اس کے علاوہ دنیا کی ایک سو سے زیادہ زبانوں میں تراجم اور بعض زبانوں میں تفسیر کی اور تشریحی نوٹ لکھے گئے ہیں۔

علوم قرآن سے متعلق روز روز نئی تحقیقات سامنے چلی آتی ہیں۔ تزئین و

تذہیب اور خطاطی کے ذریعے قرآن حکیم کے ظاہری حسن و جمال میں اضافہ کیا گیا۔ خطاطی کو کاغذ و قرطاس تک محدود نہ رکھا گیا بلکہ پتھروں لکڑیوں اور دھاتوں پر آیات قرآنی کو گندہ کیے جاواں بنایا گیا۔ جدید سائنسی ایجادات سے قرآن کی حفاظت و اشاعت میں چار چاند لگا دیئے۔ پریس کی ایجاد نے ہمہ گیر

کام کیا، کروڑوں کی تعداد میں قرآن پاک چھپ چکے ہیں، چھپ رہے ہیں اور چھپتے رہیں گے۔  
 پھر کنیٹا ڈوگراف، فوٹو گراف، زیر دوگراف، فوٹو اسٹیٹ، مائیکروفلم، فیکس پیریٹ،  
 کمپیوٹر، اڈیو کیسٹ، ویڈیو کیسٹ، ریڈیو، ٹیلی ویژن وغیرہ کے ذریعے قرآن حکیم کتب خانوں میں  
 گھروں میں بلکہ گلی گلی، کوچے کوچے اس طرح پھیلا ہے جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔  
 اللہ تعالیٰ نے قرآن کو جمع کرنے کی ذمہ داری خود اٹھائی اور فرمایا کہ قرآن کا جمع کرنا اور پڑھانا ہماری  
 ذمہ داری ہے سچ ہے آج قرآن پاک جمع بھی ہے پڑھا اور پڑھایا بھی جا رہا ہے۔ فضائیں  
 اس کی آواز سے گونج رہی ہیں۔





۱

قرآن حکیم کی اشاعت کے ساتھ ساتھ اس کی تزئین و آرائش کے سامان بھی ہونے لگے۔ فنون لطیفہ انسان کے احساس جمال کی عکاسی کرتے رہے ہیں۔

تحریر بھی ایک فن لطیف ہے، یہ وہ فن ہے جس نے انسانی تہذیب و تمدن میں ایک عظیم انقلاب برپا کیا۔ ابتداء میں تصویریں تحریر کرنے جنم لیا، جو بات کہی جاتی تصویریں خاک کے کی زبانی کہی جاتی۔ پھر الفاظ و حروف نے تحریر کی جگہ لے لی۔ رفتہ رفتہ یہی الفاظ و حروف پیکر حسن و جمال بن گئے اور فن خطاطی ایجاد ہوا۔ گلی کاریوں اور رنگ آمیزیوں نے اس کے حسن کو اور دو بالا کر دیا۔

قرآن عظیم کی بدولت فن خطاطی نے وہ عروج پایا جو اس سے پہلے کبھی نہ پایا تھا۔ اسلام علم و دانش کا علم بردار تھا۔ وہ دنیا کے سامنے علم و حکمت کا شہ کار لے کر آیا اور وہی اس کی ترجمہ کا سب سے بڑا امر کر دیا۔ اسلام کی وسعت پذیری کے ساتھ ساتھ فن خطاطی میں بھی وسعت پیدا ہوتی چلی گئی اور ایک کے بعد دوسرا خط ایجاد ہونے لگا یہاں تک کہ بیسیوں فن پارے سامنے آ گئے۔ حسن و جمال کی

اس طویل داستان کا خلاصہ یہ ہے —————

انسان احساسات و جذبات کا خزانہ ہے، وہ چاہتا ہے کہ اپنے احساسات و جذبات دوسروں تک پہنچائے۔ اس وقت جب وہ الفاظ و حروف کے ستر نہاں سے واقف نہ تھا، گرد و پیش نظر آنے والے جانوروں کی تصاویر کی مدد سے اپنے جذبات کی ترجمانی کرتا۔ اب شاعری میں مصوری کی جاتی ہے، پہلے مصوری میں شاعری کی جاتی تھی۔ تاریخ انسانی کے پتھر کے دور سے متعلق تقریباً پانچ ہزار قبل مسیح کے آثار، پتھر، پیتل اور مٹی کی تختیوں پر ملے ہیں۔ یہ مصر، چین، ایران، بابل، نینوا، آشور، ہندوستان، پاکستان، جنوبی امریکہ وغیرہ کی چٹانوں، پتھروں، غاروں اور کھنڈروں میں ملے ہیں۔

تصویری خط کے خاص تین مراکز تھے مصر، عراق اور چین۔ تصویری خط کو میروغلفی کہا جاتا ہے۔ مذہبی لوگ اس کو لکھنے کے مجاز تھے۔ اس کی تین قسمیں قرار پائیں۔

۱۔ میروغلفی ————— (مذہبی طبقے کے لئے)

۲۔ میرا طبقی ————— (طبقہ علماء کے لئے)

۳۔ میروطبیعی ————— (عوام کے لئے)

میروغلفی کی بھی کئی قسمیں ہیں جن میں مصری میروغلفی صورت و عمل کے لحاظ تین قسموں تقسیم کی گئی ہے۔

۱۔ تصویر نویسی ————— Pictography

۲۔ خیالی نویسی ————— Ideography

۳۔ صورت نویسی ————— Hierrography

یہ آخری قسم وہ ہے جب صورت و صوت کا ملاپ ہوا یعنی جس آواز کے لئے جو تصویر انتخاب کی گئی تھی رفتہ رفتہ اس تصویر کی نشانی رہ گئی۔ جس نے حرف کی شکل اختیار کی تصویر نویسی کی ابتداء میں مصری ۲۹ تصویروں سے مطالب ظاہر کرتے تھے جن کی تعداد بڑھ کر ۹۰ ہوئی پھر

ایک مدت بعد ۱۰۰ تصاویر تک جا پہنچی ان تصاویر کی مدد سے دل کی بات کہنا اور سمجھنا ایک صبر آزما کام تھا۔

تصویری خط کے رواج کے مطابق جب تصویر کا تعین ہو چکا تو ۲۲ قسم کی آوازوں کے لئے ۲۲ تصویریں بنائی جانے لگیں۔ یہ ۲۲ تصویریں رفتہ رفتہ تصویری لباس اتار کر حروف کی علامات بن گئیں اور یہی وہ ۲۲ حروف ہیں جو صدیوں قبل بعد ابجد، ہوز، خطی، کلہسن، سحفص، قرشت میں محدود ہوئے۔ عربوں نے ہزار ہا برس بعد اس میں چھ حروف بڑھائے تخذ، ضطخ۔ پھر ایرانیوں نے پ، چ، ڈ، گ کا اضافہ کیا، اس کے بعد ہندیوں نے ٹ، ڈ، ڈ کا اضافہ کیا۔ یہی ابجد سے لے کر فطخ تک حروف تھے جن کے لئے اعداد بہت پہلے سے متعین کئے جا چکے تھے۔ خلیفہ ہارون الرشید کے عہد میں اسی سے ایک نیا فن تاریخ گوئی ایجاد ہوا۔

حروف تہجی اور خطوط کی تاریخ کا موضوع بڑا وسیع موضوع ہے، یہاں نہ اس کی گنجائش اور نہ اس کی ضرورت اس لئے ہم نزول قرآن کے وقت جو خطوط رائج تھے ان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

سینکڑوں سال قبل مسیح میں سبا اور حمیر کی زبردست سلطنتیں قائم تھیں انہوں نے ایک خط ایجاد کیا جس کو خط مستد یا خط حمیری کہتے تھے، اس خط کے بہت سے آثار شمالی عرب میں پائے گئے ہیں۔ اسکندر یونانی کے عہد تک اس خط کا رواج رہا پھر نبطیوں کا زور ہوا جو صحرائے سینا اور شمالی عرب سے لے کر جنوبی شام تک پھیلے ہوئے تھے، عربوں سے ان کے تہذیبی اور تجارتی روابط تھے، حجر، پڑا وغیرہ میں ان کی حکومتیں قائم تھیں۔

انہوں نے خط نبطی ایجاد کیا، اس خط کے بہت سے کتبے پہلی صدی عیسوی سے تیسری صدی عیسوی تک کے لکھے ہوئے۔ دمشق سے مدینہ منورہ تک پھیلے

ہوئے پائے گئے ہیں، عربی رسم الخط اسی نبطی خط کی ارتقائی صورت ہے۔

اسی خط سے خط کوفی پیدا ہوا جو بعثت نبوی سے تقریباً دو سو برس قبل رائج ہو چکا تھا۔

بعض محققین کا خیال ہے کہ خط کوفی سے قبل خط معقلی رائج تھا اور خط معقلی سے خط کوفی

نکلا۔ ظہور اسلام کے وقت خط کوفی اپنی ابتدائی شکل میں موجود تھا یہی وہ خط ہے

جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تبلیغی مراسلے ارسال فرمائے۔ بعض محققین

کے نزدیک خط کوفی کی وجہ تسمیہ یہ ہے قبل اسلام عراق کے دو شہر حیرہ اور انبار بہت مشہور

تھے۔ حیرہ میں ثقافتوں کا سنگم تھا یعنی:

● ایرانی ثقافت

● مقامی بت پرست عربی ثقافت

● بازنطینی ثقافت

لے (ا) نکلسن! لٹریچر ہسٹری آف دی عربس، ص ۱۳، ویباچہ

(ب) ہسٹری! لٹریچر ہسٹری آف دی عربس، ص ۴۸



حیرہ جہاں خط کوئی پروان چڑھا اس کے قریب ہی شہر کو قہ آباد ہوا اس لیے یہ خط کوئی کہلایا۔

خط کوئی نے خلافت راشدہ کے دور میں ترقی کی جس کی شہادت مصحف عثمانی سے ملتی ہے جو اس وقت تک آشتقدروس میں موجود ہے۔ عہد بنو امیہ میں مشہور خطاط خالد بن الحجاج نے مسجد نبوی میں اب نور سے خط کوئی میں سورۃ الشمس لکھی جو صدیوں تک برقرار رہی۔ ابن الہیاج نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے لیے قرآن مجید کا ایک نسخہ کتابت کیا۔ ابن ندیم کے مطابق اموی دور میں قبطیہ المجر نے خطاطی کی بنیاد ڈالی، اس نے چار قسم کے اسلوب ایجاد کیے:

خط طومار، خط جلیل، خط نصف، خط مثلث،

بعض محققین کا خیال ہے کہ خط مثلث بھی اسی نے ایجاد کیا ہے۔

جب بنو عباس نے زمام اقتدار سنبھالی تو کو قہ کے بنیائے بغداد اسلامی تہذیب کا مرکز

بنا۔ اس عہد کا کاتب الضحاک بن بجلان فن خطاطی میں قبطیہ المجر سے سبقت لے

گیا۔ اسی عہد کے ایک اور کاتب اسحاق بن حماد نے خط کوئی میں اور ایجادیں کیں

اور کچھ مزید اسلوب ایجاد کیے مثلاً خط طومار خط سجالات وغیرہ۔ ابن حماد کے

شاگرد یوسف الجزی نے دو اور رسم الخط ایجاد کیے یعنی

خط خفیف، مثلث، خفیف، الثلثین

خليفة مامون الرشيد کے وزیر فاضل ابن سہل نے اس کو سرکاری خط قرار دے کر اس کا نام

خط ریائی تجویز کیا۔ اسی دور کے خطاط الاحول المجر نے ریائی خط سے بہت

سے خطوط ایجاد کیے مثلاً:

مثلث، نسخ، محقق، ریحانی، رقاع، توتیع،

عہد عباسیہ کے مشہور خطاط ابو علی محمد بن علی بن الحسین بن محمد بن مقلد بیضاوی (۳۲۸ھ)

نے خطاطی کے اصول و ضوابط مقرر کیے۔ ————— یہ شکستہ خطاطی کا استاد اول مانا جاتا ہے۔  
 اس نے ایک نیا خط ایجاد کیا جس کو خط المنسوب کا نام دیا گیا۔  
 حاجی خلیفہ نے اس خط کو خط بدیع کے نام سے یاد کیا ہے۔ یہی خط آگے چل کر خط نسخ کہلایا کیونکہ  
 اس نے اپنے سے پہلے سارے اسالیب کو عملاً منسوخ کر دیا اور سب پر حاوی ہو گیا۔  
 نویں صدی عیسوی تک شکستہ خطاطی کے ۲ سے زیادہ اسالیب متعارف تھے  
 ابن مقلہ کے تلامذہ میں عبداللہ بن اسد بن القاری اور محمد بن السجستانی نے شہرت پائی  
 عبداللہ بن اسد کے شاگرد ابو الحسن علی بن ہلال المعروف بربان البواب نے اپنے دادا استاد کے  
 خط المنسوب کے بعد خط المنسوب الفائق ایجاد کیا۔ ————— اسی عہد کے مشہور خطاط،  
 یاقوت المستعصمی (۶۹۶ھ) نے خط ثلث سے خط یاقوتی ایجاد کیا جو سب خطوط پر سبقت لے  
 گیا۔ ————— یاقوت مستعصمی کا پورا نام جمال الدین المجد یاقوت بن عبداللہ المستعصمی تھا۔

اسلامی خطاطی جس کو ابن مقلہ نے باضابطہ قائم کیا اور ابن البواب (۲۱۳ھ) نے جس  
 کو حسن بختا اور جس نے یاقوت المستعصمی کے ہاتھوں کمال حاصل کیا اب ایک نئے دور میں  
 داخل ہوا اور خط ثلث اور خط مستعصمی ایجاد ہوئے۔ ————— اس کے علاوہ خط مغربی،  
 کیردن میں ایجاد ہوا۔ ————— جو شمال مغربی افریقہ اور مسلم ہسپانیہ میں پھیل گیا۔ اس کے  
 چار اسالیب ایجاد ہوئے یعنی؛  
 قیروانی، اندلسی، فاسی، سوڈانی،

چودھویں صدی عیسوی میں ہندوستان میں خط بہاری ایجاد ہوا۔  
 اور پھر عثمانی میں خط صیغی ایجاد ہوا۔ ————— دور عثمانیہ میں شیخ عبداللہ الاماسی (۱۵۲۰ھ)  
 عظیم خطاط گزرا ہے، اس کا شاگرد احمد فرج صاری نے خطاطی کے بہت سے نمونے یادگار  
 چھوڑے۔ ————— ترکی اور دوسرے مقامات پر جو خطوط ایجاد ہوئے ان سب

سابقہ اسالیب میں مندرجہ ذیل کا اضافہ ہوا۔

خط شکستہ، خط شکستہ آمیزی، خط دیوانی، خط جامی

خط شکستہ، شفیق ہراتی سے منسوب کیا جاتا ہے۔ خط دیوانی پندرہویں صدی

عیسوی میں ایجاد ہوا۔ ایراہیم عیفت اس کا مجدد تھا۔ دیوانی سے دیوانی

جامی، یا ہمایونی نکلا۔ خط نستعلیق اور دیکھانی سے ملا کر خط زلفی عروسی ایجاد کیا گیا۔

اس کے علاوہ، خط گل زار خط ثقیفی، خط طغرا ایجاد ہوئے۔ جدید رسم الخطوں میں خط

سنہلی اور خط النار بھی ہیں۔ سرکاری خط و کتابت کے لیے ترکی میں خط سیاقیت

ایجاد ہوا، خط حروف التاج سابقہ خطوط سے زیادہ جدید ہے۔ محمد شاہ فواد اول

کے لیے مصر میں محمد محفوظ خطاط نے ایجاد کیا۔ الغرض قرآن کیا آیا طرح طرح کے

خطوط ایجاد ہوئے۔

اٹھویں صدی ہجری کے وسط میں جب ایشیا پر مغلوں کا غلبہ ہوا اور مملکتیں وجود میں

آئیں تو خط نے بھی ایک پہلو بدلا اور خط نسخ اور تعلیق کو لاکر ایک نیا خط ایجاد کیا جس کو نسخ تعلیق

کہا گیا جو بعد میں نستعلیق کہلایا گیا۔ میر علی تبریزی نے جو امیر تیمور کے عہد کا مشہور

خطاط تھا اسکو اوج کمال پر پہنچایا۔

اور اس کے بعد مہر علی ہروی (م ۹۵۱ھ) نے اس میں اور جدتیں کیں۔

(ب)

مسلمان بادشاہوں کے عہد میں فن خطاطی کو خوب عروج حاصل ہوا نہ صرف یہ کہ انھوں

نے خطاطوں کی حوصلہ افزائی کی بلکہ اس فن میں خود کمال حاصل کیا چنانچہ سلطان مسعود بن سلطان

۱۱۷۱ھ تا ۱۱۸۱ھ میں، سلطان مسعود بن سلطان ۱۱۷۱ھ تا ۱۱۸۱ھ

محمود غزنوی، سلطان ناصر الدین محمود (۱۲۶۵ء/۱۲۲۳ء) بابر بادشاہ

(۱۳۰/۱۵۲۶ء) خود خطاط تھے بلکہ مورخا لڈکرنے تو ایک خطا ایجاد کیا جو خط باری کہلا یا جہاں گیر

کے دو بیٹوں شہزادہ خسرو اور شہزادہ پرویز نے اس فن میں نام پیدا کیا۔ شاہ جہاں بادشاہ کی اولاد میں اورنگ زیب عالمگیر، دارشکوہ، زیب النساء وغیرہ فن خطاطی میں بہارت رکھتے تھے۔

اورنگ زیب خط نسخ و نستعلیق دونوں کا ماہر تھا اس نے پورا قرآن لکھ کر مسجد نبوی

میں پیش کیا۔ تخت نشینی کے بعد ایک قرآن لکھ کر کعبۃ اللہ کی نذر کیا۔

آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر فن خطاطی میں بڑی بہارت رکھتے تھے ان کے شاگردوں میں سید حافظ امیر الدین اور مولانا ممتاز علی زہمت رقم شہرہ آفاق ہوئے ہیں۔ خط نستعلیق

کے مشہور خطاط سید محمد امیر رضوی عرف میر پنجہ کش (م ۱۸۵۷ء) اسی دور میں ہوئے ہیں جن

کے شاگردوں میں آغا مرزا دہلوی اور عباد اللہ بیگ بلند پاپیر خوش نویس ہوئے۔

جدید خطاطوں میں ابن کلیم نے خطر عتنا کو جنم دیا۔ صادقین نے تصویری خطاطی

کو عروج بخشا، افرزوبی نے خطاطی میں تجریدی انداز اختیار کیا اسلم کمال نے عمارتی خط

کو حسن بخشا ہے

۱۔ ابن ندیم! القہرست، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۹ء

۲۔ ابن کلیم! تاریخ فن خطاطی الخ، مطبوعہ ۱۹۷۷ء

۳۔ جہاں گیر! تزک جہاں گیری، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۸ء

۴۔ مولانا غلام طیب! اسلامی آرٹ اور فن تعمیر، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء (۵) بابر! تزک باری

۶۔ ابو فضل امین اکبری، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء

۷۔ چیمبرز ڈیوڈ! اسلامی آرٹ، مطبوعہ لندن ۱۹۷۳ء

۸۔ ایس۔ ایم، اکرم! کلچرل ہییریٹیج آف پاکستان، مطبوعہ لاہور ۱۹۵۵ء

۹۔ گل نارا قاتی! مقالات مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۸۰ء

انور انصاری اور گل جی نے بھی مندر میں پیدا کیے۔  
پاک و ہند میں قرآن حکیم کی کتابت میں جو ماہرین فن ممتاز نظر آتے ہیں ان میں سے چند کے نام اوپر  
گزرے بعض کے نام یہ ہیں:

- سلطان ابراہیم غزنوی، سلطان ناصر الدین محمود، عبداللہ ہروی
- عبدالباقی یا قوت رقم، حافظ محمد حسین لاہوری، سید عنایت اللہ حسینی
- محمی الدین اورنگ زیب، حاجی محمد اسماعیل ماژندانی، محمد عارف
- یا قوت رقم، قاضی عصمت اللہ خاں، آغا غلام رسول کشمیری،
- سید جلال الدین حیدر مرصع رقم، نقشی محمد ممتاز علی نزلت رقم
- حافظ سید امیر الدین دہلوی، غلام رسول عادل گڑھی، سلطان القلم
- مولانا محمد قاسم لدھیانوی مولانا امام الدین کیلانی، نقشی محمد الدین
- میاں عبدالرشید محبوب رقم، مولانا محمد حسین عادل، حکیم سید نیک
- عالم شاہ، فاطمہ الکبریٰ
- پیر عبدالحمید، محمد شریف لدھیانوی

محمد شریف شرافت نوشاہی وغیرہ وغیرہ

فن خطاطی کے ماہرین کو مختلف القاب سے یاد کیا جاتا رہا ہے جس سے فن خطاطی میں ان  
کے پہچان ہوتی ہے۔

- مندرجہ ذیل القاب نظر آتے ہیں:
- شیریں رقم (خواجہ عبداللہ زری قلم) محمد حسین کشمیری (مشکین رقم)
- (میر عبداللہ) ہفت قلم (محمد اصغر زری رقم) ہدایت اللہ
- جواہر رقم (علی خاں تریزی) یا قوت رقم (محمد عارف)

۱۔ انور حسین نفسی رقم، خطاطان قرآن، مشمولہ بیارہ طابعت (لاہور) قرآن پبلشرز، ج ۱۲ ص ۸۵

سلطان القلم (محمد قاسم لدھیانوی) مرثیہ رقم (بندہ علی) انتخاب رقم  
 (قدرت اللہ) محبوب رقم (بدرالدین علی خان) پروین رقم (عبدالمجید)  
 نزہت رقم (ممتاز علی) مرصع رقم (بدرالدین علی خان) پروین رقم  
 (عبدالمجید) الماس رقم (منشی محمد صدیق) ہفت رقم، حافظ  
 محمد یوسف دہلوی (نفیس رقم) (انور حسین) انیس رقم (میر احمد)  
 نادر القلم (عبد الواحد) گوہر رقم (خورشید عالم) سید القلم،  
 (محمد اشرف علی) وغیرہ وغیرہ

المختصر فن خطاطی پاک و ہند میں گوہر لوں اور ایرانیوں کے وسیلے سے آیا مگر اس خطے کے اہل  
 کمال نے اس فن کو وہ عروج بخشتا اور وہ بوقلمونی عطار کی جو اس سے پہلے نہ دیکھی گئی  
 انہوں نے اس میں مختلف ایجادات بھی کیں مثلاً:۔۔۔۔۔

خط غبار، خط ماہی، خط سنبل، خط ریحان، خط طغرا، خط سپاں،

خط توام، خط ناخن وغیرہ

اس وقت عالم اسلام میں فن خطاطی میں پاکستان کو خاص امتیاز حاصل ہے اور یہاں  
 بڑے بڑے اہل کمال موجود ہیں۔۔۔۔۔ ایک اندازے کے مطابق یہاں پندرہ  
 ہزار خطاط و خوشنویس موجود ہیں جو نہ صرف روایاتی خطاطی پر عبور رکھتے ہیں بلکہ جدید خطاطی میں بھی  
 کمال رکھتے ہیں اور نئی نئی ایجادات کرتے جاتے ہیں۔۔۔۔۔

لے ایضاً ج ۲

قرآن نے اُنہی ہی انسان کو لوح و قلم کی طرف متوجہ کیا اور جب مسلمانوں نے قلم سنبھالی تو ساری دنیا کو حیران کر دیا۔ قرآن سے مسلمان کو وہاہانہ محبت ہے، وہی ان کا مرکز نگاہ ہے، جمال و زیبائی کے سارے زیور اس کی آراکش و زیبائش پر صرف کر کے اس کو ایسا حسین و جمال بنا دیا کہ جو دیکھتا ہے عشق کر اٹھتا ہے۔ پھر یہی ہمیں کہ کاغذ و قرطاس کو آیات قرآنی سے سجایا گیا بلکہ مسجدوں میں، مقبروں میں، مزاروں میں، میناروں میں، پتھروں میں، لکڑیوں میں، شیشوں میں، پتروں میں، ہتھیاروں میں، سکوں میں، غرض ہر جگہ آیات قرآنی کے ایسے ایسے حسین جلوے دکھائے ہیں کہ بس دیکھا کیجئے۔ حیرت پر حیرت بڑھتی چلی جاتی ہے۔

پھر کتابت قرآنی میں مختلف حیرت انگیز کارنامے دکھائے۔ پورا قرآن پاک ایک انڈے کے چھلکے پر لکھا گیا۔ تین سو تین گہیوں کے ایک دانے پر لکھی گئیں۔ تیمور نے عراق طار سے اتنا چھوٹا قرآن لکھوایا کہ انگوٹھی کے نیگے میں آگیا اور اس سے بڑا قرآن بھی لکھوایا جس کی چوڑائی ایک میٹر تھی۔

(ج)

عجائب القرآن بھی خطاطی کا ایک شہ کار ہے جس میں خطاطی کی جو وہ سو سالہ تاریخ کو سمیٹ دیا گیا ہے یہ شہ کار پنجاب کے ممتاز خطاط محمد شہید عالم گوہر نے پیش کیا ہے جن کا سلسلہ تلمذ اپنے ہمدر کے ممتاز خطاطوں سے ملتا ہے، وہ لکھتے ہیں:

مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد سید محمد امیر رضوی المعروف

میر پنچہ کش آسمان خطاطی پر آفتاب بن کر چمکے، ان کے تلامذہ

میں آغا مرزا دہلوی، عباد اللہ بیگ، بدر الدین،

مرصع رقم تھے۔ آغا مرزا دہلوی میر سے استاد مکرم سید

اسمعیل دہلوی کے استاد تھے اور اس حوالے سے ایک

واسطے سے میرا تعلق میرے پیشہ کش سے ملتا ہے، استاد مرحوم سے  
 میرا کافی تعلق رہا اور نستعلیق، نثلث، نسخ، کوئی، دیوانی، محقق، شکستہ  
 رقاع، اور دیگر خطوں کی تربیت لی، نستعلیق کی کچھ تربیت حافظ  
 یوسف سعیدی سے حاصل کی، نظری استفادہ ہاشم محمد الخطاط  
 مرصع (عراق) عبدالغزیز الرفاعی مرحوم، سید ابراہیم (مصر) حافظ  
 ایٹاج مرحوم (ترکی) سے کیا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ گوہر رقم نے صفحہ قرطاس پر موتی بکھیرے ہیں جو دیکھتا ہے حیران رہ  
 جاتا ہے۔ اتنے سارے خطوط کا ایک ہی خطاط کے قلم سے لکھا جانا اور اس کمال و مہارت  
 کے ساتھ گویا اس نے ہر خط کے لیے مدتوں ریاض کیا ہے سخت حیران کن ہے۔  
 رقم نے اپریل ۱۹۸۴ء میں مدینہ منورہ کے سرپرست اعلیٰ، حضرت خواجہ ابوالخیر محمد عبداللہ جان  
 نقشبندی مدظلہ العالی کی دعوت پر اسلام آباد حاضر ہو کر خانقاہ خیر میں اس کے پہلے پارے کی  
 زیارت کی ہے جس میں تقریباً ۳۰ رسم الخط استعمال کئے گئے ہیں اور جس کا وزن اندازاً سو امان  
 ہو گا۔ یہ قرآن پاک فن کتابت کے لحاظ سے، تقطیع کے لحاظ سے حجم کے لحاظ سے، وزن کے  
 لحاظ سے عجیب سے عجیب تر ہے۔ خورشید عالم گوہر رقم لکھتے ہیں:

قرآن مجید کا نسخہ عجائب القرآن (۴۴ من وزنی) کا یہ پہلا پارہ خطاطی  
 کی مندرجہ بالا تاریخ کا حسین مرقع ہے اور رقم الحروف کا تحریر کردہ  
 ہے بجا طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کی نظیر ۱۴ سو برس میں نظر  
 نہیں آتی۔۔۔ رسم الخط میں آج تک کوئی خطاط  
 نہ لکھ سکا اور میں اللہ تعالیٰ کا خاص طور پر شکر گزار ہوں جس نے

۱۷ خورشید عالم گوہر رقم، عجائب القرآن، لاہور، قلمی، ورق، ۱۷



مجھ جیسے گنہگار کو یہ سعادت عطا فرمائی ہے۔

جناب الحاج شہزاد حسین بٹ قادری (صدر مدینہ قرآن کینی) نے عجائب القرآن کے پہلے پارے میں ”تشکر“ کے زیر عنوان گوہر رقم کے دعوے کی تصدیق و توثیق کی ہے اور حیرت کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے:

مقام حیرت ہے کہ پاکستان کے اس قابل احترام نامور خطاط نے

صرف پندرہ دنوں میں ۳۰۰ سو اقسام خط میں پارہ لکھ کر خطاطی

کی تاریخ میں انمٹ نقش ثبت کر دیا۔

یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ آج تک دنیا میں کوئی خطاط ایسا

نہیں گزرا جس نے اتنے رسم الخط تحریر کیے ہوں۔

گوہر صاحب کا خطاطی میں قائم کردہ ریکارڈ قابل ستائش

ہے۔

خورشید عالم گوہر رقم نے اس قرآن پاک میں فن خطاطی میں اپنی مہارت کا مظاہرہ کیا ہے اور مندرجہ ذیل خطوط استعمال کیے ہیں۔ پھر ہر خط میں اپنا کمال دکھایا ہے۔ بعض خطوط میں تو ایک ہی خط کو کئی کئی انداز سے لکھا ہے گویا جس طرح شاعر کو آمد ہوتی ہے اور وہ بیک وقت دو غزل، سہ غزل لکھتا ہے، آمد کی یہی کیفیت خورشید عالم گوہر رقم کو طبع آئی اور انہوں نے جو کچھ لکھا بقول خود عالم کیفیت میں لکھا اور اس میں شک نہیں کہ اس کیفیت میں سرپرست اعلیٰ حضرت خواجہ ابوالخیر محمد عبداللہ جان نقشبند کا مدظلہ العالی کی توجہ کاملہ کا پورا پورا دخل ہے، رقم نے خود ان کی صحبت میں تاثیر پائی۔

۱۔ خورشید عالم گوہر رقم، عجائب القرآن، لاہور، قلمی، ورق ۱۷

۲۔ خورشید عالم گوہر رقم، عجائب القرآن، عکس ۱۹۸۳ء، ص ۲

مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ﴿۲۱﴾  
 فَتَلَقَىٰ الْأُمَمَ رَبًّا يَكْتُبُ الْوَقْتِ  
 عَلَيْهَا سُرُوهَا النَّوَابِ الْأَحْمِرِ ﴿۲۲﴾  
 قُلْنَا أَهْبَطُونَهَا جَمِيعًا فَمَا  
 يَأْتِيكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنْ تَبِعَ

لا افرح وراي الا بغيرك واشتبهو كان من الكفرين  
 وقلنا يا ادم اسكن انت وزوجك الجنة و  
 كلا منها رغدا حيث شئتما ولا تقربا هذه  
 الشجرة فتكونا من الظالمين  
 الشيطان عنها فاخرجها مما كان فيه وقلنا  
 اهبطوا بعضكم لبعض عدوه ولكم في الارض

لا افرح وراي الا بغيرك واشتبهو كان من الكفرين  
 وقلنا يا ادم اسكن انت وزوجك الجنة و  
 كلا منها رغدا حيث شئتما ولا تقربا هذه  
 الشجرة فتكونا من الظالمين  
 الشيطان عنها فاخرجها مما كان فيه وقلنا  
 اهبطوا بعضكم لبعض عدوه ولكم في الارض

گوہر رقم نے عجائب القرآن میں یہ خطوط استعمال کیے ہیں:  
خط آجارہ، خط تعلیق، خط ثلث، خط ثلث جدید، خط دیوانی جدید،  
خط دیوانی نقش، دیوانی قدیم، خط زقاع، خط یحسانی، خط شکستہ  
خط شجر دار، خط عمارتی، خط عیار، خط طغراء، ثلث، خط طغراء  
قدیم، خط طغراء، خط کوفی قدیم، خط کوفی جدید، خط کوفی نقش،  
خط محقق، خط مغربی، خط ماہی، خط مجموعہ، خط نسخ

وغیرہ وغیرہ

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ عجائب القرآن حضرت خواجہ ابوالخیر محمد عبداللہ جان نقشبندی مجددی  
مدظلہ العالی کی سرپرستی اور توجہ خاص کا پورا پورا دخل ہے اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مختصراً  
ان کے حالات اور شمائل و خصائل بیان کر دیے جائیں تاکہ قارئین کرام عجائب القرآن کے پس  
منظر میں کام کرنے والی اس روحانی قوت سے بھی آشنا ہو جائیں جو اس مہم میں قدم  
قدم پر رہنمائی کرتی رہی۔

(۵)

حضرت کا اسم گرامی عبداللہ ہے، کنیت ابوالخیر اور لقب محی الدین۔ ۱۵ ذی الحجہ  
۱۳۵۶ھ، ۱۹ فروری ۱۹۳۷ء کو پشاور (صوبہ سرحد، پاکستان) میں ولادت باسعادت ہوئی  
والد گرامی کا اسم شریف حاجی محمد جان اور عرف بابا جی ہے جو تصدیقات ہیں  
اور صاحب دل ہیں اسی لیے موصوف نے اپنا مال اور اپنے عزیز صاحب زادے حضرت  
خواجہ عبداللہ جان مدظلہ العالی کو تبلیغ و ارشاد کے لیے وقف کر دیا ہے حضرت بابا صاحب  
ایک فیکری کے مالک ہیں لیکن مزدوروں پر ایسے رحیم و کریم دور جدید میں جس کی مثال ملنا  
مشکل ہے۔ راقم دولت اکرے پر حاضر ہوا ہے اور زیارت سے

مشرف ہو ہے۔  
 حضرت خواجہ عبداللہ جان نے عربی اور انگریزی کی تعلیم حاصل کی مگر تعلیم ہی کے دوران والد ماجد نے صوفی نواب الدین صاحب علیہ الرحمۃ سے سلسلہ عالیہ نقشبندی میں بیعت کرا دیا۔  
 موصوف نے حضرت کے اسم گرامی کے ساتھ محمد کا اضافہ فرمایا اور ۱۹۵۴ء میں ۱۶ سال کی عمر میں خلافت سے نوازا۔  
 حضرت خواجہ کو سات سلاسل میں اجازت و خلافت حاصل ہے۔

سلاسل قادریہ، چشتیہ، صابریہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، علویہ، میں مولانا میرا گل علیہ الرحمۃ سے اجازت و خلافت حاصل ہے۔  
 حضرت پیر ضامن نظامی دہلوی نے چشتیہ نظامیہ میں اجازت و خلافت سے نوازا۔  
 سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں مولانا محمد اللہ خاں صاحب نے بھی اجازت و خلافت سے نوازا۔  
 سلسلہ قادریہ رضویہ میں حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنیہ منورہ نے اجازت و خلافت سے نوازا۔

حصول خلافت کے بعد آپ نے بیرون ملک دورہ کر کے سلسلے کی اشاعت فرمائی، گمشدگان راہ کو ہدایت بخشی، غیر مسلموں کو مشرف باسلام کیا، سرہند شریف حاضر ہونے کے بعد و باریک و ہند، عراق اور حرمین شریفین کا سفر کیا، انبیاء علیہم السلام کے مزارات کی زیارت کی، اہل اللہ کے مزارات پر حاضری دی سب تک اظہار حج کی سعادت سے مشرف ہو چکے ہیں۔

موصوف اپنی مجالس میں ذکر چہرہ کرتے ہیں جو تاثیر سے خالی نہیں۔ دور جدید میں شیطانی آوازوں نے فضاؤں کو مسموم کر رکھا ہے، یہ رحمانی آوازیں فضاؤں کو معطر و معجز کرتی ہیں اور

پروفیسر خالد امین محضی الخیری اس سلسلہ خیر، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء اور دیگر کاغذ۔

انسان خود کو ایک نئے جہاں میں محسوس کرتا ہے اور اصلاح حال کی صورت میں پیدا ہوتی ہے۔  
 آپ کی مجالس میں امیر سے لے کر فقیر تک، مخدوم سے لے کر خادم تک،

افر سے لے کر چھپر اسی تک سب آتے اور فیض پاتے ہیں۔ دربار عالیہ مرشد آباد شریف (پشاور)  
 ہستناہ خیر (اسلام آباد) خاص مراکز ہیں۔

حضرت خواجہ مدظلہ العالی بڑے بلند اخلاق ہیں، شیخ وقت ہیں مگر مزاج میں عاجزی و  
 انکساری ہے، طبیعت میں بڑا اشتہ ہے، ناگوار باتوں کو اس طرح سمہ لیتے ہیں جو اہل اللہ  
 کے شایان شان ہے، بے نیاز ہیں مریدوں کے مال پر نظر نہیں، ان کے دل پر نظر ہے۔  
 دیتے ہیں اور لیتے بھی ہیں تو دینے کے لیے کلام میں اثر

ہے صحبت میں تاثیر متانت و سنجیدگی چہرے سے مترشح ہے۔

عارفانہ و عالمانہ کلام کرتے ہیں دوسرے کا کلام توجیہ سے سماعت فرماتے ہیں، تنکرو  
 خود پسند نہیں۔ نرم دم گفتگو اور گرم دم جستجو کا بہترین نمونہ ہیں۔

مطالعہ کا بڑا شوق ہے، پشاور میں دولت کدے پر بہترین کتابوں کا ذخیرہ ہے جس سے علمی ذوق  
 کا اندازہ ہوتا ہے ورنہ اس دور مجاز پرست میں کتابوں کو کم ہی پوچھا جاتا ہے۔

حضرت خواجہ کے دربار میں دولت کی پوچھ نہیں، محبت کی پوچھ ہے۔ علم و دانش  
 کی پوچھ ہے۔ یہاں علماء کے گلوں میں روپوں کے ہار ڈالے جاتے ہیں۔

حضرت خواجہ کے تربیت یافتہ بھی ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں اور ان کے مشن کو آگے بڑھا رہے  
 ہیں۔ اسلام آباد اور پشاور کے علاوہ کئی مراکز میں جہاں آپ کے متوسلین و مریدین

تبلیغ و ارشاد میں مصروف ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ اہل اللہ ہی انسان بناتے ہیں۔ ان کی خالقانہ بہترین

تربیت گاہیں ہیں۔ کالجوں میں، یونیورسٹیوں میں، شاید دماغ بنتے ہوں گے

مگر دل نہیں بنتے۔ انسان نہیں بنتے۔ انسان بنتا ہے تو

انسانوں کی صحبت میں بیٹھنا ہوگا۔۔۔۔۔ اس راز کو جس نے پایا اس نے فقیری کو تنہا پر ترجیح  
دی بلاشبہ۔۔۔۔۔

دربار شہنشاہی سے خوش تر  
سردان خدا کا استانہ

(۵)

عجائب القرآن کے کاتب جناب خورشید عالم گوہر رقم خوش قسمت ہیں کہ ایک مرد مومن  
نے ان کی سوپر سٹی فرمائی اور انہیں کی سرپرستی میں انھوں نے کام مکمل کیا۔۔۔۔۔ ان کے کام  
کی تفصیل تو اوپر گزر چکی ہے۔۔۔۔۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مختصر احوال بھی لکھ  
دیئے جائیں۔۔۔۔۔ کیوں کہ دور جدید کا قاری یہ بھی جانتا ہے چاہتا ہے کہ لکھنے والا  
کون ہے۔۔۔۔۔؟

جناب خورشید عالم گوہر رقم ۱۹۵۶ء میں ضلع گوجرانوالہ (پاکستان) میں پیدا ہوئے۔  
میرٹک تک تعلیم پائی، کچھ عرصے دیہی تعلیم بھی حاصل کی۔۔۔۔۔ سید اسماعیل و غلوی سے خطاطی  
میں مشق لی، کچھ عرصے حافظ محمد یوسف سیدی کے پاس بھی مشق کی۔۔۔۔۔ کتابت  
کی مشق کے ساتھ اخبارات و رسائل کے لیے کتابت کا کام کرتے رہے۔۔۔۔۔  
اس کے علاوہ کتابوں کے سرورق، طغروں، کیلنڈروں اور عمارتوں پتھروں کے لیے بھی لکھتے  
رہے۔۔۔۔۔ موصوت کے قطعات، ماسکو میوزیم (روس)، لندن میوزیم (انگلستان)  
اور اسلام آباد (پاکستان) میں موجود ہیں۔۔۔۔۔ عجائب القرآن کا منصوبہ آپ کے خیال  
میں آیا اور پھر عمل میں لایا گیا۔۔۔۔۔ پہلا پارہ جس کا وزن سوامن کے قریب ہے اور  
جس میں تقریباً ۳۴ رسم الخطوں میں کتابت کی گئی ہے، خواجہ عبداللہ جان کی خدمت میں  
پیش کیا اور تیسواں پارہ دربار عالیہ موہری شریعت میں پیش کیا گیا۔۔۔۔۔

خورشید عالم گوہر رقم کا ۲۸ سال کی عمر میں اساتذہ فن سے تین چار سال کی مشق کے بعد اتنے بہت سے خطوط میں یہ کمال پیدا کر لینا کہ اہل فن دیکھ کر حیران ہوں، سبقت حیران کن ہے۔  
 یہ کمال کسی نہیں وہی معلوم ہوتا ہے۔ راقم خود حیران تھا مگر دیکھنے والوں نے بتایا کہ واقعی ہم نے یہ قرائن ان کو لکھتے دیکھا ہے۔ راقم نے اسلام آباد سے لاہور فون پر ان سے بات کی اور یہ سوال کیا کہ اتنے خطوں میں اتنی بہارت حاصل کرنا کیسے ممکن ہوا۔  
 انہوں نے فرمایا جب لکھتا ہوں تو ایک کیفیت کا عالم طاری ہوتا ہے، قلم خود لکھتا چلا جاتا ہے۔  
 بسح ہے ایک شاعر یا ناثر پر بھی یہ وجداتی کیفیت طاری ہوتی ہے پھر وہ اپنے قابو میں نہیں رہتا۔

المختصر جناب خورشید عالم گوہر رقم ہم سب کی طرف سے دلی مبارک باد اور شکر کے مستحق ہیں۔ ایسے ہنرمندوں کی ہمت افزائی کی جاتی چاہیے اور یہ حوصلہ افزائی حکومت وقت کی طرف سے بھی ہونی چاہیے چونکہ حوصلہ افزائی سے علوم و فنون ترقی کرتے ہیں اور ناقدری سے مرتے چلے جاتے ہیں۔

تخطا طی ایک ایسا فن ہے جو ادب و دین سے بیگانہ نہیں ہے بلکہ یگانہ اور مثال زمانہ گونا گوں ہے۔ اس کا ماہر جیب ڈو بتا ہے تو گوہر ہائے ابدار نکالتا ہے اور دیکھنے والوں کو حیرت میں ڈال دیتا ہے، بلاشبہ رہے۔

خودی میں ڈوبنے والوں کے عزم و ہمت نے اس آبجو سے کیے ہیں بکریاں پیدا



# اِخْتِتامِیٰ

۱

براعظم ایشیا، یورپ، افریقہ، اور ہمویا آسٹریلیا، جنوبی امریکہ، ہویا شمالی امریکہ۔ دنیا کا کوئی گوشہ اور کوئی بھی خطہ ہو۔ جہاں انسان بستے ہیں وہاں دکھ درد کی بات بھی ہوتی ہے۔ وہاں ہمدردوں اور دردمندوں کی بھی تلاش ہوتی ہے۔

انسان کو انسان بناتا ہے۔ کچھ انسان، انسانوں کی کتابیں پڑھ کر بنتے ہیں کچھ انسان، انسانوں کی صحبت میں بیٹھ کر بنتے ہیں۔ مگر وہ انسان کہاں سے لائیں جس کے دل میں سارے جہاں کا درد ہو۔ ہر انسان اپنی بات کر رہا ہے، اپنے ملک کی بات کر رہا ہے، اپنی قوم کی بات کر رہا ہے۔ اس کی نگاہ میں وہ وسعت نہیں۔ اس کے دل میں وہ پھیلاؤ نہیں کہ دنیا کا ہر مظلوم و بے کس سما سکے۔ یہ مسئلہ حل ہو تو کیوں کر ہو؟

اصل مسئلہ قوت کے ارتکاز کا ہے۔ ارتکاز ایک انسان میں یا چند انسانوں میں؟ صاحب اقتدار ایک انسان یا چند انسان۔ جس مصطفیٰ کو انہوں نے پڑھا ہے جس انسان کی صحبت میں رہے ہیں۔ جس ماحول میں انہوں نے پرورش پائی ہے۔ وہ اسی کی بات کرتے ہیں۔ بات یہاں

سے چلتی ہے۔۔۔۔۔ دائرے یہاں سے تنگ ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ پھرتے  
تنگ ہو جاتے ہیں کہ سارا عالم نکل جاتا ہے صرف چند انسان اور ان کی قوت کا لوہا ماننے والے  
چند غلام رہ جاتے ہیں۔۔۔۔۔

اسلام چاہتا ہے کہ اہل عالم ملے جلے رہیں۔۔۔۔۔ ایک دوسرے سے جدا  
نہ ہوں۔۔۔۔۔ ایک دوسرے کے قریب رہیں۔۔۔۔۔ اس لیے وہ مذہبی وقت  
کا قائل ہے۔۔۔۔۔ ابتدائے آفرینش سے لے کر اب تک سب آتے والے اسلام  
ہی کا پیغام لے کر آئے۔۔۔۔۔ یہ بات ایک تاریخی حقیقت ہے۔۔۔۔۔  
یہی وہ اسلام ہے جو کبھی یہودیوں کا مذہب تھا۔۔۔۔۔ یہی وہ اسلام ہے جو کبھی  
عیسائیوں کا مذہب تھا۔۔۔۔۔ موسیٰ علیہ السلام نے بھی یہی پیغام سنایا۔۔۔۔۔  
عیسیٰ علیہ السلام نے بھی یہی پیغام سنایا۔۔۔۔۔ اللہ کے بھیجے ہوئے ہر نبی و رسول  
نے اپنی اپنی زبانوں میں اسلام ہی کا پیغام سنایا۔۔۔۔۔ وہ اپنی طرف سے دوسرا کوئی پیغام  
نہ لائے۔۔۔۔۔ آج بھی ان کے پیغاموں میں آسمانی جھلک نظر آتی ہے۔۔۔۔۔  
گران کے ماننے والوں نے ان کو تو یاد رکھا اور ان کے پیغام کو بھلا دیا۔۔۔۔۔ بات  
یہاں سے بگڑی۔۔۔۔۔ اس سلسلے کی ہر کڑی ایک دوسرے سے وابستہ اور مسلسل و  
مربوط تھی۔۔۔۔۔ گر ایک کے ماننے والوں نے دوسروں کا انکار کیا۔۔۔۔۔ اس  
طرح کڑیاں ٹوٹتی چلی گئیں اور سب سے مذہب بنتے چلے گئے۔۔۔۔۔ افراتفری  
پھیلتی چلی گئی۔۔۔۔۔ اتحاد و اتفاق عنقا ہو گیا۔۔۔۔۔ بلکہ ایک دوسرے کا  
جانی دشمن ہو گیا۔۔۔۔۔ کیا اچھا ہو کہ دنیا کے سارے بسنے والے اپنے خدا کے  
اس پیغام پر لبیک کہیں جو جا وداں پیہم دواں ہر دم جواں ہے، جس میں ہر زمانے اور ہر قوم  
کے مسائل کا حل موجود ہے۔۔۔۔۔ جس میں تجربوں کو نچوڑ کر رکھ دیا گیا ہے۔۔۔۔۔



(ج)

علم و دانش کی اس دنیا میں جنگ کا قانون نہیں چل سکتا۔ انسان کا قانون چلتا ہے،  
 مگر انسان کے احوال بدلتے رہتے ہیں۔ رجحانات بدلتے رہتے ہیں  
 کیفیات بدلتی رہتی ہیں۔ پھر قوموں میں وہ رنگارنگی کہ ایک کا رنگ  
 دوسرے کو نہیں بھاتا ایک کی ڈگر پر دوسرا نہیں چلتا۔ راہیں الگ الگ  
 رنگ الگ الگ۔ بنے تو کیوں کر بنے؟ ایسا رنگ کہاں سے لائیں  
 کہ سب کا من بھاتا ہو؟ جو سب کی آنکھ کا تارا ہو۔ جو سب کے  
 دلوں کا سرور ہو۔ اور ایسی ڈگر کہاں سے لائیں جس پر ہاتھ ملائے سب ساتھ  
 ساتھ چل نکلیں۔ فاصلے سمٹ گئے۔ زمانے سکر گئے۔  
 ہاں، جسموں کے فاصلے گھٹ گئے مگر روجوں کے فاصلے بڑھ گئے۔  
 من، تن سے دور ہو گیا۔ تن، من سے چھوٹ گیا۔  
 ہاں اسے زندگی سے بھاگنے والا۔ اور ہاں اسے دنیا کی زندگی کو  
 سب کچھ سمجھنے والا۔ ایک جہاں اور بھی ہے۔ ایک مکان  
 اور بھی ہے۔ یہی سب کچھ نہیں۔ اگر یہ نہ ہوتا تو ہم بھی پتھروں اور جانوروں  
 کی طرح زندگی گزارتے۔ ہر قانون سے آزاد ہوتے۔ ہر تکلیف  
 سے آسودہ حال ہوتے۔ حیف، ہم اتنے تنگ نظر کیوں ہو گئے۔  
 ہمارے پیچھے بھی دستیں ہیں، ہمارے اگے بھی دستیں ہیں۔ آنکھیں کھولو  
 ہوش بنھا لو۔ ایٹم کی طاقت کا پتہ لگانے والا من کی قوت  
 کا بھی پتہ لگاؤ۔ روح کی وسعت کا بھی پتہ لگاؤ۔ اور اس سرچشمہ  
 ہدایت کی طرف چلو جہاں زمانے سمٹ رہے ہیں۔ عقل حیران ہے

یہ کیا ہو رہا ہے؟

اسے دنیا کے انسانوں! ————— اسے دکھ درد کے مارو!

اسے پھولوں کی سیج پر سونے کی آرزو میں کانٹوں پر لوٹنے والو! ————— اسے بے قرار

لگا ہوا! ————— اور اسے مضطرب دلو! ————— تمہارا خالق تم کو بکلا رہا ہے

تمہارا مالک تم کو پکار رہا ہے ————— وہی رحمن و رحیم جو پیدا ہوتے ہی

پروردہ غیب سے تمہارا رزق ظاہر کرتا ہے اور شکم مادر سے دودھ کی تہریں بہاتا ہے —————

وہی رازق و کریم جب تم بڑے ہو جاتے ہو تو تمہارے لیے زمین سے طرح طرح کے اناج،

میوے اور پھل نکالتا ہے ————— وہی خالق و مالک جب تمہارا دل پیاسا ہوتا ہے

تمہاری روح بھوک سے بیقرار ہوتی ہے تو پہلے ہی خواجہ نعمت رکھا ہوتا ہے

جو من کی پیاس بجھاتا ہے اور روح کی بھوک مٹاتا ہے ————— شعور

زندگی کے ساتھ تم کو وقار زندگی بخشتا ہے ————— تم اس خواجہ نعمت کو چھوڑ کر کہاں

جار ہے ہو؟

انسان انسان کو کھائے جا رہا ہے ————— انسان انسان کو دبائے جا رہا

ہے ————— انسان انسان کو سلائے جا رہا ہے ————— تم اس کی طرف

کیوں نہیں آتے جو تم کو اٹھاتا ہے ————— تم اس کی طرف کیوں نہیں آتے جو تم کو جگاتا

ہے؟ ————— تمہارے حوصلے بلند کرتا ہے ————— تمہیں زمین سے اٹھا کر آسمان

پر لے جاتا ہے ————— نہیں نہیں زمین ہی پر ہمدوش شریا کرویتا ہے۔

اُو اُو! ذرا اس خواجہ نعمت کو بھی دیکھو! ————— حقیقت کے پردے

اٹھاؤ ————— غیبت کی رکاوٹیں مٹاؤ ————— قریب آ جاؤ، بالکل قریب،

یہ تو دیکھو، تمہارا رب تم کو بلا رہا ہے ————— اسی کے بندے

اور اسی کی جناب سے ایسے بیگانہ! — تم نے یہ کیسا انداز زندگی اختیار کیا ہے؟  
 ذرا سوچو تو سہی؟ — غور تو کرو! — ہاں زمانہ تم کو پکار

رہا ہے، بہاریں تمہارا انتظار کر رہی ہیں — روشنیاں بچھی جا رہی ہیں —

خوشبو میں پھیلی جا رہی ہیں — آنکھیں پر نور ہو رہی ہیں — دماغ معطر ہو

رہے ہیں — آج زندگی، زندگی معلوم ہو رہی ہے — کہ ایک نئی

بہار آرہی ہے — بہار حسن و جمال! اس حسن جہاں ساز کی کیا بات! —

جب اس حسن نے نور، میں جلوہ دکھایا تو محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جیسا پیکر نوزانی جلوہ

افروز ہوا — جب اس حسن نے، ذرے، میں جلوہ دکھایا تو آدم علیہ السلام جیسا

مسجود ملائک جلوہ گر ہوا — اور جب اس حسن نے، نقطے، میں جلوہ دکھایا، تو

قرآن عظیم جیسا عظیم شہ کار جلوہ ریز ہوا — قرآن کیا نازل ہوا دل روشن ہو گئے

ذہن بیدار ہو گئے — مردہ زمینوں سے گل بوٹے ملنے لگے

دیکھتے ہی دیکھتے بیاباں، گلستان بن گئے — جہاں ہو کا عالم تھا وہاں گویا

دستان کھل گئے — ہر طرف چھپے تھے سب بوٹے لگے،

سب چکنے لگے — ہر علم میں بہار آئی — ہر فن پر نکھار

آیا —

اور علوم و فنون کا وہ سیلاب اُمڈا کہ صدیاں گزر گئیں تھمتے کا نام نہیں لیتا

بہتا چلا جاتا ہے — سیراب کرتا چلا جاتا ہے،

بیشک قرآن اور صاحب قرآن نے عالم میں ایک انقلاب برپا کر دیا

ہر چیز نئی نئی معلوم ہونے لگی، آنکھ نئی ہو ماخ نیا، ہیرت و کردار نئے،

جسم و جان نئے، درود و ارادت نئے —

آج دنیا کا ہر انسان اس انقلاب کی بھیک مانگتا نظر آتا ہے

بیشک صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل بیداری ملی، روشنی ملی، ایمان ملا، زندگی ملی گویا سب  
کچھ مل گیا: —————

وہ داتا کے سبیل ختم الرسل، مولائے گل جنس تے  
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ واوی سینا  
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول، وہی آخر  
وہی قسطنطنیہ، وہی فرقان، وہی لیبین وہی طابا

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

پرنسپل

گورنمنٹ ڈگری کالج

بھٹہ (سندھ)

ربیع الاول ۱۴۰۵ھ

دسمبر ۱۹۸۴ء

بیتنا

# ما آخذ و مرجع

- |  |  |
|--|--|
| اسد القابہ فی معرفۃ الصحابہ، جلد اول مطبوعہ<br>قاہرہ ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء | القرآن الحکیم<br>ابن اشیر علی بن محمد جزری |
| کتاب الفصل فی الملل والاہواء والنحل،<br>مطبوعہ قاہرہ ۱۳۱۷ھ / ۱۸۹۹ء | ابن حزم                                    |
| مقدمہ ابن خلدون، مطبوعہ مصر<br>طبقات الامم، مطبوعہ قاہرہ           | ابن خلدون                                  |
| تاریخ فن خطاطی، مطبوعہ طتان، ۱۹۶۹ء                                 | ابن سعد اندلسی، قاضی                       |
| الارشاد فی القرات النشر<br>السنن الکبیرہ، جلد سوم                  | ابن کلیم<br>ابوبکر واسطی، علامہ            |
| القہرست، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۹ء  | ابوبکر احمد بن حسین بن علی بہیقی           |
| اجیاء علوم الدین، مطبوعہ مصر ۱۳۵۸ھ<br>۱۹۳۹ء                        | ابن ندیم<br>ابو حامد محمد بن محمد غزالی    |



ابو الحسن

فتوح الهند والسنہ (سنہ ۱۰۰۰) ترجمہ از مخدوم  
امیر احمد، مطبوعہ حیدرآباد سنہ ۱۹۴۴ء

ابو الحسن مسلم بن حجاج قشیری

صحیح مسلم، مطبوعہ دہلی ۱۳۲۹ھ سنہ ۱۹۱۳ء  
مطبوعہ مصر

ابو داؤد سلیمان بن اشعث سبستانی

سنن ابو داؤد مطبوعہ کراچی ۱۳۸۹ھ سنہ ۱۹۶۹ء

ابوزکریا یحییٰ بن شرف ثوری

المنہاج فی شرح مسلم بن الحجاج

ابوعبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی

سنن ابن ماجہ، مطبوعہ دہلی ۱۳۲۲ھ

۱۳۰۴ھ مطبوعہ لاہور

ابوعبد اللہ محمد بن عبداللہ الحاکم

المستدرک علی الصحیحین، مطبوعہ ہند

ابوعبد اللہ محمد بن سعد زہری

طبقات الامم

ابوعبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ

معارف ابن قتیبہ، مطبوعہ عمر ۱۹۳۴ء

ابوعبد اللہ مالک بن انس

الموطا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء

(ترجمہ مولانا محمد عبدالحکیم شاہ جہان

پوری مظہری)

ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی

جامع ترمذی، مطبوعہ دہلی

ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمن السمرقندی

کتاب السنن، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۴ء

الدارمی،

۱۸۶۵ء

ابومکر یوسف بن عبداللہ الشہیر بن

الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب،

عبدالبرقرطبی

مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۳۲۶ھ سنہ ۱۹۱۶ء

ابوالفداء اسماعیل بن عمر قرشی دمشقی

تفسیر ابن کثیر، جلد سوم، مطبوعہ

ابوالفضل احمد بن علی الشہیر بن حمیر استقلانی

فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۹ مطبوعہ عمر ۱۳۰۱ھ  
مطبوعہ دمشق

الاصابة في معرفة الصحابة، مطبوعه مصر  
۱۳۳۸ھ

ابو الفضل احمد بن علي الشيبير بن حجر عسقلاني

آئين اكبري، مطبوعه لاہور ۱۹۴۵ء

ابو الفضل شيخ

تاريخ الرسل والملوك (تاريخ الطبري)  
ليدن ۱۹۶۴ء

ابو جعفر محمد بن جرير الطبري

الشمائل النبوية، مطبوعه لاہور ۱۹۶۵ء

ابو عيسى محمد بن سورة الترمذي

كتاب الاغانى، مطبوعه قاہرہ  
الاحكام السلطانية،

ابو الفرج علي بن الحسن الاصبهاني

ابو يعلى، قاضى

حليقة الاولياء وطبقات الاصفياء  
مطبوعه قاہرہ

ابو يعين احمد بن عبد اللہ الاصبهاني

المعارف، مطبوعه قاہرہ ۱۳۵۲ھ  
۱۹۳۲ء

ابو محمد عبد اللہ مسلم بن قتيبة الديلمي

المسند، مطبوعه مكسي ۱۳۰۸ھ ۱۸۹۰ء

احمد بن حنبل شيباني

مطابقة الاختراعات العصرية لما اخبر به

احمد بن محمد العمار الحسني

سيد البرية، مطبوعه مصر ۱۹۶۹ء  
۱۳۸۶ھ

جمع القرآن و بيمه عزوه بستان، مطبوعه

احمد رضا خان، مولانا

لاہور ۱۳۲۲ھ ۱۹۰۴ء

اسلام اور عصرى ايجادات، مطبوعه

احمد ميان بركاتي، مولانا

لاہور ۱۹۸۰ء

علم القرآن، مطبوعه لاہور

احمد يار خان، مولانا

تفسیر روح البیان، جلد ۹، مطبوعہ استانبول  
۱۹۲۶ء

اسماعیل حقی

البدایہ والنہایہ، تاریخ ابن کثیر،

اسماعیل بن عمر الدمشقی

عرب و ہندو عہد رسالت میں،  
مطبوعہ کراچی ۱۹۸۱ء

اطہر مبارک پوری، قاضی

فضائل قرآن، مطبوعہ الہ آباد ۱۹۸۱ء

افتخار احمد قادری، مولانا

تاریخ افکار و علوم اسلامی، مطبوعہ  
لاہور ۱۹۶۸ء

افتخار احمد طغی

المسالك والممالك

الاصطخري

عمدة القاری شرح صحیح البخاری،  
مطبوعہ مصر

بدرالدین محمود بن احمد عینی

اعجاز القرآن، مطبوعہ قاہرہ

الباتلانی

فتوح البلدان

البلاذری

أخبار الباقیہ

البیرونی

الوارث التشریحی و اسرار التاویل، مطبوعہ  
قاہرہ ۱۳۵۸ھ ۱۹۳۹ء

البیضاوی

البرہان فی علوم القرآن، مطبوعہ قاہرہ  
۱۹۵۶ء

الزرکشی

وقیات الاعیان انباء ابناء الزمان،  
مطبوعہ قاہرہ ۱۳۶۴ھ ۱۹۴۴ء

القاضی شمس الدین احمد بن ابراہیم بن طحکان

مروج الذهب، جلد دوم	المسعودی
کتاب التنبیہ والاشراف	المسعودی
عجائب الهند، مطبوعہ لیڈن	بزرگ بن شہر یار
الاتقان فی علوم القرآن، جلد اول، مطبوعہ کراچی جلد ثانی، مطبوعہ مصر	جلال الدین سیوطی
جوامع الجوامع	جلال الدین سیوطی
تفسیر درمشور، جلد اول، مطبوعہ مصر	جلال الدین سیوطی
سند جاسلامی در سگلا، مطبوعہ حیدرآباد سندھ ۱۹۸۲ء	جمن تاپور، ڈاکٹر
بلاغ مسبین، مطبوعہ دہلی	حفظ الرحمن سیواری، مولانا
عبداللہ بن مسعود، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۱ء	حنیفہ رضی، ڈاکٹر
سلسلہ خیریتہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء	خالد امین منحنی الحیر، پروفیسر
ترجمہ مشارق الانوار	حرم علی، مولانا
اکمال فی اسماء الرجال، مطبوعہ بمبئی	خطیب بغدادی، ابی بکر احمد بن علی
عجائب القرآن، پارہ اول، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء	بن ثابت
جلد ۱۴، مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی لاہور	نور شید عالم گوہر رقم
التزیین والتزیین، مطبوعہ مصر	دائرة المعارف الاسلامیہ
۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء	ذکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی
عرب و ہند کے تعلقات، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء	متدری
	سلیمان ندوی، سید

شبلی نعمانی، مولانا

سیرۃ النبی، جلد اول، دوم، سوم، مطبوعہ  
اعظم گڑھ ۱۹۲۷ء

صدیق حسن خان، نواب

فتح المغیث یقینہ الحدیث، مطبوعہ  
لکھنؤ

ظہیر الدین بابر بادشاہ

تزک بایری

عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی

سنن نسائی

عبدالرزاق نجفی

زید شہید، مطبوعہ نجف اشرف

عبد الصمد صادم الازہری

تاریخ القرآن، مطبوعہ لاہور

عبد اللطیف رحمانی، مولانا

تاریخ القرآن، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء

عبد المصطفیٰ علامہ

عجائب القرآن، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء

عرام بن الاصح سلمیٰ

کتاب اسماء جبال تہامہ و سکا نھاوا

فیہا من القری، مطبوعہ قاہرہ

علی اکبر

اسرائیل والتورات فی القرآن، مطبوعہ

انگلستان ۱۹۷۲ء

علی متقی علاؤ الدین ہندی

کنز العمال و سنن الاقوال،

والاعمال، مطبوعہ حیدرآباد دکن،

۱۳۱۲ھ

غلام طیب، مولانا

اسلامی آرٹ اور فن تعمیر، مطبوعہ لاہور

۱۹۷۱ء

غلام علی آزاد بگرامی

سجۃ المرجان فی آثار ہندوستان، مطبوعہ

ہند، ۱۳۰۳ھ ۱۸۸۵ء

گلزار آفاقی

محمد بن اسماعیل بخاری، ابو عبد اللہ

مقالات، مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۸۰ء

صحیح بخاری، جلد اول، دوم، سوم،

مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء

ترجمہ مولانا محمد عبدالحکیم اختر شاہ بہار پوری

منظہری، مطبوعہ کراچی، مطبوعہ مصر

حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف،

مطبوعہ مکہ مکرمہ ۱۴۰۲ھ ۱۹۸۱ء

کتاب الامم

مندیون قرآن، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۴ء

فقہائے ہند، جلد اول، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۴ء

انوار غوثیہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۵ء

رسول کریم کی بیانی زندگی، مطبوعہ

کراچی ۱۹۶۱ء

تاریخ القرآن و غرائب رسمہ و حکمہ، مطبوعہ

قاہرہ ۱۳۶۲ھ ۱۹۵۳ء

الاولیٰ العلمیہ علی جواز ترجمۃ القرآن الی اللغۃ

الاجنبیہ، مطبوعہ بیروت ۱۹۶۱ء

دائرة المعارف القرن العشرين، مطبوعہ

بیروت ۱۹۶۱ء

اردو میں قرآنی تراجم و تفاسیر، قلمی

تذکرہ ہندو اسلامی اثرات، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۴ء

محمد بن علوی المالکی الحنفی

محمد بن ادریس الشافعی

محمد احمد مصباحی، مولانا

محمد اسحاق بھٹی، ڈاکٹر

محمد امیر شاہ قادری گیلانی، علامہ

محمد حمید اللہ، ڈاکٹر

محمد طاہر بن عبد القادر مکروری المالکی

محمد فرید وجدی

محمد فرید وجدی

محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر

محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر

محمد ایشتم ترموی، علامہ  
محمود الحسن خسرو، پروفیسر

بیاض ہاشمی (قلمی)  
قرآن حکیم کا نزول اور وحی، مطبوعہ کراچی  
۱۹۶۹ء

مناظر حسن گیلانی، سید  
محمی الدین نووی، امام

النبی الخاتم، مطبوعہ دہلی  
المنہاج فی شرح مسلم بن الحجاج،  
مطبوعہ مصر

مجدد الدین فیروز آبادی

بصائر ذوی التیمیز فی لطائف الکتاب العزیز،  
مطبوعہ قاہرہ ۱۳۸۵ھ

مسعود عالم ندوی، مولانا

ہندوستان عربوں کی نظریں، مطبوعہ  
اعظم گڑھ ۱۹۶۰ء

مصطفیٰ بن عبداللہ، ملاکات چلی اشہیر  
یہ حاجی خلیفہ

کشف الفنون عن اسامی الکتب  
والفنون، مطبوعہ لندن  
خط و خطاطی، مطبوعہ  
کراچی ۱۹۶۱ء

ممتاز حسین جو نیوزی

تاریخ صحف سماوی، مطبوعہ کراچی  
۱۹۶۳ء

نواب علی، پروفیسر

توزک جہانگیر، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۸ء  
مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ دہلی

نور الدین جہانگیر، بادشاہ  
ولی الدین محمد بن عبداللہ

1. ALI AKBER : Israel and the Prophecies of the Holy Quran, Cardiff (UK), 1974.
2. ENCYLOPAEDIA BRITTANICA: VOLS: 12, 13 & 15 USA 1974
3. FAZLUR REHMAN ANSARI: The Quranic Foundation and the Structure of Muslim Society, Karachi 1973.
4. JAMES DAVID: Islamic Art. London, 1954
5. MAHMUD BARALVI: Seerat-Al-Nabi, Jamshoro, 1982
6. MAURICE BUCCAILLE: The Bible, The Quran and Science.
7. M.M.PICKTHAL NEW YORK, 1954: The Meaning of the Glorious Quran
8. S.M. INRAM: Cultural Heritage of Islam, Lahore, 1955.
9. Y.H.SAFAD: Islamic Calligraphi, London, 1978





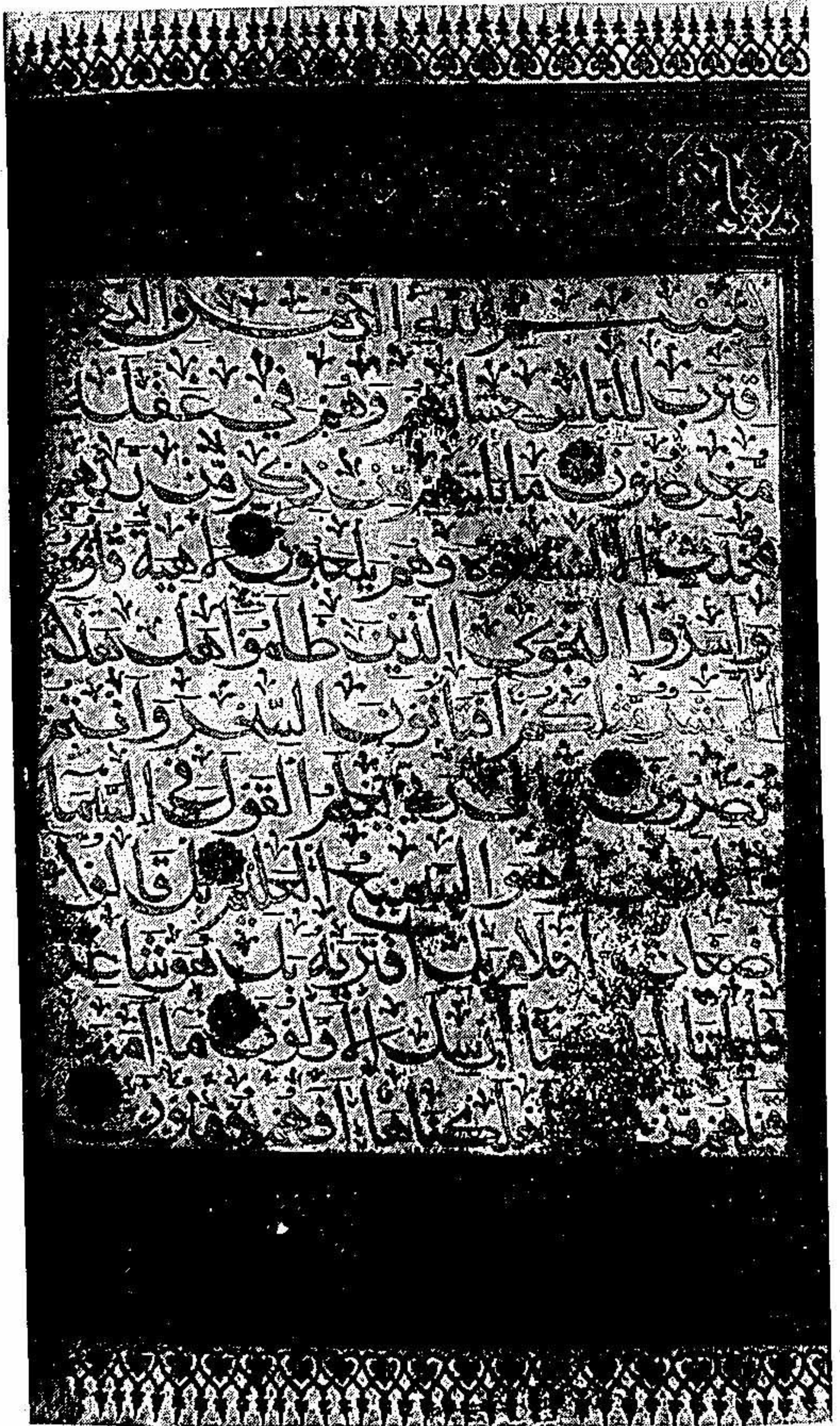
# عکسِ حیلہ

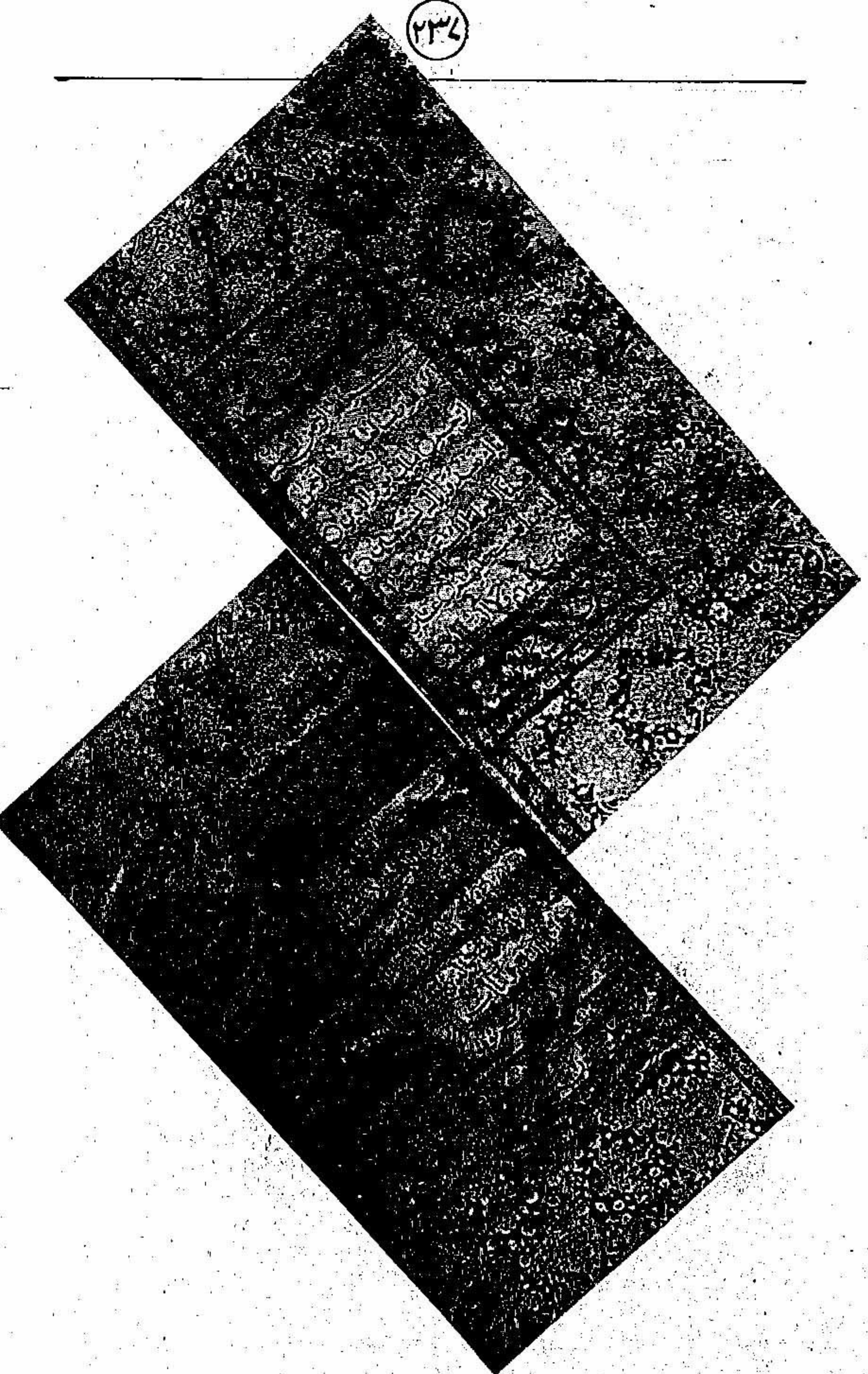
ٹیشنل میوزیم پاکستان (کراچی) میں محفوظ  
 و تدارک حکیم کے چند قدیم مخطوطات کے عکس  
 جو حیات اب ایم اے حلیم (ڈائریکٹر ٹیشنل میوزیم)  
 نے ازراہ کرم عنایت فرمائے۔

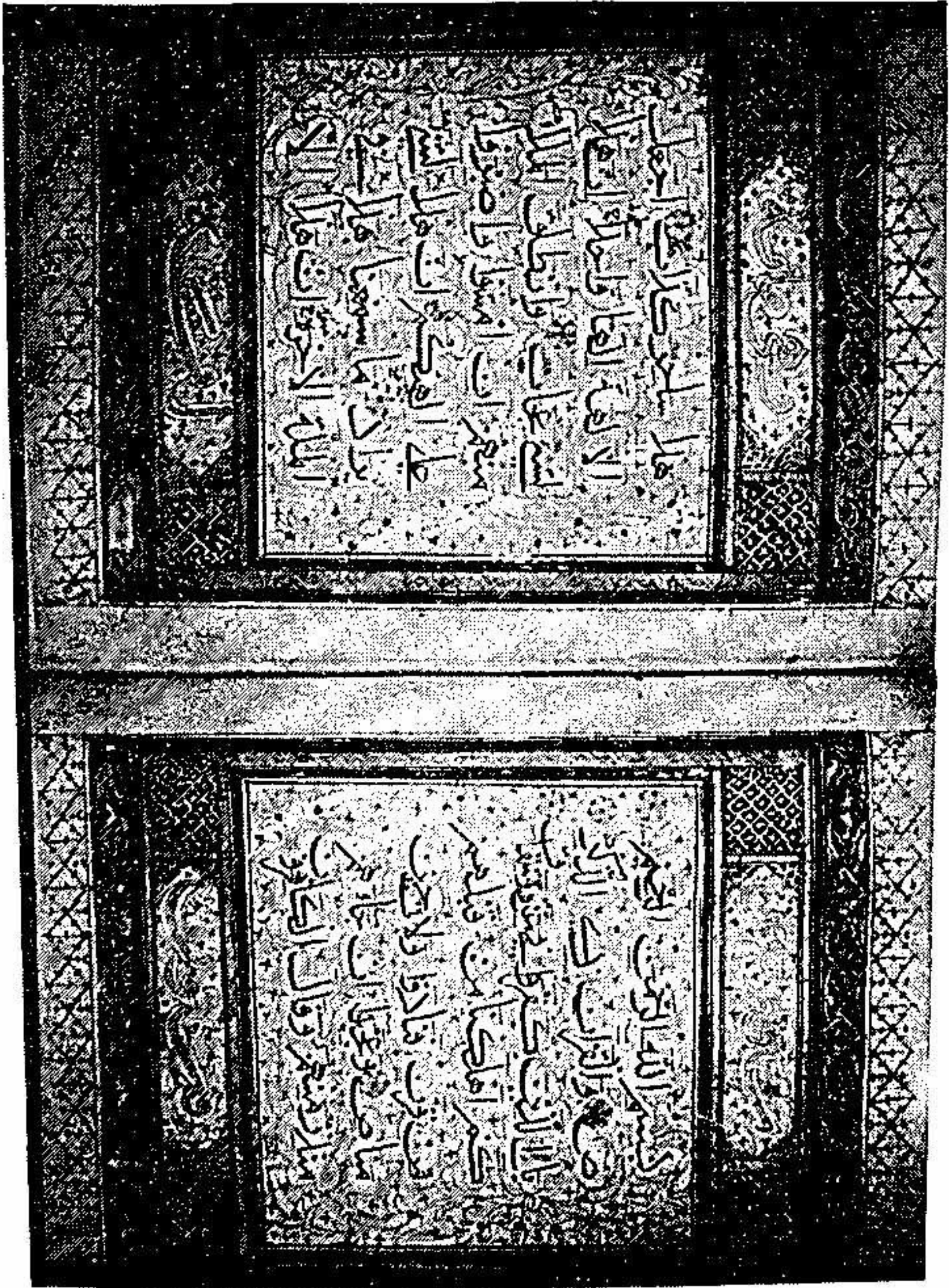
مسعود

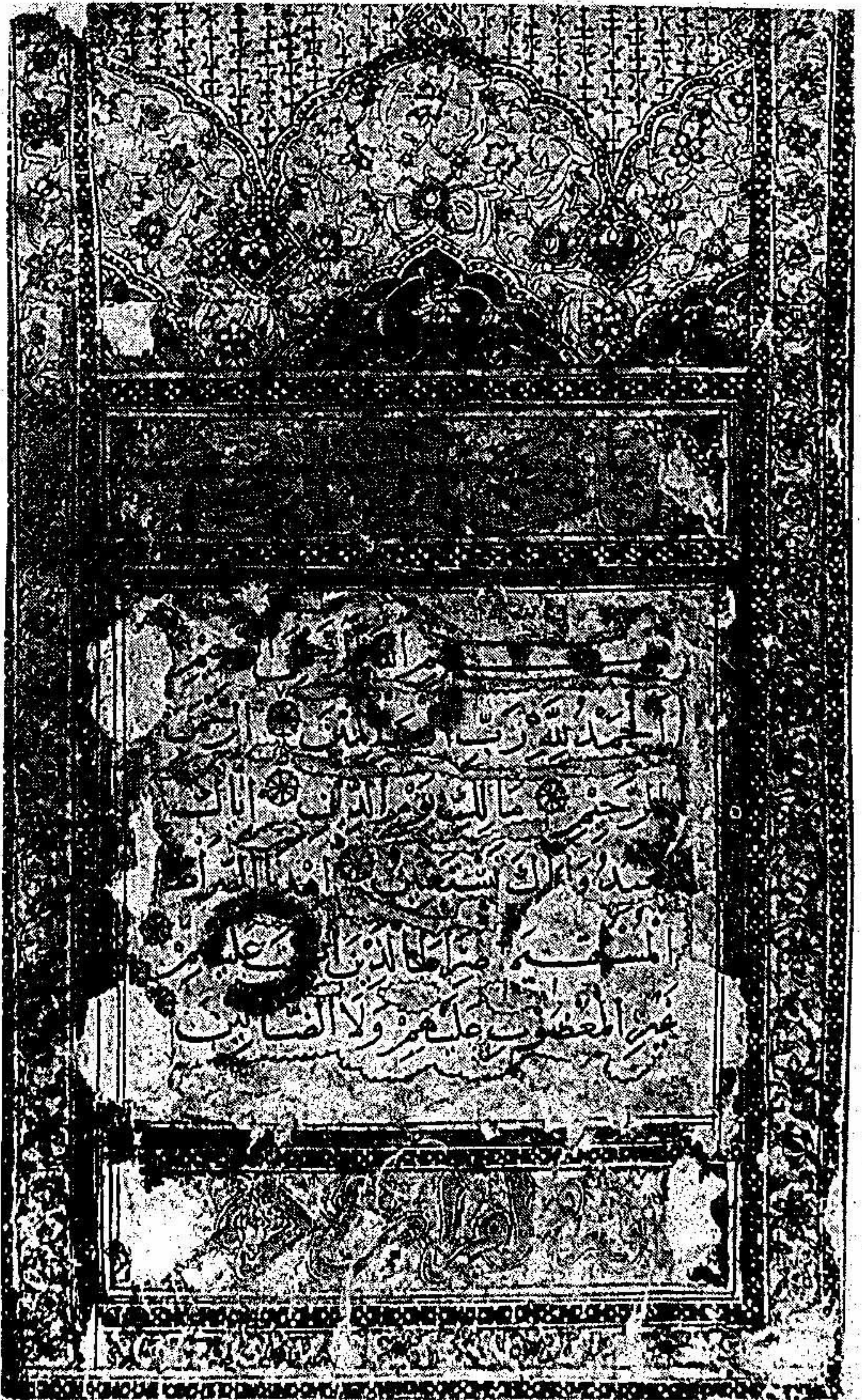


اَمْسِكْ بِحَبْلِ الْوَدْيِ  
 اَنْتُمْ لَنْ تَضِلُّوا عَنْهُ  
 اَنْتُمْ لَنْ تَضِلُّوا عَنْهُ  
 اَنْتُمْ لَنْ تَضِلُّوا عَنْهُ  
 اَنْتُمْ لَنْ تَضِلُّوا عَنْهُ  
 اَنْتُمْ لَنْ تَضِلُّوا عَنْهُ









## مصنف کی اہم مطبوعات

- |       |                         |   |
|-------|-------------------------|---|
| ۱۹۴۳ء | لاہور                   | ۱۔ تمدن ہند پر اسلامی اثرات                 |
| ۱۹۴۳ء | حیدرآباد                | ۲۔ شاہ محمد عنوث گوالیاری                   |
| ۱۹۴۹ء | کراچی                   | ۳۔ تذکرہ منظرہ مسعود                        |
| ۱۹۴۹ء | کراچی                   | ۴۔ فتاویٰ منظہری                            |
| ۱۹۴۹ء | کراچی                   | ۵۔ مکاتیب منظہری                            |
| ۱۹۴۳ء | کراچی                   | ۶۔ حیات منظہری                              |
| ۱۹۴۴ء | کراچی                   | ۷۔ سیرت مجدد الف ثانی                       |
| ۱۹۴۶ء | کراچی۔ بمبئی            | ۸۔ موج خیال                                 |
| ۱۹۴۹ء | لاہور                   | ۹۔ تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم        |
| ۱۹۸۰ء | کراچی، اللہ آباد        | ۱۰۔ محبت کی نشانی                           |
| ۱۹۸۱ء | سیال کوٹ                | ۱۱۔ حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر محمد اقبال |
| ۱۹۸۱ء | سیال کوٹ                | ۱۲۔ حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی         |
| ۱۹۸۱ء | کراچی                   | ۱۳۔ احمد رضا اور عالم اسلام                 |
| ۱۹۸۱ء | کراچی، لاہور، مبارک پور | ۱۴۔ گناہ بے گناہی                           |
|       | (زیر طبع)               | ۱۵۔ فتاویٰ مسعودی                           |





